UNIVERSAL LIBRARY

OU_224893

UNIVERSAL LIBRARY

ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ

الحمد للہ کہ از عمدۂ افادات فاضل نامی و مؤرخ گرامی جناب مولوی وکیل احمد صاحب سکندرپوری لعفی

آئینۂ حقیقت نما ۱۳۰۵ھ

ترجمہ

تاریخ حقیقت نما ۱۸۸۸ع

حسب فرمایش جناب مخدومی مولوی محمد خادم حسین صاحب باہتمام محمد عبد الواحد عفا عنہ الواحد

در مطبع مصطفائی مصطفی محمد خان ۱۳۰۵ھ طبع گردید

فہرست

صفحہ	مطلب
۴	دیباچہ کتاب۔
۱۲	ذکر امیر مرحوم ابی منصور سبکتگین۔
۱۹	ترکون کا چڑھ آنا امیر ابو القاسم نوح ابن منصور پر۔
۲۳	ذکر حسام الدولہ ابو العباس تاش دربان کا اور مقرر ہونا سپہ سالاری کا اوسکے لیے۔
۳۱	جانا فخر الدولہ کا ولایت اوسین اور حسام الدولہ ابو العباس تاش مین بغرض مددگاری باہمی خطوط جاری ہونا۔
۳۴	ابو العباس تاش کا جانا جرجان مین اور ابو الحسن ابن سیمجور کا سپہ سالاری نیشاپور مین ٹھہر جانا۔
۳۹	ابو الحسن ابن سیمجور کا مرنا اور اوسکی جگہ اوسکے فرزند ابو علی کا مقرر ہونا۔
۴۲	فائق کا ذکر اور اس واقعہ کے بعد جو اوسکا انجام ہوا۔
۴۳	آنا بغراخان کا بخارا مین اور امیر رضی کا بھاگنا بخارا سے اور پھر آنا امیر کا اوسکے جانے کے بعد۔
۴۵	بغراخان کا نکل جانا بخارا سے اور امیر رضی کا جانا بخارا مین۔
۶۳	ابو القاسم ابن سیمجور ابو علی کے بھائی کا ذکر۔
۶۸	امیر سیف الدولہ اور اوسکے بھائی مین جو واقعہ ہوا
۷۰	جو کچھ کہ ابو القاسم اور بکتوزون مین واقعہ ہوا۔
۷۲	اوتارلانا سیف الدولہ کا اسمٰعیل کو قلعہ غزنین سے۔
۷۸	امیر المومنین قادر باللہ خلیفہ عباسی نے سلطان سیف الدولہ کو لقب دیا۔
"	عبد الملک ابن نوح پھر بخارا مین آیا۔
۷۹	ذکر ابو ابراہیم اسمٰعیل منتصر ابن نوح اور اوسکا ماجرا ایلک خان کے ساتھ ماوراء النہر پر اور ابو المظفر نصر ابن ناصر الدین کے ساتھ خراسان پر۔
۹۵	فہرست سلاطین سامانیہ۔
۹۶	ذکر اتفاق و مخالفت ناصر الدین سبکتگین اور خلف ابن احمد کا۔
۱۰۱	سلطان یمین الدولہ کا ایلک خان سے

صفحہ	مطلب
	دوستی کرنا اور پھر مخالفت ہونا۔
۱۰۲	ذکر واقعات سلطان اور اوسکا لڑنا ایلک خان سے۔
〃	ذکر جنگ سلطان ہندوستان پر بمقام بھاٹینیر یا بھٹنڈا۔
۱۰۳	بیان جنگ ملتان۔
〃	ایلک خان کا آنا اور سلطان سے لڑنا۔
۱۰۶	ذکر فتح قلعہ بھیم نگر یا نگرکوٹ۔
۱۰۷	ذکر آل فریغون۔
〃	بغداد مین امیر المومنین طایع باللہ معزول ہوا اور قادر باللہ خلیفہ ہوا۔
۱۱۲	ذکر جنگ نارین۔
۱۱۳	ذکر جنگ غور کا۔
〃	قحط جو سنہ ۴۰۱ھ ہجری مین نیشاپور مین واقع ہوا۔
۱۱۵	ایلک خان کا احوال جو بعد معاودت ماوراء النہر کے سلطان کو پونہچا۔
۱۱۶	ذکر فتح قصدار۔
〃	ذکر دونون شار کا۔
۱۲۰	ذکر جنگ ناردین۔
۱۲۱	جنگ تھانیسر۔

صفحہ	مطلب
۱۲۱	ذکر ابی العباس فضل ابن احمد کا۔
۱۲۳	ذکر ابو القاسم احمد ابن حسن میمندی کی وزارت کا۔
۱۲۵	بیان شمس المعالی قابوس ابن وشمگیر کا۔
۱۲۷	ذکر دارا ابن شمس المعالی۔
۱۲۸	ذکر مجد الدولہ۔
۱۳۰	ذکر بہاؤ الدولہ کا۔
۱۳۱	ذکر ایلک خان۔
〃	ذکر ابی احمد فرزند سلطان یمین الدولہ۔
۱۳۲	ذکر ابو العباس مامون خوارزم شاہ۔
۱۳۳	متھرا اور قنوج کی فتح کا ذکر۔
۱۳۵	غزنین کی جامع مسجد کا ذکر۔
〃	ذکر قوم افغانان۔
〃	ذکر اوس حال کا جو بعد وزیر ابو العباس کے نیشاپور مین گذرا۔
۱۳۶	ذکر ابو بکر محمد ابن اسحاق اور قاضی ابو علی۔
〃	ذکر سپہ سالار نصر ابن ناصر الدین سبکتگین۔
۱۳۷	ذکر مولوی کفیل احمد سکندر پوری مترجم۔

تمت

۲۹۷۶۹۴۳۵
۶-٤

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر خدا کو جسنے بنی نوع انسانی سے کسی کو نبی کسی کو بادشاہ بنایا انکے ہاتھون سے دین و دنیا کے سلسلہ نظام کو مستحکم فرمایا درود حضرت محمد مصطفیٰ پر جنکی امت کے خلفا و سلاطین نے چار دانگ عالم مین فتح و نصرت کا ڈنکا بجایا اپنی حسن تدابیر سے شیر اور بکری کو ایک گھاٹ پانی پلایا اما بعد کہتا ہی فقیر حقیر وکیل احمد سکندر پوری عفی عنہ کہ ہزارون سال سے روی زمین پر مختلف اقوام مختلف قطاع مین آباد ہین جنکے رسوم و عادت مختلف ہین اونکے پیشے اور حرفے بھی جدا جدا ہین انکی زبانون مین ایسا اختلاف ہی کہ ایک دوسرے کی بات نہین سمجھتا یہ لوگ اشخاص و انساب مین بھی باہم مختلف ہین انکے تمدن کا طور علیحدہ ہی انکے مذہب و ملت مین بھی فرق ہی انکی ہدایت کے لیے مختلف انبیاء اللہ علیہم الصلوۃ والسلام مبعوث ہوے جنکے احکام جداگانہ تھے اور مختلف سلاطین نے ان پر حکومت کی جنکی حکومت کا نرالا ڈھنگ تھا پھر ایسا شریف علم جس سے اذوات و احوال مختلفہ سابقین معلوم ہو علم تاریخ ہی اس علم مین صرف معرفت احوال اشخاص ماضیہ سے بحث کیجاتی ہی عام ازینکہ انبیا ہون یا علما یا اولیا یا ملوک یا امرا تا کہ آدمی ان حالون کو دریافت کرکے عبرت حاصل کرے اور زمانے کے تغیرات پر غور کرکے اوسکو ایسا تجربہ حاصل ہو جس سے وہ ایسے اوصاف رذیلہ سے بچتا رہے جنمین امم سابقہ مبتلا تھین یا جنسے اونکا استیصال ہوا اور آپ کو ایسے اوصاف

حسنہ سے متصف کرے جنکی بدولت اگلے لوگون کو صلاح و فلاح و رشد حاصل ہوا اسی وجہ سے
ہر زمانے کے حکماء اسلامیین و علماء ربانیین نے کتابین لکھین مگر چونکہ اکثر کتب تواریخ عربی زبان
مین ہین عام اہل ہند اونسے متمتع نہین ہو سکتے یہی وجہ ہے کہ انکو خاص ہندوستان کے عبرت انگیز واقعات
پر بھی پوری اطلاع نہین اس لیے جی مین آیا کہ تاریخ یمینی کا ترجمہ سلیس اردو زبان مین شائع کرنا چاہیے تاکہ
مسلمانونکی اولی العزمی ظاہر ہو اور یہ خیال کیا جائے کہ سلاطین نے جنکی اولو العزمی کا قائم مقام
اب صرف اونکا نام رہ گیا ہے کس عالی ہمتی سے ایشیا کے طاقتور حصونمین سلطنت کو جمایا اور تھوڑی
ہی مدت مین کیسی لیاقت و خوبصورتی سے اپنے ممالک مفتوحہ و مقبوضہ مین امن و امان پھیلایا
یہ تاریخ یمین الدولہ محمود بن سبکتگین کی ہے جسے ابو النصر محمد ابن محمد الشہیر بالجباری نے عربی مین
لکھا ہے اس نامی شاعر نے اپنا دردناک واقعہ یون لکھا ہے کہ پہلے مین امیر ناصر الدین سبکتگین کی خدمت مین
آیا پھر شمس الکفاۃ وزیر کی خدمت مین مجکو ایک تقرب خاص ہو گیا اور یہ کتاب مین نے مرتب
کر کے پیش کی تو اوسنے چاہا کہ مجکو گنج رستاق پڑاک کا داروغہ کرے وہان فرعون ابن ابو الغوی
حاکم تھا اور یہ شخص بہت برا تھا مین جو وہان گیا تو اپنے کام پر مصروف رہا اوسنے چاہا کہ مین بھی خیانت
کرون مین نے جو انکار کیا اور میری وضع سے ناامید ہوا تو چاہا کہ کسی آفت یا بلا مین مجکو پھنساوے
اور فرزندان سلطان کو میری برائی پر بہکایا جب یہان کچھ کام نہ چلا تو وزیر شمس الکفاۃ کو بہکانا
شروع کیا اور کہا کہ جو لوگ تمسے مخالفت رکھتے ہین وہ اونسے موافقت رکھتا ہے یہ امر وزیر کے
ذہن نشین ہو گیا اور مجکو موقوف کر دیا آخر میری آرت ہوئی پھر دوسرے دشمن بہت غمازی کرتے
رہے مگر کچھ کارگر نہوئی اس تاریخ کی عربیت و دقائق غریبہ و لطائف ادبیہ کا کیا کہنا ہے جو ادیب ہے
وہ اسکی قدر جانتا ہے یہ تاریخ جامع ہے تواریخ فاضل شیخ مجد الدین کرمانی و تاریخ فاضل قاسم ابن حسین
اصفہانی کو علامہ تاج الدین عیسی نے اسکا انتخاب کیا اور اوسکا نام بستان الفضلا و ریاحین العقلا
رکھا علامہ ابی الفضل بیہقی نے موٹی موٹی چھ جلدونمین ایک تاریخ لکھی جسے تاریخ یمینی کی شرح
کہہ سکتے ہین بعضے نامی علماء نے یمینی کا ترجمہ بھی کیا لیکن ہمارے ترجمے کا کچھ اور ہی رنگ ہے اسکا
عجیب سمان ہے نرالا ڈھنگ ہے ناظرین جب ملاحظہ فرمائین گے لطف اوٹھائین گے
اس ترجمے مین چند امور کا لحاظ کیا گیا پہلا امر - جو جملے کہ صرف بنظر رعایت

قافیہ اور عبارت آرائی کے لائے گئے ہین وہ ترک کیے گئے اس لیے کہ مطلب جملۂ اول سے حاصل ہوچکا ہی
دوسرا امر - اشعار جو صرف مدائح یا ذمائم مین ہین اور اونمین سوای مبالغۂ شاعرانہ کے اور کچھ مقصود
نہین ہی ترک کیے گئے مگر اول شعر کا ترجمہ کیا گیا ہی اور اسیطرح عبارت نثر جو صرف مدائح مین بہت
دراز لکھی گئی ہی ترک کی گئی **تیسرا امر** - جو امر کہ صرف دین اور مذہب سے متعلق تھے مجمل یا مفصل وہ
ترک کیے گئے اور اسی بنا پر جو لفظ اور جملہ بنسبت اہل ہند اور اہل چین کے خلاف اخلاق لکھا ہوا تھا
اوسکو ترک کیا یا دوسری لفظ سے بدلا اور ان سب مین یہ ضرور لحاظ ہوا کہ حالات تاریخی فوت نہو وین
چوتھا امر - لفظی ترجمہ نہ کیا گیا بلکہ رعایت محاورہ ملحوظ رہی **پانچوان امر** - صرف برعایت
محاورہ غلام کا غلام ترجمہ کیا گیا اگرچہ عربی مین غلام اوس لڑکے کو کہتے ہین کہ قریب جوانی کے ہو
چھٹا امر - اگرچہ اختلاف عبارت اکثر نسخون مین ہوتا ہی لیکن مینے ایک نسخے کو جو نہایت
پرانا و معتمد علیہ ہی اصل مقرر کیا اور اوسی کے موافق ترجمہ کیا **ساتوان امر** - سال عیسوی بمقابلہ
سال ہجری کے حاشیے پر لکھا گیا اور چونکہ جنتری مفصل میرے پاس نہین ہی اس لیے تاریخ اور روز اور
مہینے کی تطبیق نہو سکی **آٹھوان امر** - نظم کا نظم ترجمہ ہی **نوان امر** - اس کتاب مین
صرف ۴۱۰ھ ہجری تک کا ذکر ہی اوس سے زیادہ حال محمود غزنوی کا اسمین نہین ہی اور ہندستان پر
صرف نو حملونکا ذکر ہی اس ترجمے سے جسطرح تاریخی حال معلوم ہوتے ہین اوسیطرح اصل تاریخ یمینی کے مطالعے پر
آدمی قادر ہوتا ہی بشرطیکہ زبان عربی سے اوسکو کچھ مناسبت اور لگاؤ ہو چونکہ اس زمانے مین عالیجناب
مستطاب بندگان عالی متعالی حضور پر نور **نواب میر محبوب علیخان بہادر رستم دوران
فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ و دولتہ**
فرمانروای ملک دکن کو اشاعت علم کیطرف ایک خاص توجہ ہی مجھے امید ہی کہ یہ ناچیز ترجمہ جسکا نام
آئینۂ جلیبی ترجمۂ تاریخ یمینی ہی منظور نظر قبول ہو - **ترجمۂ کتاب** - دین اور بادشاہ
دونون ہمزاد ہین دین بنیاد ہی اور بادشاہ نگہبان جس چیز کا کوئی نگہبان نہووے وہ برباد ہوگی اور جو چیز
کہ بے بنیاد ہوگی خراب ہوگی بادشاہ زمین پر خدا کا سایہ ہی اور اوسکی مخلوقات پر اوسکا قایم مقام ہی اور
اوسکی طرف سے اوسکے حق کی رعایت کے لیے ایک معتمد ہی کہ اوس سے انتظام کامل ہوتا ہی اور خاص و عام
سب کے کام درست ہوتے ہین اور سب فتنین اور فتنے اوسکی دہشت سے زائل ہوتے ہین اور سب دُ

اور محنتین جاتی رہتی ہین اور پادشاہ نہوتا تو انتظام نرہتا اور سب خاص و عام برابر ہوجاتے اور
فتنہ اور فساد خوب پھیل جاتا اور اضطراب اور شور بہت ہوتا اور لوگ موافق اپنی اپنی طبیعت کے
سرکشی اور مخالفت کرتے یہانتک کہ صلاح معاش اور صلاح عاقبت سے بالکل بے بہرہ ہوجاتے
اور اس کلام کے بھی یہی معنی ہین کہ سلطان جتنا روکتا ہی قرآن اتنا نہین روکتا ہی کیونکہ
بہت لوگ بخوف سیاست اور انتظام ظاہری اور بخوف سزا اور گرفتاری فساد سے باز رہتے
ہین اور ایسا پادشاہ کون ہی کہ قرآن کی آیتون مین فکر کرے اور غور اور تامل سے اونکو دیکھے کہ وہ
اسکو بھلائی پر رہنما ہون اور برائی سے باز رکھین کہ ایسا پادشاہ خوب آراستہ و پیراستہ ہوگا
اور اس کلام کا بھی یہی مطلب ہی بیشک تمہارا ڈر زیادہ ہی اونکے دلمین اللہ کے ڈر سے اس لیے
کہ یہ لوگ سمجھتے نہین سو تلوار عام کے لیے ہی یہ دونو امر اور نہی مین مشترک ہین پر عوام تو تلوار سے
ڈرتے ہین اور خواص حق ہی کی متابعت کرتے ہین ان دونو مین بہت فرق ہی یعنی عوام غیر کے
تابعدار ہین اور خواص تابع پروردگار ہین اور مجکو اس کلام کا بھی خیال آیا کہ ہمنے اپنے رسولونکو علامتین دیکر بھیجا
اور اونکے ساتھ کتاب اور ترازو اوتاری کہ لوگ انصاف پر قایم ہین اور ہمنے لوہا اوتارا کہ اوسمین سختی اور
منفعت بہت ہی کہ اس سے بہت کام نکلتے ہین اور یہ معنی اس لیے خیال مین آئے کہ کتاب اور
ترازو اور تلوار مین کچھ مناسبت نہین نہ ہمصورت نہ ہمجنس پھر اونکو اس کلام مین کیون جمع کیا ہی
اور بہت مفسرین اور علما سے مین نے اسکا سبب پوچھا پر اونکے جواب سے تو میری کچھ تشفی
نہوئی اور مین نے خود ہی سوچا تو معلوم ہوا کہ قرآن قانون شریعت ہی اور احکام دین کا دستور العمل ہی
جسمین راہ راست کا بیان ہی اور فرائض مجمل کی تفصیل ہی اور تن اور جانکی مصلحت ہی کہ زیادتی
اور ستمگاری اور سرکشی اور خصومت سے باز رکھتا ہی اور آسمان سے جو بارش ہوتی ہی تا کہ زمین پھٹ کر
رزق پیدا ہووے تو حکم ہی کہ وہ بقدر استحقاق اور کسب کے تقسیم ہووے تا کہ کوئی تغلب کرے اور
کوئی محروم نرہے تو اس انصاف اور برابری کے لیے ایک آلہ کی ضرورت پڑی سو اللہ تعالی
نے دلمین خیال ڈالا کہ ترازو بناوین اور اپنے لینے دینے مین استعمال کرین کہ آپس مین ظلم نہو اور
نہین تو تباہ ہونگے اور عیش جاتا رہیگا اور اسکی دلیل یہ کلام ہی کہ اللہ تعالی نے آسمان بلند کیا اور میزان
مقرر کی کہ تم تولنے مین زیادتی نکرو اور وزن انصاف سے کرو کہ کم نہو اور یہ برابری بے ترازو کے

ممکن نہین اسی لیے اللہ تعالی نے اوسکو مقرر کیا اور دو دفعہ اوسکا ذکر کیا اور یہ معلوم ہو کہ قرآن مین احکام
خداوندی درج ہین اور یہ ترازو انصاف اور برابری کے لیے بنائی گئی ہو اور ان دونون کا اتباع اور
اونکے احکام کا التزام صرف تلوار سے ہو اور ظاہر ہوا کہ سلطان اللہ کا خلیفہ ہو اور اوسکا امانت دار
ہو اور سب حاکمون مین بہتر وہ ہو کہ شریف و عزت دار ہو اللہ تعالی کے نزدیک بزرگ وجاہت دار
ہو اور اوسکی توجہ خاطر مددگاری اور حمایت رعیت پر ہو اور سب مردمان دیہات اور قصبات نے
اور ساکنان شہر او صحرا نے خوب جان لیا ہو کہ جب سے صبح نے اپنے بازو پھیلائے اور پھر اونکو
بند کیا کہ افق مغرب مین گرے ایسا کوئی پادشاہ نہین ہوا کہ علم اور حلم و صفائی اور وفا عہد اور سخاوت
اور شجاعت اور حمایت اور رغبت اور دہشت مین اور شوکت اور جاہ و جلال مین اور وسعت
سلطنت اور دولت و اقبال مین امیر سردار پادشاہ یمین الدولہ امین الملۃ ابی القاسم
محمود ابن ناصر الدین ابی منصور سبکتگین سے بہتر ہووے کہ ممالک شرقیہ او ر اوسکے دونون
طرف کا درمیانہ عالم اور اوسکی دونون جانب یعنی اقلیم چہارم کا مع اوسقدر اقلیم ثالث اور
خامس کے جو اوس سے متصل ہو مالک اور پادشاہ ہوا اور ان اقالیم کے امرا اور صاحبان لقب
پادشاہی کی رجوع اوسکی حمایت مین ہوئے اور اوسکو خراج دینے لگے اور سب لوگ
اسکے سایہ ولایت مین پناہ لینے لگے اور ایسا عزت دار ہو کہ دور دور کے پادشاہ اسکے تابعدار
ہین اور اوسکی ہیبت سے ڈرتے ہین اور اگرچہ بہت دور ہین اور کوہستان او رغار حائل ہین
لیکن اوسکے یکایک دوڑ لیجانے سے سب پناہ مانگتے ہین اور اگر اوسکا ذکر ہووے تو ہند اور
روم اپنا مونہہ چھپا لیتے ہین اور اگر اوسکی سرزمین کی ہوا اون تک پہونچے تو اونکے رونگٹے
کھڑے ہوتے ہین اور جب سے اوسکو ہوش آیا اور زبان سے لکنت دور ہوئی تو صرف ذکر خدا اور
تلاوت قرآن مین شاغل و رتلوار اور تیر کی درستی پر مائل ہوا اور صرف مہمات امور او رسیاست پر
متوجہ ہوا اپنے ہم عمرون مین بیہودہ کھیل نہ کھیلتا تھا بلکہ وقتی اور دشوار کھیل کھیلتا تھا اور جو امر
اوسکو معلوم نہو تا یا دشوار ہوتا تو ایسی محنت کرتا کہ اوسکو بزور طبیعت اور بتوجہ عقل دریافت کر لیتا
اور نہایت سہل کر دیتا اور امیر مرحوم یعنی ناصر الدین سبکتگین انار اللہ برہانہ دنیا کو اوسی کی نظر سے
دیکھتا تھا اور اوسی کے کان سے بات سنتا تھا اور اوسکی زبان سے کلام کرتا تھا یعنی اپنی زندگی کی

حلاوت اوسی سے جانتا تھا اور اوسکی ہوا سے خوشبو لیتا تھا اور اوسکے برکت سے کار دشوار آسان
جانتا تھا اور جبتک کہ محمود سن تمیز کو پونہچا اپنے باپ کے سینے سے جدا نہوا اور درجہ بدرجہ ترقی مراتب
اوسکو ہوتی گئی یہانتک کہ خراسان کا سپہ سالار ہوگیا اور یہ وہ رتبہ ہی کہ اوسکے لیے بہت سردارون
نے اور پہلوان بہادرون نے اپنی جان دی مگر سوای چند لوگونکے کہ جنکا ذکر ندکور اور زبان زد
ہی اور کسیکو یہ رتبہ نہ ملا اوسنے باوجود نوجوانی اور نوعمری کے پندرہ برس کی عمر مین لشکر اپنے
تابع کر لیے اور اوسکے ہم عمر ایسے شغلونمین رہے کہ وہ اونکو لے بیٹھے اور اسکو ہمت پادشاہی اور
قوت بہادری نے اتنا بڑھایا کہ بڑھتے بڑھتے تمام خراسان اور آخر ملک زاولستان اور تمام
بلاد نیمروز اور غور کے پہاڑون کا کہ اونکے قلعے نہایت مضبوط تھے مالک ہوگیا اور سندھ
اور ملتان پر غالب آیا اور اونکی خوب بیخ کنی کی اور ہندوستان مین بار بار آیا اور اوسکا زخم ہر بار
تازہ کیا اوسکے بڑے ناز و نعمت والونکو تابع کیا اور اوسکے مکانات اور منازل کو تلاش
کیا اور گڑھ اور قلعون کو فتح کیا یہانتک کہ لڑکونکو بھی اونکے کھیل مین اوسکے آنے سے
دھمکاتے تھے اور اوسکے تیرون اور جھنڈون سے ڈرلاتے تھے سو راجہ جیپال اور
اوسکے پہلوانون اور بہادرون کا حال موافق شعر اشجع سلمی کے ہوگیا شعر

ترے دشمنون کا یہ اب حال ہی / کہ اونپر مقرر رہی شام و سحر
اگر جاگتے ہین ڈراتا ہی تو / جو سوتے ہین آتی ہی دہشت نظر

اور اوسکے نام اور صورت مین ہیبت تھی اور ایسی لڑائیونمین اوسکو فتح ہوئی کہ اونپر جب کم سکتا کہ
و زمین ہلنے لگتے ہی اور اوسکو علم اور حلم مین دسترس کامل تھی ایسی فتوحات اوسکو ہوئین کہ کسی
اور کو کبھی میسر نہوئین پر صرف کہانیونمین سنتے تھے کہ اونمین اظہار کسی امر واقعی کا نہین ہوتا ہی کہ
جسپر مشاہدہ یا برہان موجود ہو صرف قصہ خوانی مراد ہوتی ہی اگر اسلام کے سب پادشاہونکا
حال اور تاریخ ظاہر کیجاوے تو بیشک اوسکی سلطنت سب سلطنتونکی زینت ہووے ایسی
عادتین اور ایسی فخر کی باتین جو کہ اوسنے بذات خود اور اوسکے باپنے حاصل کین اور کو حاصل نہین ہوئین
اور اوسکی سیاست اور سلطنت ایسی تھی کہ اردشیر اور منصور پر غلبہ لیگیا اور اوسکی ہیبت و عدل
ایسا تھا کہ آگ اور پانی ہم ہوگئے اور بھیڑیون اور بکریون مین الفت ہوگئی اور درندونکے دانت

اور سینگ والون کے سینگ بیکار ہوگئے اور درس تدریس سے فارغ ہوکر صرف سیاست مین
مشغول ہوا اللہ نے اوسکو اولاد بھی ایسی دی کہ مثل ستارون کے روشن ہین اور مانند شیرون کے
زور آور ہین بزرگی اور جلال اور خوبی اور جمال مین اور سعادت اور اقبال مین اور علم و ادب مین اور
لکھنے پڑھنے مین اور یاد داشت اور حساب مین اور سختی اور نرمی مین اور قطعًا کارروائی مین اور شجاعت
اور غیرت مین اور سرداری اور بلندی مرتبت مین اور نجابت اور ریاست مین اور بزرگی اور نفاست
مین اور دلیری اور سیاست مین اور خوبی اور نگہبانی اور دانائی اور گھوڑے پر سوار ہونے مین انکے
برابر کوئی نہین دیکھا محمود نے اونکو نہایت شفقت سے پالا اور خوب تربیت کیا اور بہت ادب
سکھایا اور ایسے ہوگئے کہ اپنے زمانے کے آفتاب ہین اور اندھیرے کے ماہتاب ہین گفتگو اور کلام
مین دلیر ہین اور میدان کے شیر ہین اور لڑیون کے موتی ہین اور اپنے زمانے کے جواہر ہین خلقت
اونکی امیدوار رہنے لگی دوات اور قلم کو بھی انسے فخر ہونے لگا اور تمام اسباب سعادت اور سب سامان
سرداری اوسکے یہان جمع ہوگیا چنانچہ شیخ جلیل شمس الکفاۃ ابی القاسم احمد ابن الحسین کو اوسکی وزارت
اور تدبیر مملکت کے لیے اللہ تعالی نے بچا رکھا تھا کہ اب وہ اسکا وزیر ہوا یہ شخص ایسا صاحب سخاوت
ہے کہ دنیا کو منجملہ اون ذرون کے کہ روشندان ہوا سے دھوپ مین منتشر دکھائی دیتے ہین ایک
ذرہ جانتا ہے بلکہ ایک نقطہ منجملہ نقاط موہومہ دائرہ کے سمجھتا ہے اور اوسکی دہلیز فضل اور اہل فضل کا اور
ادب اور اہل ادب کا ٹھکانا ہے سرمایہ نظم و نثر ہر طرف سے وہان چلا آتا ہے اور بہت اہل ادب اور منشیون
نے بہت کتابین اس زمانے کے ذکر مین موافق اپنی قوت بیان اور تقریر اور طاقت بلاغت اور
تحریر کے لکھی ہین چنانچہ ابو اسحاق ابراہیم ابن ہلال نے جو کتاب مسمی تاجی دیلم کے بیان مین
لکھی ہے بہت خوب ہے اور بسبب کمال بلاغت اور جمال فصاحت کے نہایت مرغوب ہے اور اگر کوئی
سلطنت ایسی ہے کہ اوسکی خوبیان ہمیشہ کے لیے لکھنی چاہیین اور اوسکے احوال دوام کے لیے ضبط
کرنے چاہیین تو وہ یہی سلطنت ہے کہ ہر منشی پر اوسکی خوبیونکا لکھنا واجب ہے کہ اپنے کلام کو اوسکے
ذکر سے زینت دے اور اپنے قلم کو عزت دے اور اگر اگلے مصنف اس سلطنت کو دیکھتے تو آرزو کرتے
کہ کلام اونکا کاش اور سلطنت کے ذکر مین نہوتا اور صرف اس ہی سلطنت کی خوبیونکا ذکر کرتے
اور بیشک اپنے دلمین ایسا عذر کرتے کہ جیسا ابو نواس نے عذر کیا تھا اور مین چاہتا ہون

کہ ایک خوبی اس سلطنت کی یہ ہی کہ جو کوئی کچھ بھی قدرت تحریر کی رکھتا ہی اور بلاغت اور فصاحت اوسکی تقریر مین ہی وہ اسی سلطنت کے احوال و اخبار اوس وقت سے لکھنے شروع کرتا ہی کہ امیر مرحوم حاکم ہوا اور ابو علی محمد ابن محمد ابن ابراہیم ابن سیمجور کو خراسان سے شکست دیکر نکال دیا اور پھر اوسکو اپنے یہان قید رکھا اور خراسان کا والی ہوا مع اوس فخر کے کہ اوس نے اپنے ایام سلطنت مین امیر رضی ابی القاسم نوح ابن منصور کی فریاد رسی کی اور اوسکے دشمن کو اوسکی مملکت سے نکالا اور ترک جو مال چھوڑ گئے تھے اوسکے ہاتھ لگا اور کچھ دھمکی اور کچھ رغبت دیکر اونکو روکا اور نوح کا جو کچھ کہ مال و دولت تھا وہ اوسکو واپس کر دیا کہ اوسکے بزرگون کے حقوق بہت ہین کہ وہ حرمت والونکی قدر اور عزت والونکی عزت کی حفاظت اور اہل حاجت کی دامی حاجت کرتے تھے اور پھر پادشاہ یمین الدولہ امین الملۃ اوسکا وارث ہوا اور وہ ہی ترتیب اور تدبیر اور وہ ہی محبت اور الفت اپنے بھائیون اور اقارب سے کی اور اوسی طرح مال و دولت خرچ کیا کہ اب مستقل سردار ہوگیا اور امرا اطراف نے جھٹ پٹ اوس سے بیعت کی اور اوسکی تعریف مین شاعرون نے ایسے عمدہ قصیدے کہے ہین کہ جس سے دیباچہ وزرکی اور صنعت خسروی اور دقیقے سب گرد ہو گئے اور مجکو قسم ہی اپنی عمر کی کہ یہ اشعار بہت خوب ہین مگر اس ہی دیار خراسان مین مشہور اور معروف ہین اور یہانسے باہر جانا اونکو ناپسند ہی پس حق خدمت قدیم اس خاندان کا مجھپر ہی اور وہ حق و حسان جو امیر مرحوم نے مجھپر کیا اور وہ حق نعمت جو امیر ابو احمد ابن یمین الدولہ امین الملۃ نے میرے لیے مقرر کیا اسکا باعث ہوا کہ ایک کتاب اس باب مین بزبان عربی لکھون کہ اہل عراق اوسکو اپنی بیداری مین قصہ بناوین اور اپنے ساتھ حضر اور سفر مین رکھین اور اوسکے شروع مین حال امیر مرحوم کا ہی جب سے کہ پودہا اوسکا لگا اور باغ اوسکا پھیلا اور جبتک کہ امیر مرحوم سے ابو القاسم نوح ابن منصور نے اپنی سلطنت کے استحکام مین اور ابی علی ابن سیمجور سے انتقام لینے مین مدد لی کہ ابی علی اور اون ترکون کو کہ ابو علی کے ساتھ بطمع یا بسفارش متفق ہوکر نوح کے ملک مین گھسے تھے دفع کرے اور سوای اوسکے اور فتوحات بھی جو امیر مرحوم نے کین اور اوسکے بعد احوال سلطان اجل یمین الدولہ امین الملۃ کے جو ہندوستان اور ترک اور خلج مین گزرے مع اوسکے فتوحات کے مذکور ہونگے اور جو کچھ کہ اسکے اور اسکے سرداران اطراف کے حالات اوسکی صحبت مین گزرے وہ بھی ذکر ہونگے اور اللہ تعالی مطلب کے حصول پر اور غرض و مقصود کے وصول پر مدد دیتا ہی

ذکر امیر مرحوم ابی منصور سبکتگین رحمۃ اللہ علیہ کا

یہ امیر اپنی ذات سے نہایت غیرت او رعزت والا تھا اور دل کا بہادر او رسخت گیر اور بزرگ اصل اور پسندیدہ تدبیر اور بلند ہمت اور صاحب حکمت کہ یہ سب باتین اوسکی خصلتون اور عادتون سے ظاہر تھین اور یہ سب امور اوسکے احوال اور ارادون سے روشن تھے ابو الحسین جعفر ابن محمد خازن نے مجھ سے کہا کہ سبکتگین میر منصور ابن نوح کے عہد مین ابو اسحاق ابن الپتگین سپہ سالار خراسان کا داروغہ امور خانگی و معتمد الخدمت ہوکر بخارا آیا اور سوا مہلنے کے اوسکو کارخانہ سپہ سالاری مین ایسا اختیار تھا کہ سب کام کا اوسی پر مدار تھا اور اوسکے پیادونکا سردار تھا اور ارکان سلطنت بخارا نے جو اوسکی دلیری اور کارگزاری اور ذہن کی رسائی دیکھی تو معلوم کیا کہ اوسکو ترقی بہت ہوگی اور جب ابو اسحاق بخارا سے بجای اپنے باپ کے غزنہ کا والی ہوکر آیا تو سبکتگین بھی اوسکے ساتھ آیا اور ابو اسحاق یہان آتے ہی کچھ رہکر مرگیا اور اوسکے خاندان مین کوئی ایسا نہ رہا کہ اوسکی جگہہ سلطنت کے لائق ہوتا اوسکے اور اوسکے باپ کے غلامونکو یہ تردد ہوا کہ کسکو اپنا سردار بناوین کہ بحسن امارت اونکے خواص اور عوام کا ذمہ دار ہووے اور چونکہ اسکی تدبیر سبکو پسند آئی اور امیر سبکا اتفاق ہوا تو سب نے ہاتھون ہاتھ اپنا سردار بنالیا اور اوسکی بیعت پر اپنے ایمان کی قسم کھائی سبکتگین اپنی عقل درست اور احتیاط پسندیدہ اور اہتمام کامل اور حسن آمادگی سے اونکے مصالح امور پر مالک ہوگیا اور اونکو اطراف ہندوستان کی لڑائی کے لیے لے چڑھا اور اوسکے نکالنے پر جب سب ہندوستان اکٹھا ہوا تو بہت سخت لڑائیان ہوئین اور آتش جنگ خوب بھڑکی تلوارین دشمنون پر ایسی پڑین جیسے مینہ برستا ہی اور ایسی سختی کیوقت خوب صبر کیا اور اپنے بدن کو فرش خواب سے دور رکھا اور بھوک پر قناعت کی اور حمیت سے گھوڑے پر سوار رہا اور اپنے ہمراہیون اور رفیقون کو لذت آرزو یا آسایش ہوت پر آمادہ کرتا رہا عمر ابن اطنابہ انصاری نے جو شعر کہے ہین گویا وہ اسی کے لیے ہین ع

مری ہمت مرے بید انکی سختی
خریداری ثنا کی کر رہی ہی
تقاضاے بغلی کر رہی ہی
یہ میری جان اوٹھاتی ہی جو سختی
زر خالص کے بدلے میری خاطر
طلب قتل عدو کی کر رہی ہی

اور مجھ سے امیر سبکتگین نے منجملہ اپنے واقعات کے ایک واقعہ کا ذکر کیا کہ ہم نے مع اپنے ان رفقا کے دشمنونسے مقابلہ کیا اور ہم نہایت تھوڑے تھے اور وہ بہت اور نوبت بنوبت لڑتے تھے اس لیے

لڑائی بہت دراز ہوئی اور نہایت تکلیف ہوئی یہانتک کہ خوراک نبڑ گئی اور کھانے سے تنگ ہو گئے اور ہمارے آگے سوای تلوارون کے اور ہمارے پیچھے سوای میدان اور جنگل کے کچھ نتھا سو میرے سب رفیق اس تکلیف سے چلا اوٹھے اور حیلہ قیام مجھ سے پوچھنے لگے مین نے کہا کہ مین نے اپنے لیے کچھ ستو بچا رکھے ہین سو وہ اب ہم سب برابر بانٹ لین جبتک کہ اللہ تعالی ہمپر رزق کی کشایش کرے اور یہ تنگی اور تکلیف دفع ہووے سو مین انکے لیے پہلے ستو بناتا اور اپنے لیے پیچھے ایک چھوٹے پیالے مین بناتا اور اسیطرح صبح و شام کئی دن گزرے اور ہم ایسی سختی اور تکلیف مین مبتلا تھے اور تلوارین اور تیر چھرے اور سینے پر تھے یہانتک کہ اللہ تعالی نے مدد کی اور ہوا فتح کی چلی سو کوئی تو بھاگا اور کوئی کشتہ گرد آلودہ تھا اور کوئی زخمی پٹی باندھے ہوے اور کوئی قریب بمرگ اور کوئی قیدی مشکلین بندھی ہوی اور سکتگین یہ بھی کہتا تھا کہ جب سلطنت مجکو ملی تو زر کی قلت اور مصارف کی کثرت تھی اور میری اور میرے رفیقونکی حیثیت یکسان تھی یہانتک حاجت ہوئی کہ اپنے روزمرہ خرچ کے لیے بعوض کار سلطنت کے اجرت لیتا تھا اور اوسمین سے کچھ بچا رکھتا تھا تاکہ ہفتے مین ایکبار دوبار ہمراہیونکی ضیافت کرتا رہون اور یہ حال چند دن رہا یہانتک کہ اللہ تعالی نے فراغت دی تو بقدر اس یادتی کے رفیقونکو بھی یادہ دیتا رہا اور پھر سرداری کامل ہو گئی اور مثل اسکے یہ شعر ہین اور کچھ بھی دیر نہ لگی کہ بارہ ولایت اوسکا پھیلنے لگا اور تنہ درخت اوسکا بڑھنے لگا اور خزانے اوسکے بھرنے لگے اور لوگ اوسکی ہیبت سے ڈرنے لگے اور اوسکے ساتھ بطمع لگ لیے اور منجملہ اوسکے فتوحات کے ایک ملک بست ہے یہ ملک طغان کا تھا جو بائی تو نے اوس سے چھین لیا اور اوسکو مارکر نکالدیا طغان امیر مرحوم کے پاس مدد کے لیے آیا اور وعدہ کیا کہ مین اسقدر مال دونگا اور اوسکے اول مین میرا فرزند گرو رہیگا اور ہمیشہ خدمت اور طاعت جان و مال سے کرتا رہونگا امیر نے یہ درخواست قبول کی اور اوسکے دشمن پر چڑھ گیا کہ بست کے دروازے پر جا پونہچا اور بائی تو زبھی بمقابلہ آیا سو ایسی لڑائی ہوئی کہ تلوارون سے ہڈیونکا گودا نکلتا تھا اور سرمین نیزون کی کنگھی ہوتی تھی اور جب دونو لشکر کھچ بچ ہو گئے امیر مرحوم نے لشکر کے بیچ مین سے ایک ایسا حملہ کیا کہ اونکو جگہ سے ہٹادیا اور پے در پے اونپر حملے ہر طرف سے کیے کہ بائی تو ز شکست کھاکر بھاگ نکلا اور اوسکی جمعیت پہاڑون اور جنگلون اور گھاٹیون مین منتشر ہو گئی اور طغان وہانکا جاگیردار ہو گیا اور بیان کیا کہ جو کچھ میرے ذمے ہے اور مین اوسکا ضامن ہون سب وہ جب الا آ

اور باطن مین اوسکا یہ ارادہ تھا کہ وعدہ خلافی کرکے کچھہ نہ دیجیے اور وعدہ کرکے یونہین ٹالیے یہانتک کہ
جب وقت اداکا آیا اور امیر نے اوس پر سخت تقاضا کیا اور ثابت ہوا کہ سوای انکار کے اور کچھہ اوسکو غرض
نہین ہی اتفاقاً یہ دونون مع اپنے غلامون اور نوکرون کے ایک میدان جنگل مین موجود تھے اوّل تو
اوسکے دلمین یہ آیا کہ انکار صاف کردے لیکن اس پر اسکو اکتفا نہوا تو اوس نے امیر مرحوم کے ہاتھہ پر
تلوار ماری کہ اوس سے زخم کاری پونہچا اب بیوفائی طغان کی ظاہر ہولی تو امیر نے بھی اوس زخمی
ہاتھہ سے اوسکی تلوار چھین کر اوسکے کندھے پر ماری کہ اپنا بدلہ لے لیا اور جب چاہا کہ اور مارے تو
بسبب اختلاط فریقین کے باز رہا اور اپنے ان رفیقون اور غلامون کو جمع کرکے کہا کہ بدعہد لوگ
یہانسے نکالے جاوین اور یہ سرزمین اونکے خون زعفرانی سے سرخ کیجاوے تاکہ ان لوگونکے
ظلم سے جو تاریکی ہی دور ہووے اور رفاہیت اور آبادی سے روشن ہووے سو کچھہ دن بھی
نہ چڑھا تھا کہ نسبت مین امیر مرحوم پونہچا اور بدعہد لوگون سے خالی ہوکر اوسکے ملک خالصہ ہوگیا اور
اوسکے حکم اور دولت کے ساتھہ آراستہ ہوا اور بائی توز اور طغان اطراف کرمان اور سجستان مین
پونہچے اور خواب مین بھی اونکو یہ تصور نہ تھا کہ امیر مرحوم کے پیچھے چل سکین اور سامنا کرینگے تو کیا معنی
اور منجملہ اون عمدہ چیزون کے جو امیر کو اس جنگ مین ہاتھہ لگین منشی ابو الفتح علی ابن محمد بستی
صاحب تجنیس ہاتھہ لگا کہ یہ بائی توز کا منشی تھا جب بائی توز کو شکست ہوئی تو ابو الفتح کو اوسکے ساتھہ رہنا دشوار ہوا
اس لیے اوس سے جدا ہوا اور امیر مرحوم کو اوسکی خبر ہوئی تو اوسکو بلاکر اپنا معتمد بنایا اوسکی آرزو پوری
کی کیونکہ ابو الفتح منشی و معتمد بائی توز کا تھا اور امیر مرحوم کو ایسے لوگونکی حاجت تھی کہ اوسکی مدد اور
کفایت اور رہنمائی اور معرفت اور دانائی مین بکار آمد ہووین اور ابو الفتح نے مجھہ سے کہا کہ جب
مین امیر مرحوم کے یہان نوکر ہوا اور مجکو اپنا معتمد اور امین اپنے کار سلطنت اور رازہای خاص کا
کیا اور بائی توز ابھی زندہ ہی تو میرے دشمن باتین بنانے لگے اور امیر کو میری طرف سے برائیان لگانے
لگے مین ڈرا کہ مین نیا نوکر ہون شاید کسی کا کہنا اونکے دلمین اثر کرے اور کسی کے کہنے سے میری
برائی سچ مان لیوین تو مین ایکدن اونکے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے ہم پیشہ بلند ہمت
اور عالی حوصلہ نہین ہین حضور نے تو مجکو قابل اپنے اختصاص اور اخلاص اور تقریب مراتب اور ترتیب
مناصب کے دیکھکر اپنے رازہای خاص کے لیے پسند کیا ہی پر چونکہ مین نیا نوکر ہون اور مین ابتک بائی توز کے

نوکرون مین نامزد ہون اور حضور کو بھی اہتمام اسکا در پیش ہی کہ بابی تونرکس کس شغل اور کام مین ہین تو اقتضا ان دونون باتونکا یہ ہی کہ آپ مجکو اجازت دیوین کہ مین آپکی سلطنت مین کہین گوشہ گزین ہوکر تنہا بیٹھ رہون جبتک کہ امیر بابی تونر اپنے حد کو نہ پونہچ لیوے تو اوسوقت میرا یہ عہدہ خدمت تہمت سے اور دشمنون کے مکر سے محفوظ ہوگا امیر مرحوم یہ سنکر بہت خوش ہوا اور مینے جو اوسکی ستایش کی تھی ویسا ہی وہ بھی سمجھا اور مجکو حکم کیا کہ اطراف غزنی مین جہان چاہے گھر بناوے جبتک کہ پھر بلایا جاوے سو مین خوش ہوکر رات کے وقت روانہ ہوا اور قصد یہ تھا کہ اگلی منزل پر صبحکو ٹھہرونگا پس جب صبح ہوئی تو مین نے اترکر نماز پڑھی اور تسبیح پڑھکر دعا مانگی اور پھر اٹھا کہ سوار ہون تو مینے ایک گانون اپنے داہنے طرف دیکھا کہ سبزہ زار اوسکے گرداگرد تھا اور پھول اور شگوفے طرح طرح کے تھے اور اوسکے روبرو ایک سرزمین تھی کہ گویا زبرجد کا فرش تھا اور موتی اور مونگے سے آراستہ تھی اور عقیق اور سونے سے جڑاو اور اوسمین نہرین ایسی پیچیدہ جاری تھین کہ گویا سانپون کے نشان ہین اور پانی اونکا صاف مثل آب حیات کے ہی وہانکی ہوا ہی نسیم سے مشک خالص کی لپٹ اور عنبر خاص کی بو سے مجکو خوش کردیا پس یہ مکان پسند آیا کہ گویا اس سے جنت کا نقشہ ہوتا تھا جو کتاب ادب کی میرے ساتھ تھی اوسمین فال لی کہ یہین رہون یا آگے جاؤن تو اوس کی اول سطر مین یہ شعر نکلا

شعر

پونہچ جاہی گر تو بسوی سلامت	تو غایت یہی ہی یہانسے نہ جانا

مینے کہا قسم خدا کی یہ ہی ناطق اور قول صادق ہی اپنے عیال کو بھی اس گانون مین بلالیا اور چھ مہینے تک بہت خوشی اور فراغت سے وہان رہا پھر امیر مرحوم کا فرمان میری طلب مین پونہچا کہ فورا مین حاضر خدمت ہوا اور جو لطف کہ اس گانون مین مینے اوٹھایا ابتک خوب یاد ہی اور ابو الفتح کو یہ عہدہ ملا کہ سب حالات اور واقعات امیر کے لکھا کرے اور زمانہ سلطان یمین الدولہ امین الملۃ تک اسکا یہی عہدہ رہا چنانچہ چند فتوحات اسکے بھی لکھے کہ قضا کار اوسکی خدمت سے جدا ہوگیا اور ترکستان مین جاکر مرگیا اور کچھ بہبودی اور رفعت اوسکو حاصل ہوئی اور امیر مذکور جب اس نواح کا حاکم ہوگیا اور اعلی و ادنی سب اوسکے تابعدار ہوگئے تو اپنا ایک خواص معتمد وہان مقرر کردیا اور چونکہ ولایت قصدار نہایت استوار ہی اور اوسکے رستے بہت دشوار گزار وہانکے حاکم کو خیال ہوا کہ امیر یہانتک نہ پونہچ سکیگا تو اوس نے سرکشی اختیار کی سو امیر اپنا لشکر لیکر بیخبر اوسکے گھر پر جا چڑھا اور اوسکو ایسا پکڑ لیا جیسے کوئی اپنے مہمان کے لیے بہت جلد کھانا پکانے کو بکری پکڑتا ہی اور اس جنگ کی دہشت سے ایسا حال ہو گیا کہ گھوڑے

گھوڑون سے گونگے ہوگئے اور کتّے چلانے لگے اور لڑکے چیخنے لگے پھر امیر نے کچھ مال اوس سے لیکر
زر سالانہ مقرر کرکے پھر اوسکو ملک دیدیا اب امیر کے نام کے خطبے پڑھے جانے لگے اور ہر وارد و صادر
کو اوسکے حال سے علم ہونے لگا اور ایسے ہی غائب و حاضر کو بھی پھر اوسنے حملے اطراف ہند پر شروع
کیے کہ بلند پہاڑون پر جو قلعے تھے اور اونمین مال و دولت بہت تھا فتح کر لیے اور سب خزانے اپنی
مملکت مین لے آیا اور حدود ہندوستان پر فتح کرنے لگا کہ اونمین سوا ہندوون کے اور کوئی نہین تھا
اور ابتک اوسمین کوئی بادشاہ اسلام بھی نہ آیا تھا اور راجہ جیپال کو جو یہ خبر ہوئی کہ ایک شخص اوسکی مملکت
قبضہ کرتا چلا آتا ہے اوسکو ایسا قلق اور رنج ہوا کہ بیقرار ہو گیا اور زمین جیسی فراخ تھی ویسی ہی اوسپر
تنگ ہو گئی تو اوسنے اپنے کنبے اور سردار اور ٹھاکر اور تیز ہاتھیونکو اکھٹا کیا اور آمادہ ہوا کہ امیر سے
انتقام لیوے اور لمغان سے ہوتا ہوا بلاد امیر کے قریب جا پہونچا اور اوسکو اپنی طاقت اور قوت
پر بہت بھروسا تھا اور اپنے ذہن مین ایسے ایسے گمان کرتا تھا جو نہو سکین اور امیر نے جو سنا تو اوسکے
مقابلے کی تیاری کی اور اپنے دوستونکو اکھٹا کیا اور مردان آزمودہ کار سے لشکر درست کرکے غزنین سے
نکلا اور دیکھا کہ درمیان غزنین اور لمغان کے ایک ایسا انبوہ ہے کہ گویا شب تاریک ہے اور امیر کے ساتھ اوس وقت
سلطان یمین الدولہ امین الملۃ بھی تھا اور جنگ شروع ہوئی اور چند دن تک متواتر جاری رہی
نیزہ بازی اور شمشیر زنی ایسی ہوئی کہ طرفین کے لوگ بیہوش ہو گئے اور قریب میدان جنگ کی جانب
اہل ہند ایک پہاڑی غوزک نام نہایت بلند تھی اور اوسکے گرد ابر محیط رہتا تھا اور اوسکے پاس پانی کا
ایک چشمہ نہایت صاف و پاک تھا کہ اوسمین نہ کچھ خس و خاشاک تھا اور نہ کچھ ناپاکی تھی اگر اتفاقا اوسمین کچھ
ناپاکی گر جاوے تو ابر اوسپر گھر جاوے اور ہوائین اوسپر چلین اور اندھیرا ہو جاوے اور ہوای سرد
اوسکے گرد بھر جاوے اور ایسی تکلیف ہوتی ہے کہ گویا موت دکھائی دیتی ہے حکم ہوا کہ اوسمین کچھ
ناپاکی ڈالین تو اوسکے ڈالتے ہی اہل ہند پر قیامت برپا ہو گئی اور آسمان سے متواتر آگ برسنے
لگی اور ایسے کڑک ہونے لگی اور بہت سخت آندھی چلنے لگی خیمے سردی اور برف کے اوپر تن گئے
اور راستے گم ہو گئے اور گھاٹی بند ہو گئی اب لاچار فرمانبردار ہو گئے راجہ جیپال نے صلح کے لئے امیر کے
پاس قاصد بھیجا کہ کچھ مال لیوے اور جنگ موقوف کرے اور اپنا حکم ہمارے لشکر اور ہماری مملکت مین
جاری کرے امیر نے بھی چاہا کہ اوسکی یہ درخواست قبول کرے سلطان یمین الدولہ امین الملۃ نے

ان قاصدونکو روکا اور صلح سے انکار کیا کہ بے لڑے اور کچھ فیصلہ نہوگا قاصد یہ حال دیکھکر لاچار چلے گئے اور راجہ جیپال نے پھر قاصدونکو نہایت عجز اور انکسار کے ساتھ بھیجا اور اوسکا خلاصہ کلام تھا کہ تمکو ہنود کا حال خوب معلوم ہوگیا کہ موت سے کسقدر ڈرتے ہین تمنے جو بطمع غنیمت اور ہاتھیون اور قیدیون کے صلح سے انکار کیا ہی تو میرا ارادہ مصمم یہ ہی کہ مال ہلاک کر دونگا اور ہاتھیونکو اندھا کر دونگا اور لڑکون کو آگ مین ڈالدونگا اور آپس مین ایک دوسریکو قتل کر ڈالیگا تو پھر سوای پتھر اور ریت اور مردون اور جوڑہ ہڈیونکے تمھارے ہاتھ اور کچھ نہ آویگا امیر نے جب یہ سنا اور جانا کہ نا امید ہوکر جو کہتا ہی شاید سچ ہی کر بیٹھے مناسب جانا کہ صلح کرے اور مال اور اسباب لیکر اوسکو چھوڑ دے اب یمین الدولہ امین الملۃ بھی صلح سے راضی ہوگیا اور اسپر صلح ہوئی کہ دس لاکھ درم سکہ شاہی اور پچاس ہاتھی اور چند قلعہ اور شہر کہ اوسکے بیچ سلطنت مین واقع ہون امیر کو دیوے ایک معتمد امیر کا اوسپر مقرر رہے اور جبتک کے یہ زر صلح وغیرہ ادا کرے تب تک چند آدمی اوسکے خاندان کے امیر کے یہان بطور اول رہین گے اور امیر نے تو اڑ صلح وغیرہ لے لیا اور یہ ٹھہری کہ شہرون اور قلعون پر چند دن بعد قبضہ دیگا امیر نے جیپال کو دو رہبرون کے ساتھ اوسکے وطن بھیجا کہ سیدھی سیدھی راہ بتاوین اور کجرہی اور گمرہی سے بچاوین اور چند معتمد بھی اوسکے ساتھ کردیے کہ شہرون پر قبضہ کرین سو جب دور نکل آیا اور جانا کہ تقاضا کچھ ہلکا ہوگیا اور گلے کی رسی ڈھیلی ہوگئی تو اوسنے ارادہ کیا کہ وعدہ خلافی کرکے دوبارہ جنگ کرے اور امیر کے لوگونکو جو اوسکے ہمراہ تھے بدلے اون لوگونکے کہ امیر کے یہان بطور اول کے تھے قید کرلیا اور امیر کو جو یہ خبر پہنچی تو اوسنے گمان کیا کہ یہ امر جھوٹ اور غلط ہی پر جب یہ خبر ڈر در پڑ گئی تو اوسکو یقین ہوا اب اوسنے اپنی تلوار پھر تیز کی اور چند غلام اور مددگار اپنے رفیق لیکر اٹھا اور چلا کہ دیار ہندوستان مین گھس آیا سو کوئی لڑنیوالا اوسکے سامنے نہ آیا نہ جیپال کا لشکر اور نہ اوسکا کوئی مددگار سکو پیٹتا کچلتا دلتا چلا آیا اور قصبہ لمغان کو جو حفاظت اور کثرت مال مین بہت مشہور ہی فتح کرلیا اور اوسکے اطراف آگ لگادی اور فتح کرتا ہوا اور لوگونکو قتل کرتا ہوا آگے بڑھا اور قتل و خونریزی بہت ہوئی اوسکا اور اوسکے رفیقونکا بہت مال ہاتھ لگا تو اب وہانسے فتح کرکے اولٹا پھرا اور اطراف و اکناف مین خط فتح جاری ہوے اور سب لوگ خاص و عام بہت خوش ہوے اور جیپال نے جو اپنی عہد شکنی کی سزا پائی اور دیکھا کہ اچھے اچھے سردار مارے گئے اور بے یار و مددگار رہگیا تو اوسکو بہت ندامت ہوئی اور اوسپر

ایک قیامت ہوئی اور چند روز حیران رہا کہ کیا تدبیر کرے اور ادبار کیونکر دور کرے اور اقبال دوبارہ کہانسے لاوے آور اوسکو غیرت ہوئی کہ اپنا انتقام لیوے تو بہت سوچا اور انجام مین خوب غور کی اور جنگ کا عزم مصمم کیا اور سبکو بلایا اور اکھٹا کیا اور ایک لاکھ یا زیادہ آدمی تیار کیے آور امیر کو جو یہ خبر ہوئی تو جھٹ اوسکا استقبال کیا اور مسلمانون کو پھر جنگ پر آمادہ کیا اور نہایت اطمینان سے چلا کہ دونو لشکر قریب ہوگئے امیر کو ایک بلند گھاٹی پر چڑھکر کیا دیکھتا ہی کہ لشکر ہنود مثل چیونٹیون یا ٹڈیونکے پھیلا ہوا ہی پہلے تو امیر کو کچھ ڈر لگا جیسے بھیڑیا بکریون کے ریوڑ سے یا ببھوکا شیر پراگندہ چوپایون سے کبھی ڈر جاتا ہی اور پھر اپنی فوج کو اوبھارا تو وہ اپنے پادشاہ کی حمایت پر موجود ہوئی اور یہ حکم دیا کہ پانچ پانچ سو آدمی جو خوب تیر انداز ہون حملہ کرین کہ جب یہ جنگ اچھی طرح کر چکین تو لشکرگاہ سے ایک اور پانسو مرد جنگگاہ مین آوین کہ وہ آرام کرین اور یہ اونکی جگہہ کام کرین اور جب انھون نے خوب کام کیا تو پھر دوسرا گروہ پانسو مرد کا خوب بھلتا پیستا دلتا ہوا آیا اور یہی حال رہا یہانتک کہ لشکر ہند چیخ اٹھا اور پھر مسلمانون نے یہ ارادہ کیا کہ سب اکھٹے ہوکر ایکبار حملہ کرین اس سے لشکر ہند کے قدم اوکھڑ جائینگے سو اسوقت آتش جنگ خوب بھڑکی اور سردار اور سپاہ سب متفق ہوگئے صفین جگہہ پر نرہین اور سوای تلوار کے سب ہتھیار بیکار ہوگئے اور اسقدر مختلف زد و ضرب ہوئی کہ کسیکی کھوپڑی کہین ہی اور کسیکی آنکھ کہین گئی اور ایسا غبار اوٹھا کہ آدمیونکی شناخت اور دکھائی دینا دشوار ہوگیا اور کچھ تمیز تلوار اور نیزے مین اور آدمی اور ہاتھی مین اور مسلمان اور ہندو مین نرہی جب یہ غبار ہٹا تو معلوم ہوا کہ ہندو کو شکست ہوئی اونکا سب اسباب ہاتھی گھوڑے برتن ہتھیار لباس وغیرہ رہگیا اور جنگل کشتون سے بھر گئے اہل ہند بہت تو تلوارون سے مارے گئے اور بہت تیرون سے اور بہت تلوار اور تیر سے زخمی ہوے اور بہت صرف خوف اور دہشت سے مرکر رہگئے یہ ایک دستور قدیم سے جاری ہی اسمین کبھی خلاف نہین ہوا یعنی ایک قوم کی ترقی دوسری قوم کی تباہی پر موقوف ہی - اور ہنود نے اپنے سر کی چوٹیان ہلائین کہ اب امان ہووے اب یہ ملک خاص امیر مرحوم کی ملک خاص ہوگیا اور دولت برس پڑی اور خزانے اوسکے لیے کھل گئے اور دو سو ہاتھی جنگی ہاتھ لگے کہ اونسے اوسکے لشکر کی رونق ہوگئی اور قوم افغان اور خلج سب اسکے تابع ہوے کہ انمین سے ہزارونکو اپنی خدمتمین رکھا اور جب چاہا لڑایا اور اوسوقت امیر ابوالقاسم نوح ابن منصور والی خراسان کی اعانت اوسپر واجب ہوئی اور جن ترکون نے کہ امیر نوح کو نکالدیا تھا اونکو اس نے مار کر

پراگندہ کردیا اور اونکو سوای ہزیمت کے اور کچھہ نہ بن آیا یہ اللہ کا ایک احسان ہے کہ سوای سبکتگین کے اور کسی پادشاہ اسلام کو میسر نہین ہوا بیشک اللہ تعالی نے سب خوبیان اوسکو عنایت فرمائین اور اوسکی محنت اور جانفشانی کا یہ نتیجہ ہوا کہ یہ پادشاہت اوسکے بیٹے کو ہوئے اور یہ عزت اوسکے خاندان مین باقی رہے

ترکونکا چڑھ آنا امیر ابوالقاسم نوح ابن منصور پر اور اوسکا نکالا جانا

سنہ ۹۷۵ء امیر ابوالقاسم نوح ۳۶۵ سنہ ہجری مین سلطنت سامانیہ کا وراثتاً تخت نشین ہوا سب ارکان اور امرای دولت اوسکی اطاعت پر متفق ہوگئے اور وہ مال کہ وزراء سامانیہ ابوالفضل بلعمی اور ابی جعفر عتبی وغیرہ یعنی وزیران سابق نے بڑی محنت اور جانفشانی سے جمع کیا تھا سب خرچ کیا گیا اور ابوالحسن محمد ابن ابراہیم ابن سیمجور سپہ سالار نیشاپور سے درخواست کی گئی کہ ابوالقاسم نوح کی پادشاہی پر راضی ہوکر اوس سے بیعت کرے اور بہ نسبت اور ارکان دولت کے اوسکا وظیفہ زیادہ کیا گیا کہ اوسکی طبیعت اوسپر نرم ہوئی اور اوسنے بیعت کی چونکہ ابھی پادشاہ کم عمر ہے اس لیے ابوالحسین عتبی وزیر مقرر ہوا کہ یہ شخص نہایت شفقت سے کفیل کار اور مددگار رہے گا اور بہ توفیق خداوندی اوسنے ایسی تدبیر کی کہ سب کام درست ہوگئے اور سب لوگ خوش ہوے اور سب حدود اور اطراف مملکت کا انتظام کیا گیا اور ہیبت سلطنت کی شرق اور غرب اور بعید اور قریب خوب ہوا بندہا اور امیر عضدالدولہ تاج الملت کہ قدر اور منزلت اوسکی مشہور و معروف تھی اور ولایت اوسکی خوب آباد اور تلوار اوسکی بہت تیز کارگزار ابوالحسین عتبی کے ہر امر مین رضامندی اور دلجوئی کرتا تھا اور ہر حکم و فرمایش کہ وہ کرکے بھیجتا تھا پسند کرتا اور بجالاتا اور سرکشی اور بغاوت کا خیال اوسکو اکثر آتا تھا پر جب انجام پر غور کرتا تھا تو لاچار نرمی قبول کرتا تھا اور احمد خوارزمی عتبی کا خواص جو اس کام پر نوکر تھا کہ ہر سال ایکبار مدینے جایا کرے اور وہانکے ساکنین اور مستحقین کو وظیفہ تقسیم کیا کرے مجھہ سے کہتا ہے کہ ایک روز مین خراسان سے آتے ہوے عضدالدولہ کے پاس چلا گیا تو بطور رسم اوس تذکرے کے اوسنے مجھہ سے ابوالحسین کا حال پوچھا اور اوسکی استقامت اور خوبی کفالت کا ذکر کیا پھر کہا کیا فرمایش ہے میںنے فہرست اسباب مطلوبہ کی پیش کی کہ اوسمین ایکہزار تھان بلودار منقش قابل استعمال امیر ابوالقاسم نوح کے اور پانسو تھان منقش ابوالحسین عتبی کے لئے اور ایسے ہی پانسو تھان ابی العباس تاش دربان کے لیے درج تھے جب اوسکو تامل اور غور سے دیکھا اور جو کچھہ کہ اوسمین تھا معلوم کیا تو اوسکو نخوت پیدا ہوئی اور بسبب اپنی

غیرت اور عزت سے جوش آیا اور بنہایت غضبناک ہوکر جواب دیا کہ اگر ابو الحسین عتبی اپنی اور اپنے والی کی سلامتی چاہتا ہی تو اوسکے اور اوسکے والی کے حقمین بہتر ہی کہ ان فرمایشون سے مجکو تکلیف نہ دیا کرے ورنہ تیرے پونہچنے سے پہلے مین ہریاے جیحون پر گہوڑون کا طویلہ اور نیرون کا قیام گاہ اور لشکر کا فرودگاہ بناے دیتا ہون سو مین اوسکی سطوت اور شوکت سے ڈرتا ہوا اٹھا اور ہیبت اور دہشت کے مارے قدم گھسیٹتا چلا اور سوار ہوکر اپنی فرودگاہ پر آیا جب سفر حج قریب ہوا عضد الدولہ نے مجکو بلایا مین اوسکے پاس گیا اور اچھی طرح باد ب اوسکے سامنے بیٹھا اور سواے قاعدۂ مقرری کے خوب خندہ پیشانی ہوکر یہ کہا کہ ہمنے موافق فہرست کے حکم کردیا ہی ہمکو ناراض ہونا ابو الحسین کا ناپسند ہی کہ یہ دوستی کے خلاف ہی سو تم بھی کاریگرون پر تاکید کرتے جانا کہ تمھارے آنے تک تیار کردین مینے اوسکے کہنے کے موافق کیا اور پھر آیا اور اجناس مندرجہ لیکر بخارا کو روانہ ہوا اور بہت شاعرون نے شیخ ابو الحسین عتبی کے لیے قصیدے مدح کے لکھے ہین خصوصًا ابو طالب مامون نے بہت قصیدے اوسکی مدح مین لکھے ہین منجملہ اونکے یہ شعر ہین شعر

مدد کرتا ہی عتبی سطرح سے
نہین تیزی رہی ہیت دشمنان مین
اجازت اونکو گر ملجاے فورًا
خلافت ہوگئی روشن جہان مین

نہین کرتا کوئی ایسا جہان مین
مدد کرتا ہی جس لشکر کی اوسکی
تو گھس جائین در باغ دشمنان مین

یہ اوسکے عقل کی تیزی ہی مشہور
نہین سوتی ہین تلوارین میان مین
بنی عتبہ کی تلوارونکی برکت

اور ابو العباس دربان کو بڑی بابائی ملی اور اوسکو سب کام دہلیز کے اور سرداری بانونکی اور درمیان پادشاہ اور امراے سلطنت کے پیغام رسانی اوسکو سپرد ہوئی کہ اونکی حاجات ادا ہوتی رہین لوگون کے دلمین اوسکی محبت جم گئی اور اوسکی سرداری سے سب خوش ہوے اور ابو الحسین نے اوسپر دروازے بخشش کے کھولدیے کہ اوسکے پاس مال بہت ہوگیا اور اوسکو خوب تقویت اور قوت حاصل ہوئی اور ابو العباس تاش ابی جعفر عتبی کا غلام تھا اور چونکہ وہ بہت ہوشیار اور عقلمند تھا اور عادتین اوسکی بہت پسندیدہ تھین اس لیے عتبی نے اوسکو امیر ابو صالح منصور ابن نوح کی خدمت مین بصورت سوغات بھیجدیا تھا سو اسکی قوت بازو اور یاوری سے ابو الحسین نے اوسکو اپنا مددگار بناکر سب کام درست کر لیے اور درجہ بدرجہ اسکو اوس درجے پر پونہچایا کہ جسکا نام قوت اور غلبہ تھا اور سب کام آستانۂ دولت کے اوسکی مددگاری اور اعانت سے بہت اچھی طرح خوبی و جمالی اور ہیبت و جلال اور استقامت اور اعتدال سے جاری ہوے اور ابو الحسین فائق کو بحق قدیم خدمت خاص پر

مقرر کیا کہ سواری منصور ابن نوح کے ساتھ متعین رہے اور اوسکے سب امور کا نگران ورا وسکے احکام مین
شریک رہے سو یہ بھی تدبیر مملکت اور حفاظت ہیبت سلطنت مین اونکا شریک ہوگیا اور خراسانکی سپاہ سالاری
فقط ابو الحسن محمد ابن ابراہیم ابن سیمجور کو دیگئی سو یہ شخص تنہا تنہا حمایت ملک و حدود اور سیاست خلق
مین مصروف ہوا یہانتک کہ دشمنونکی شرارت جڑسے اوکھاڑ گئی اور اونکی آستین اور گریبان سب پارہ پارہ ہوگئے
پھر یہ سلطنت مثل سلطنت سجستان کے تباہ ہوئی اور قصہ اسکا یہ ہے کہ خلف ابن احمد سنہ ۳۵۴ ہجری مین حج کر کے مطابق ۹۶۵ء
جو واپس آیا تو طاہر ابن الحسین کہ بجائے اوسکے منصرم سلطنت تھا اوسکی سلطنت دبا بیٹھا اور رعایا اور فوجکو
ملا لیا پس منصور ابن نوح نے مناسب جانا کہ خلف ابن احمد کی مدد کیجاوے اور اوسکی تکلیف اور دقت دور
کیجاوے اور جو فوج اوسنے مانگی وہی اوسکو دیگئی کہ اوسکو اوسکے گھر پر پھر پونہچا دین اور اوسکی مملکت اوسکو
پھر دلا دین جب طاہر نے یہ سنا کہ اسطرح مدد اور فوج آتی ہے وہ اسفرازکیطرف بھاگ گیا اور خلف
اپنی جگہ پر قایم ہوگیا اور اپنے ہتھیار لڑائی کے کھولڈالے اور فوجکو رخصت کیا اب پھر طاہر چڑھ آیا اور خلف کو
نکالدیا اول وہ بادغیش گیا اور پھر منصور کے پاس فریاد اپنی مصیبت کی لیکر آیا امیر نے اوسکی خوب
خاطر جمع کی اور اچھی طرح اوس سے پیش آیا اور بہت فوج اور لشکر اوسکے ساتھ کر دیا کہ سجستان پر جاوین
اتفاقاً طاہر اپنے بیٹے حسین کو اپنی جگہ پر چھوڑکر مرگیا اب خلف نے اوسکو آگھیرا اور لڑنا شروع کیا صبح و شام
بہت کوشش اور محنت سے لڑتا رہا یہانتک کہ بہت لوگ طرفین کے مارے گئے اور مدت تک لڑائی
جاری رہی تو حسین نے بخارا عرضی بھیجی کہ مین نے مخالفت سے توبہ کی اور میرا قصور معاف ہووے
اور چاہتا ہون کہ اگر اس تکلیف سے مجکو رہائی ہووے اور گلے کی رسی ڈھیلی ہووے تو حاضر دربار
ہوکر زمین بوسی کرون امیر نے یہ درخواست قبول کی اور دربار مین آنیکی اجازت دی۔ اب پھر سلطنت
سجستان خلف ابن احمد کو ملی اور اوسنے مدت دراز تک سلطنت اور حکمرانی کی اور بہت عزت
حاصل ہوئی اور اوسکے قلعے دولت سے پر ہوگئے اور اب بخارا سے کچھ علاقہ نرہا بلکہ حقوق احسان
جو اوسپر واجب تھے اونکو ٹالنے لگا اور جو احکام کہ بخارا سے اوسپر صادر ہوتے تھے اونکو حقیر جاننے
لگا۔ اب حسین ابن طاہر بسرداری فوج خراسان اوسکے مقابلے کو بھیجا گیا قلعہ ارک مین اوسکو
آگھیرا اور بہت مدت تک لڑائی جاری رہی پھر کچھ فائدہ نہوا اور کوئی راہ فتح کی نہ ملی اور ابو الحسین
عتبی مدد پر مدد اور رسد پر رسد اوسکے پاس بھیجتا تھا اور منجملہ سپہ سالارون کے کپتاش اور

بکتاش اور برادران حسین ابن مالک اور ارکان دولت اور امرای سلطنت وہان موجود تھے اور کسیکی کوشش سے کچھ فائدہ نہوا کیونکہ قلعہ بہت سخت تھا اور فصیل بہت مضبوط تھی اور نالون اور گھاٹون میں سے اسکے بہت دشوار تھے اور اوسکے گرد ایک خندق تھی کہ سوار کو اوسکا پھاندجانا اور پیادے کو کود جانا بہت دشوار تھا اور خلف ابن احمد ایسے حیلون سے لڑتا تھا کہ گمان مین نہ آسکین اور جن سے شبہہ شبخون کا ہوتا تھا اور گویا وہ مین سانپ چھینکتا تھا اور اسی طور پر سات برس گزرے کہ مردان کار مرنے لگے اور مال تباہ ہونے اور سرمایہ ضایع ہونے لگا اور سوار اور سواریان ہلاک ہونے لگین پس اسوقت سے سلطنت کا زوال شروع اور سستی بندوبست کا وقوع ہوا ہر امر کی ایک مدت ہی اور ہر قوم کا ایک زمانہ ہی اور ہر سلطنت کی انتہا ہی اللہ جسکو چاہے مٹاوے اور جسکو چاہے رکھے اوسکے پاس کتاب احکام کی موجود ہی اور امین ارکان دولت نے ذکر کیا کہ اسوقت سپاہ سالار ابو الحسن سیجور نیشاپور مین اپنے گھر بیٹھا ہوا ہی اور اس تکلیف و نقصان کا تدارک نہین کرتا ہی اور سلطنت کے امور مصلحت مین دخل نہین دیتا ہی اور یہ بھی کہا کہ امیر منصور نے کسقدر احسان اوسپر کیا ہی کہ وہ اپنے مکان پر موجود ہی اور پادشاہ کی مدد نہین کرتا ہی اور اوسکو لکھ بھیجا کہ تو موقوف ہوا اور یہ عہدہ سپہ سالاری کا ابو العباس تاش کو دیا گیا جب یہ پیغام اوسکو پونہچا اور سب حاضرین کے روبرو یہ حکم بیان کیا گیا تو غیرت سے قبول نکیا اور اوسوقت غرۂ سرکشی اور آوازۂ مخالفت ظاہر کیا خاص اپنے لیے سب امور سلطنت کا دعوی کیا کہ اوسکو اپنی قوت پر اعتماد اور بھروسا تھا اور اپنی اولاد اور اپنے بھائیون پر اور اپنے لشکر اور سپاہ پر اوسکو گھمنڈ تھا پھر رات بھر تدبیر سوچی اور فکر کی تو اب یہ خیال آیا کہ لوگ یہ کہین گے کہ جس سلطنت مین بوڑھا ہوا اور بدت تک نوکر رہا اوس سے نافرمانی اور سرکشی کی اور اون سختیونکا بھی جو مخالفت مین پیدا ہوتی ہین تصور آیا کہ جان کا آرام اور آنکھونکی نیند جاتی رہتی ہی اور مال جو جمع کیا گیا ہی چھین جاتا ہی تو مناسب جانا کہ اس حکم کو قبول کرے کہ اسمین سلامتی تصور ہی اور قاصد کو بلایا اور جو کچھ کہ پہلے کہا تھا اوس قصور کی معافی کی درخواست کی اور طاعت و اطاعت نہایت نیازمندی اور دستمندی سے ظاہر کی اور کہا کہ مین وہ درخت ہون جو خود بادشاہ نے لگایا تھا اور اپنے آب کرم سے مجکو سیراب کیا تھا تو پادشاہ کو اختیار ہی کہ اپنے درخت کو باقی رکھے کہ اوسمین پھل لگین یا اوسکو اکھاڑے اور سوکھا کر آگ مین جلادے یہ کہکر نہایت طاعت اور نرم کلامی سے اوسکو رخصت کیا اور ظاہر مین بہت لطف اور نرمی کی کہ

اولاد اور احباب منصور ابن نوح کی خوشامد منظور تھی اور حقیقت مین فریب اور دھوکا تھا کہ نہایت واقف اسرار اور بہت تجربہ کار تھا اور بہت جلد قہستان چلا گیا تاکہ دیکھے کہ نیا امر کیا پیدا ہوتا ہی اور کیا تدبیر ہوتی ہی اور وہان پونہچتے ہی خلف ابن احمد پر بھیجا گیا اور اسمین اور خلف مین بہت مدت سے دوستی کامل تھی سیمجور نے خلف کو یہ رای دی کہ اپنے قلعے سے نیچے اوتر آوے اور کسیی قلعہ محفوظ مین چلا جاوے کہ ظاہر مین یہ لوگ فتح حسین ابن طاہر کی سمجھکر یہانسے چلے جاوینگے اور جب میدان خالی ہوگا پھر آکر اپنے قلعہ پر قابض ہو جانا اور جو کچھ ہو سکے اپنا انتقام لینا اور حکم اپنا بدستور جاری کرنا خلف نے یہ مشورہ قبول کیا اور قلعۂ طاق مین چلا گیا اور ابو الحسن سیمجور قلعۂ ارک مین داخل ہوا اور خطبہ بنام امیر رضی کے پڑھا اور امیر رضی کو لکھا کہ اللہ نے یہ فتح میرے ہاتھ پر دی اور یہ امر مشکل میری کوشش اور محنت سے آسان ہوا اور حسین ابن طاہر کو اوسپر امیر مقرر کیا اور اوسکی عملداری جاری ہوگئی اور سیمجور پھر وہان سے چلا گیا اور باقی ماجرا ابو الحسن سیمجور کا ہم آگے لکھینگے

ذکر حسام الدولہ ابو العباس تاش دربان کا اور مقرر ہونا سپہ سالاری کا اوسکے لیے

ابو العباس تاش بخارا سے نیشاپور بھیجا گیا کہ لشکرونکی سرداری اور مملکت کی درستی کرے اور اوسکی مدد کے لیے فائق خاصہ اور نصر ابن طاہر اللہ شرابی اور بنی مالک اوسکے ساتھ کیے گئے اور ارکان دولت اور امرای سلطنت اوسکے فرمانبردار کیے گئے اور جو کچھ کہ اوسنے مال اور ہتھیار اور اسباب اور سامان طلب کیا سب دیا گیا اور پندرھوین شعبان ۳۷۱ سنہ ہجری کو خوب شوکت وسامان اور نہایت ہیبت وشان سے نیشاپور پونہچا اور اپنی عقل سے خوب تدبیر کی اور سب متفرقات کا نہایت احتیاط سے انتظام کیا اور ایسی نرمی سے سیاست اور ریاست کی کہ سبکو اپنی طرف متوجہ کر لیا اور اتفاقاً انھین دنونمین شمس المعالی قابوس ابن دشمگیر اور فخر الدولہ ابی الحسین علی ابن بویہ اوس جنگ سے جو انمین اور مؤید الدولہ بویہ مین واقع ہوئی تھی فارغ ہوکر نیشاپور پونہچے اور فخر الدولہ اور عضد الدولہ ابو شجاع دونو بھائی تھے انکے باپ رکن الدولہ نے وصیت نامہ لکھا تھا اور اوسپر عمل کرنیکے لیے ایک عہدنامہ ان دونوسے لکھایا تھا کہ جسکا ذکر ابو اسحاق صابی نے اپنی کتاب معروف ناجی مین کیا ہی تو فخر الدولہ نے چاہا کہ عضد الدولہ ابو شجاع کو اوسکی ولایت سے جو بوصیت پدری اوسکے پاس ہی نکالدے اس لیے یہ جنگ برپا ہوئی تھی لیکن عضد الدولہ نے خفیۃً

فخر الدولہ کے لشکر کو اپنی طرف ملا کر اوسکی مخالفت پر خوب برانگیختہ کر دیا اور فخر الدولہ ابھی ہمدان مین تھا
کہ دونو لشکر کا مقابلہ ہو گیا تو جھٹ پٹ لشکر فخر الدولہ کا عضد الدولہ کے پاس امان کے لیے چلا گیا اور
فخر الدولہ سے سب بیوفا ہو گئے جب فخر الدولہ نے دیکھا کہ لشکر نمک حرام نے مجکو چھوڑ دیا اور کل کے
دن اپنے چچا کے بیٹے بختیار کا حال دیکھ چکا تھا کہ کسطرح بیرحمی سے قتل ہوا تو اونکو چھوڑا اور حیران و
پریشان دیلم کیطرف اپنی جان بچا کر چلا اور جو گھاٹیان اور راستے کہ اونمین ہر وقت یہ خوف تھا کہ شاید
کوئی جاسوس ناکوئی کردی یا اعراب پکڑ لیگا سب چھوڑ دیے اور مسافت طی کرتا ہوا جرجان پہونچا
یہانتک کہ شمس المعالی قابوس ابن دشمگیر کے پاس التجی اور امن کے لیے حاضر ہوا قابوس نے اوسکو امن دیا
اور خوب عزت سے اوسکو رکھا گویا اپنا سایہ اوسکا فرش کیا اور اوسکی آرزو سے زیادہ کچھ اوسکو دیا اور
اپنے ملک مین اوسکو شریک کیا اور اپنی مملکت کہ نہایت نفیس چیز ہی اور اسکے دینے پر سبکو دریغ ہوتا ہی
اوسکو سپرد کر دی کہ اوسکا مال اور اوسکی جان دشمنونکے فساد سے بچے اب عضد الدولہ اور مؤید الدولہ نے
قابوس کے پاس پیغام بھیجا کہ فخر الدولہ کو ہمارے حوالے کر دے اور اوسکے بدلے اتنا مال لیوے اور اسقدر
ملک لیکر اپنی ولایت مین شامل کر لے اور علاوہ اسکے اور پیمان اور اقرار نئے سر سے کر لے کہ ہم
ہر وقت فراغت اور تکلیف مین باعانت موجود ہونگے قابوس نے انکو یہ جواب دیا کہ مید بھی رشتہ
قرابت ہی اور اوسکا وفا کرنا کرم ہی اور امان کے لیے ہمارے یہان ایسی حرمت ہی کہ اوسکا ضائع کرنا دین
مروت اور شریعت فتوت مین ہرگز مناسب نہین اگر کوئی فخر الدولہ کا قصد کریگا تو قریب ہی کہ اوسپر
تلوارین چمکتی ہونگی اور نیزہ زرد رنگ نوچین گے یہ جواب سنتے ہی انکو غصہ آیا اور آمادہ ہوے
کہ اس سے لڑکر ملک چھین لیوین اور عضد الدولہ نے اپنے بھائی مؤید الدولہ کو لکھا کہ حاجت سے زیادہ سپاہ
اور مال لیکر قابوس پر کوچ کرے سو مؤید الدولہ دیلمی اور ترکی اور عربی لشکر لیکر رے سے جرجان چلا اور
طبرستان کے شہرون پر اپنا قبضہ اور تصرف کرتا ہوا استرآباد پر پہونچا اور شمس المعالی قابوس ابن دشمگیر اوسکے
مقابلے پر جلد آپہونچا اور دونون لشکر جمع ہو گئے اور صبح سے زوال تک لڑائی خوب ہوئی کہ فرش زمین
مردان کارزار کے خون سے سرخ ہو گیا اور لشکر جیل یعنی ترک پر ایسی تکلیف پڑی کہ اونسے صبر نہوسکا
اور قدم اوکھڑ گئے اور پریشان اور متفرق ہو گئے شمس المعالی اپنے ایک قلعے مین کہ اموال کثیرہ سے
پر تھا چلا گیا اور اس مسافرت مین اوسکے سامان سے اوسکو بہت مدد ملی اور پھر نیشاپور روانہ ہوا

کہ رستہ مین فخر الدولہ سے ملاقات ہوئی اور اس جگہہ انکے سب لوگ شکستہ حال اکٹھے ہوگئے اور یہ حال
ان دونو کا ابو العباس تاش نے امیر ابو القاسم نوح بن منصور والی خراسان کو لکھا کہ یہ آپکی سلطنت مین آنیکا
قصد رکھتے ہین اور آپسے مدد اور اعانت کی آرزو کرتے ہین کہ جو ملک انکا انسے چھن گیا ہی وہ بغلبہ دولت
آپ کے دلایا جاوے پس امیر نے ان دونونکو خط لکھا کہ جس سے اونکو سہارا معلوم ہووے اور اونکا
دل خوش اور مطمئن رہے اور ابو العباس کو لکھا کہ انکی خوب عزت کیجاوے اور اونکی تعظیم و تکریم کرے
اور ایسی جمعیت انکے ساتھ کردے کہ یہ دونون اپنے گھر کو بخیریت جاوین سو ابو العباس یہ حکم بجالایا اور ہر طرف سے
سوارونکے پرے کے پرے آنے لگے جب اچھے اچھے مردان کار اکٹھے ہوگئے تو اوسنے ارادہ کوچ کا
کیا اور نیشاپور سے بارادۂ جرجان چلا کہ ولایت امیر شمس المعالی کی مؤید الدولہ سے چھینے پہلے تو یہ مصلحت
سوجھی کہ قومس اور رَی پر فائق کو بھیجے کہ مؤید الدولہ کی رسد اور مدد اسطرف سے روکے اور اودھر کے خبر
اسکے پاس نہ آنے دے کہ ان دو وجہ سے اسکو تشویش ہوگی اور اپنا لشکر اودھر بھیجیگا پھر ہم دونون جانب سے
اسکو گھیر لینگے سو فائق اسطرف گیا اور پھر اسکو یہ امر بہتر معلوم ہوا کہ ایک جانب سبکا اکٹھا ہونا اور ایک دوسرے
کی مدد پر رہنا اچھا ہی اس لیے فائق کو پھر اپنے پاس آزادوار پر بلا لیا اور سب نے متفق ہوکر آگے چلنے کا ارادہ
کیا اور حسام الدولہ تاش مع اس لشکر کے جرجان کو پہنچا اور انکے ساتھ شمس المعالی اور فخر الدولہ بھی تھے
یہ سب تو جرجان کے باہر رہے اور مؤید الدولہ اوسکے اندر محفوظ رہا اور اوسکے گرد ایک گہری خندق تھی اور
راستہ معلوم نہ تھا اور گھاٹون اور درون پر نگہبان پڑے ہوے تھے اس لیے یہ سب رک رہے اور
یہ لڑائی اسقدر دراز ہوئی کہ دو مہینے ایسے گزرے جیسے ایکدن گزرتا ہی اور لڑائی اور کمربندی برابر جاری
رہی اور شہر کے اندر خوراک نبڑ گئی کہ دیلمی لوگ حیران ہوگئے کہ نہ قوت ہی اور نہ قُوت ہی اور یہ نوبت
پہونچی کہ جو کی بھوسی جو مٹی اور کیچڑ مین مخلوط ہوتی تھی کھانے لگے اور مجکو معلوم ہی کہ اہل دیلم جو خط رَی
بھیجتے تھے اوسمین اپنی تنگی اور لاغری کا حال لکھتے تھے اور اپنے خطوط مین ٹکڑے روٹی کے کہ مثل
روشنائی کے سیاہ تھے لپیٹتے تھے یعنی جتاتے تھے کہ ہمارا یہ حال ہی اور دونون لشکر آپسمین بھڑ گئے اور فخر الدولہ
لشکر کے بائین جانب علی ابن کامتہ سپہ سالار مؤید الدولہ کے مقابلے پر تھا سو خوب داد دلاوری اور
آزمودہ کاری کی دی اور اوسپر حملہ کیا اور زخمی ہوا اور ہزیمت پاکر استرآباد کو گیا اگر فخر الدولہ کو اسوقت
کچھ بھی مدد ملتی تو بیشک فتح کرلیتا اور جنگ تمام کرتا پر سب لشکر نے حسد کیا اور اسکو تنہا چھوڑ دیا اور

منجملہ لشکر دیلم کے ایک گروہ نے اوباش خراسان پر جو غارت اور لوٹ مین مصروف تھے حملہ کیا اونکو گھیر کر
قتل کر ڈالا اور بعد اسکے ابو سعید شبی ابو العباس تاش پر مردان خوارزم کو جو خوب بلاور اور تیر انداز ہین لیکر آ پونچا
اب ان دونومین لڑائی چھڑی اور وہ تیر اندازی ہوئی کہ یا دانت ٹوٹتے تھے یا آنکھین پھوٹتی تھین اور دیلم اون
کی نامردی ظاہر ہوئی پھر ایکدن رکے رہے باقی ہمیشہ جنگ قایم اور جاری رہی کہ ہر شخص اپنا انتقام لیتا تھا
اور ابو الفضل منجم ہروی نے مؤید الدولہ سے کہا کہ جبتک مریخ درجہ ہبوط پر پونچے انکو روکے رکھے کہ اوس وقت
پھر ایک حملے مین یا فتح ہو گی یا شکست سو مؤید الدولہ نے یہ بات اپنے ذہن مین رکھی اور منتظر اوس وقت کا
رہا رمضان ۳۷۷ ہجری بدھ کے دن اپنا اور اپنے بھائی کا لشکر سب اکھٹا کیا اور اہل خراسان کو یہ
گمان تھا کہ یہ ایک ابر ہی جو ابھی پراگندہ ہو جاویگا پر جب دیکھا کہ یہ تو ایک ابر ہی جو نہ برستہ اور نہ اوڑا چلا آتا ہی اور
دیلم کے لوگ خندق کے ادھر سے میدان مین آئے اور یہ سخت کارزار دیکھکر بہت بیقرار ہوئے اب
آتش جنگ بھڑکی اور ضرب نیزہ و شمشیر چلنے لگی اور لوگ آپس مین یہ کہنے لگے کہ مؤید الدولہ نے فائق اور
اور اوسکے ہمسر سردارونکو خفیۃً مال بھیجکر حیلہ و مکر سے ملا لیا ہی کہ وہ اونکی موافقت سے جنگ مین ور
معین سہل انکاری اور سستی کرتے ہین اور بلکہ جب دیلم نے جو انپر حملہ کیا تو یہ سب بھاگ گئے اور صرف
حسام الدولہ تاش اور فخر الدولہ باقی رہگئے کہ جنمین لشکر کے تلوار اور گرز سے لڑتے تھے اور اپنی صدق
نیت اور ثبات خاطر سے اونکے حملونکو دور کرتے تھے کہ اتنے مین آفتاب غروب ہو گیا اور سب
بھاگ گئے اور پریشان ہو گئے فخر الدولہ نے تاش سے کہا کہ زیادہ ٹھہرنے سے اس جگہ خوف ہی کہ
ہر طرف سے قتال کی کثرت ہی اور ہر جانب سے اہل طمع ہمپر متوجہ ہین سو تاش نے بھی جنگگاہ سے
ارادہ کیا کہ لشکرگاہ مین چلا جاوے تو وہ ہاتھی جو لشکر کا قلعہ تھا کسی جہتر اور دلدل مین دھس گیا
تو لاچار ہاتھی کو اوسی حال مین چھوڑکر اپنی جان سلامت لیکیا اور پھر لشکرگاہ کو بھی فوج سے خالی دیکھا
اور سب مال اور سب سامان جنگ اور غلامان قلعہ اور غلہ چھوڑکر اسی حال سے نیشاپور پونچا اور
راتکو وہان داخل ہوا اور یہ سب واقعہ اور اپنا چلا آنا بخارا لکھ بھیجا وہانسے جواب آیا کہ تمھاری تقویت
حال اور ایفاے آرزو کے لئے مدد کا سامان کیا گیا ہی اور عضد الدولہ کے وزیر نے خطوط فتح کے
سب طرف جاری کیے کہ اوسکا ذکر اوسکے رسالونمین ہی اور بجلی شاعر نے جو شعر مؤید الدولہ کی
مدح مین کہے ہین مجکو سناے تھے شعر بجلی کے پسند طبع ہین اور سخن اوسکا سانچے مین ڈھلا ہوا ہی

فی البدیہہ کہنے مین چست ہی اور کلام واقعہ کہنے مین درست ہی اور اپنی اخیر عمر مین شمس المعالی پاس جرجان گیا کہ اوسنے اپنے خواص مین اوسکو نوکر رکھ لیا آخر وہین مرگیا اور یہی شمس المعالی کی مدح مین جو اوسنے قصیدہ کہا تھا اور ابو الحسن جوہری جرجانی نے اوس ہاتھی کا حال نظم کیا ہی جو کیچڑ اور دلدل مین دھس گیا تھا۔ کہ جسکا شروع قصیدہ یہ ہی مورخ کہتا ہی کہ ہرند نام نہر جرجان کی ہی جسپر سبب لڑائیان واقع ہوئی تھین اور یہ نہر زمین جرجان مین ایسی پیچیدہ جاری ہی کہ جیسے بہت بڑے پیچدار سانپ ہوتے ہین اور چشمہ اس نہر کا دینارزاد یہ پہاڑ ہی چشمے پر چشمے اس سے نکلتے ہین کہ یہ نہر بھر جاتی ہی اور پتھرونکو لڑھکاتے ہین اب ابو الحسین عتبی نے فرمان بر فرمان حاکمان خراسان پر بھیجے کہ سب آوین اور اپنے اپنے لشکر لاوین تا مرو پر جاوین کہ وہان سب جمع ہووین اور وہانسے مع اس سب انبوہ لشکر کے اس خرابی کے دور کرنے پر اور اس شکستگی کی بستگی پر اور اس دھبہ کے مٹانے پر متوجہ ہووین اور ملک کی پھر رونق حاصل کرین اور پھر اس کام کی درستی مین کوشش کرنے لگا نیشاپور کو اچھے اچھے وعدے لکھکر فرمان جاری کیے اور امیر رضی نے اوسکو ایک خلعت دیا کہ تدبیر قلم اور شمشیر دونو نکی کرے اور سواے لباس وزارت کے لباس ارباب فوج بھی اوسکو پہنایا کہ یہ دونون عہدے اوسکو دیے گئے پر یہ خلعت اوسکی موتکا سبب ہوا قصہ اسکا یہ ہی کہ ابو الحسن سیمجور نے فائق سے شکایت کی کہ ابو الحسین عتبی اوسوقت سے میرے قتل کے درپے ہی کہ اوسنے مجکو خدمت سے موقوف کیا ہی اور ہمیشہ اس گھات مین لگ رہا ہی کہ مجھپر کچھ آفت لاوے فائق نے امیر کے غلامونکو اشارہ کردیا جو سب بیوقوفی مین یکسان تھے اور شور و شغب اور اجرای کار صرف بزور بازو جانتے تھے اور عقل سے کچھ اونکو بہرہ نہ تھا اور خفیہ اونکو لالچ دیا اونھون نے آپسمین مشورہ کیا کہ ابو الحسین عتبی قتل کیا جاوے اور جو حمایت عتبی کے کرتا تھا یا عتبی اوسکی حمایت کرتا تھا اوسکو نجارا سے نکال دیا اور کسی طرح اس تدبیر کی خبر ابو الحسین عتبی کو ہوگئی اب اوسکو اپنی جان کا ڈر ہوا پھر عتبی نے اس حال کی شکایت امیر رضی سے کی کہ لوگ میرے قتل کی فکر مین ہین امیر رضی نے یہ سنکر اپنے چند سپہ سالار بھیجدیے کہ عتبی کو حفاظت سے اوسکے گھر پونہچا دیوین لیکن یہ خبر جو ان لوگونکو ہوئی تو بازو اور پر لگاکر اوسکے پیچھے دوڑے اور تلوارین اور گرز اوسپر اتنے مارے کہ آخر اوسکو مارڈالا اور چورا چورا کردیا اور جو لوگ کہ عتبی کے ساتھ تھے اپنی جان بچاکر الگ ہوگئے اور اوسکا یہ حال ہوگیا اور اسکو

شرک پر ڈالدیا اور خون اوسکا جاری تھا اور جب ان قاتلین کو ثابت ہوگیا کہ یہ بیشک مرگیا اور کچھ جان
اسمین نہین رہی وہ چھوڑ کر چلے گئے اور کسی نے اوسکو باغ مین جو قریب اوسکی قتل گاہ کے تھا لیجا کر ڈالدیا
کہ باغبان اوسکی نگہبانی کرے جب رات بہت گزری اور ہوای نرم سحر کی چلی تو باغبان نے سنا کہ وہ
کچھ آواز کرتا ہے دوڑ کر آیا تو دیکھا کہ اوسمین جان ہے پھر جا کر بادشاہ کے محل مین خبر کی وہانسے حکم آیا کہ اوسکو
قہندز مین لیگئے اور اطبا کو حکم کیا کہ اوسکا علاج کرین شاید وہ تندرست ہو جاوے مگر اوسکا زخم بہت
سخت اور کاری تھا کہ اوسکی موت آپہونچی اور مرگیا سخاوت مین عدیم المثل تھا فضل مین بے بدل تھا
اور پہلی کتابون مین ایسا کوئی وزیر مذکور نہین کہ ہمت اور مروت اوسمین دونون ہم ہون اور فتوت اور
بخشش اوسکی ایسی تھی کہ گویا ابر مینہ برساتا ہے اور آندھی ریت اوڑاتی ہے اور سیاست اوسکی ایسی تھی
کہ آنکی پلکھی بھی بیٹھ گئی اور ابو جعفر خافی نے شعر مرثیہ کے پڑھے اور اور شاعرونے یہ کہا ہے یہان تو یہ بیچارہ
مارا گیا اور حسام الدولہ اور شمس المعالی اور فخر الدولہ نیشاپور مین سب منتظر ہین کہ عتبی موافق اپنے وعدے کے
اب مدد اور سامان بھیجتا ہے اور میرا ماموں ابو نصر عتبی جو نیشاپور مین ڈاک کا داروغہ تھا مجھ سے کہتا ہے
کہ ابو العباس تاش نے مجکو کچھ دن باقی رہے بلایا مین نے جا کر دیکھا کہ آدمی اس باب مین گفتگو کر رہے
ہین کہ جنگ پھر کیجاوے اور یہ امر جلدی ہووے اس مشورے مین مجکو بھی شامل کرلیا اور کہا کہ عتبی کو
یہ انتظار ہمارا الگ بھیجیگے صرف مدد اور رسد بھیجنے کے منتظر ہین اور شمس المعالی نے مجھ سے کہا کہ عتبی کو لکھنا چاہیے
کہ جنگ مردان کار مین ہمیشہ ڈول ہے کہ کبھی ادھر ہے اور کبھی اودھر ہے اور کبھی دشوار ہوتی ہے اور کبھی آسان
ہے اور مرد وہ ہے جو اپنی کوشش سے باب ظفر کھولے اور صرف عاجزی اور تنگدلی خراب کرتی ہے

اور یہ شعر متنبی کے بطور مثال لکھے جاتے ہین
شعر جو نامرد ہین وہ سمجھتے ہین یہ
کہ ہے عاجزی مین بہت احتیاط
مگر یہ خیال فرمایا ہے
جو مردوں سے رکھتے نہین اختلاط
اگر ہو ارادہ بڑے کام کا
نکرنا فلک سے ذری انضباط
کہ مرنا برابر ہے ہر وقت مین
اگر جو صلے کا رہے ارتباط

میرے ماموں نے کہا کہ اس کلام سے مینے قابوس کی ہوشیاری اور دانائی جانی ستنے مین ابو الحسین
وزیر کے مرنے کی خبر پہونچی سبکو نہایت غم ہوا اور سب بندوبست جاتا رہا سب انتظام درہم برہم
ہوگیا اور بادشاہ کا حکم ابو العباس تاش کی طلب مین پہونچا کہ یہان آکر تدارک نقصان اور انتظام
کرے ابو العباس فوراً روانہ ہوا بخارا مین پہونچکر سب کاروبار اور جملہ متفرقات کا بندوبست کیا

اور قاتلان ابو الحسین وزیر کی تلاش کی کسیکو قتل کیا کسیکو تباہ کیا کسیکو جلاوطن کیا اور اب ابو الحسن مزنی وزیر ہوکر نہایت حیران ہوا کہ کیونکر انتظام کرے کہ کارخانہ بالکل خراب ہوا ہی اور ہر شخص اپنے اپنے کام پر کامیاب ہی اور ابو الحسن سیمجور بے اجازت سجستان سے خراسان کو روانہ ہوا کہ فتنے جو پھیل رہے ہین اونکو دیکھے اور یہ بھی معلوم کرے کہ اپنا بازار کسقدر رونق پر ہی پس ابو الحسن وزیر نے سیمجور کو لکھا کہ یہ کام تیرا بہت برا ہی اور عقل تیری بہت ناقص ہی اور حکم دیا کہ قہستان سلامتی سے پھر چلا جاوے اور کارخانۂ سلطنت مین اختلاط نکرے اور فرزندان شاہی کہ تیرے تابع اور زیر حکم ہین اپنے فرزند ابو علی کو سپرد کردے کہ وہ اونکو لیکر سجستان جاوے اور وہانکے امور کا بندوبست اور سب متفرقات کی درستی اور اصلاح کرے اور پرگنۂ بادعیش اور گنج رستاق کی آمدنی اوسکی تنخواہ مقرر کردے اور جب اوسکی صدق اطاعت اور خلوص نیت اور خوش سلیقگی معلوم ہوویگی تو اوسکے علاقے و تنخواہ کا اضافہ ہوگا اور ابو العباس تاش کا بخارا مین رہنا ابو علی کو غنیمت ہوا کہ خراسان اوس سے اور ساکنان قدیم سے خالی ہوا اب ابو علی نے کورنے فائق کو یہ کہلا بھیجا کہ تاش سے مخالفت اور لڑائی کا ارادہ کیا جاوے اور اوسکی اطاعت ترک کیجاوے اور فائق بھی تاش کی مخالفت اور عناد پر مستعد اور آمادہ پایا گیا یہ دونون نیشاپور مین متفق ہوے کہ آپسمین عہد و پیمان مقرر کرلین پہلے ابو علی نے ابو العباس تاش کے نوکرون پر جو نیشاپور مین متعین تھے مصادرہ شروع کیا اور جو کارخانۂ سلطنت ملکی و مالی اونکے قبضے مین تھا سبکا مطالبہ کیا پھر ابو علی اور فائق دونون ملکر مرو کو چلے کہ ابو العباس کی حکومت روکین اور اموال اور محاصل آپ لیوین اب ابو العباس تاش متردد ہوا اور انسے لڑنے پر مستعد ہوا اور خزانہ اور ہتھیار اور سامان جنگ لیکر بخارا سے آمل شط کو چلا اور ریگستان مین خیمہ لگایا اب طرفین سے نامہ و پیغام الفت اور دوستی کے جاری ہو کہ رشتۂ الفت بدستور رہے اور سلطنت کی رونق قائم رہے اور آتش فتنہ فرو کیجاوے اور اتفاق اسپر ٹھہرا کہ نیشاپور تاش کی حکومت مین رہے اور بلخ پر فائق قابض ہووے اور ہرات ابو علی کے قبضے مین جاوے اور سب اپنی اپنی عملداری مین چلے گئے اور خوارزمی شاعر نے ابو علی کے لیے یہ شعر اوسوقت کہے ہین کہ جب وہ ہرات مین داخل ہوا اشعار

مبارک ای ہرات آیا ہی تجھ مین
اسیر ایسا کہ تو کمتر ہی اوس سے

مبارکباد ہم دنیا کو دینگے
کہ اوسکی ایک طرف بہتر ہی اوس سے

اور ابو العباس تاش مرو کو چلا اور ابھی بخارا سے نکلا بھی نتھا کہ مزنی سے وزارت لیکر ابی محمد عبد الرحمن فارسی

متولی کو دیگئی کہ یہ شخص ابو العباس تاش کا دیوان ریاست تھا اور مزنی بدین گمان موقوف ہوا کہ اوسکا میل جو ل ابی علی او فائق کے ساتھ معلوم ہوا تھا اور جب ابو العباس تاش مرو مین جا پونہچا تب عبد الرحمن سے وزارت لیکر عبد اللہ بن عزیز کو دیگئی اور اوسکی دشمنی اور عداوت آل عتبہ سے مشہور ہی اور یہ ہر وقت اس خیال مین ہی کہ کسی مکر و حیلے سے اونپر کچھ آفت لاوے اسنے پہلے ہی ابو العباس تاش کو سپہ سالاری سے موقوف کیا اور چونکہ اوسکو ابو الحسین عتبی سے ضد تھی اور بدین خیال کہ وہ تو مر گیا اس لیے سب اوسکے امور سست اور بیکار ہو گئے یہ سپہ سالاری ابو الحسن ابن سیمجور کو دیگئی اور پادشاہی فرمان ابو العباس تاش پر جاری کیا کہ سپہ سالاری تمسے لے لیگئی اور اوسکے بدلے تمکو دو قصبے نسا اور ابیورد دیے گئے اور تمکو حکم ہی کہ تم وہان جاکر صرف ان دونون پر اپنا گزارہ اوقات مقرر کرو اور لقب امیر زعیم جو تمکو ملا تھا وہ اپنے سے دور کرو اور صرف در بان جو تمھارا قدیم لقب ہی وہی اپنے اوپر جاری رکھو جب یہ فرمان تاش پر پونہچا شرارت اور فریب عبد اللہ کا معلوم ہوا اور جانا کہ عبد اللہ نے یہ پہلے ہی وار میرے اوپر کیا ہی کہ میری قدر گھٹے اور میرے رتبے اور جاہ مین رخنہ پڑے پھر تاش نے سب سرداران فوجکو بلایا اور یہ فرمان اپنی معزولی کا مفصل اونکو سنایا اور بیان کیا کہ تم خوب جانتے ہو جو میری عادت اور طریق ہی کہ سلطان کی اطاعت اور اوسکے لیے خیر خواہی اور خلوص اور اوسکی مملکت سے دشمنون کے دفع کرنے مین اور اوسکی نعمت قدیم اور تازہ کے ادای شکر مین مین کیسا ہون اور جب سے کہ تم لوگ میری صحبت مین ہو تمسے مین کیونکر پیش آتا ہون سبکی حاجات ادا کرتا ہون اور سبکی کوشش کی خبر بیان کرتا ہون اور سبکا غمگسار موافق اپنے مقدور کے رہتا ہون اور لوگ آج خاص میری جان کا قصد کرتے ہین اور پادشاہ کے در دولت سے مین مردود کیا گیا ہون سو تم صاحبونکو اختیار ہی کچھ کسیکو میری طرف سے ممانعت نہین ہی جہان چاہے جاؤ اور جسکے جیمین آوے بخارا جاوے یا جہان جاہے جائے ان سب سرداران فوج نے تاش سے مہلت مانگی کہ جلدی نکیجیے کہ یہ سب حال ہم اپنے لشکر اور سپاہ پر ظاہر کرین اور اونکی امی لیوین کہ مقام کرنے مین یا جاتے ہین اور اوسکے بعدہ سب کئی بار مل ملکر بیٹھے اور کئی بار الگ الگ فکر کیا تو سب کی سمجھ مین یہی آیا کہ تاش کی موافقت اور اوسکی رفاقت اور اوسکی طاعت کرنی چاہیے اور اسکو چھوڑ دینا یا اس سے مخالفت کرنی نچاہیے کہ اوسکے ساتھ ایک زمانہ نرمی اور سختی اور صلح اور جنگ اور خوشی اور غم مین گذرا ہی اس سب لشکر اور سرداران لشکر نے بخارا اپنی درخواست بھیجی کہ ابو العباس تاش کو سرداری

لشکر پھر ملے کہ اسمین ہماری خدمتگذاری کی رعایت ہی اور صرف کرم شاہی کا مقتضا ہی کہ درخواست ہماری قبول ہووے اور ہماری طاعت اور خدمت کی آبرو رہے سو ابن عزیز نے انکار کیا اور سب ارکان دولت مین صلاح اور مشورہ جاری رہا اور اہل فوجکو ایسا خط لکھا کہ جس سے اونکو بظاہر امیدوار کیا اور حکم دیا کہ سب اہل فوج یہان آوین کہ اونکو انعام و خلعت وغیرہ دیا جاوے جب سب اہل فوج نے یہ پیغام سنا تو ابو العباس تاش کی اطاعت و رفاقت اور بھی اونکو بہت ضرور معلوم ہوئی

فخر الدولہ کا اپنی ولایت جانا اور اسمین اور حسام الدولہ ابو العباس تاش مین بغرض مددگاری ایک دوسرے کے خطوط جاری ہونا

مؤید الدولہ اور تاش مین جو لڑائی جاری تھی ختم نہونے پائی تھی کہ عضد الدولہ کے مرنے کی خبر مؤید الدولہ کو آئی اب ارکان دولت نے آپسمین مشورہ کیا کہ مؤید الدولہ کی ولایت کسکو دیجاوے اور اسنے یہ خبر چھپائی کہ یہ لڑائی جو بہت دنسے جاری ہی ختم ہوگی تو یہ خبر ظاہر کیجاویگی پر یہ بھی نہوا کہ ابو العباس تاش جب بخارا پونہچا تو مؤید الدولہ بھی مرگیا تو صاحب اسمعیل ابن عباد نے یہ مشورہ دیا کہ چونکہ اس خاندان مین کوئی ایسا نہین ہی کہ سزاوار ریاست اور باعتبار عمر اور استقلال مزاج کے لائق امارت و سیاست ہو تو فخر الدولہ بہر طور مستحق اس جاہ کا ہی اوسکو یہ ریاست دیجاوے پس فوراً فخر الدولہ کے پاس قاصد دوڑائے کہ بہت جلد یہان آوے کہ اللہ تعالی نے اوسکو یہ ملک نفیس اور اوسکا ذخیرۂ مال نہایت سہل و رائگان دیدیا کیکا اس باب مین نہ احسان ہی اور نہ کچھ منت کہ کسی کا شکر تم پر واجب ہووے اور اتنے دنون کہ فخر الدولہ یہان آوے اوسکے بھائی ابو العباس خسرو فیروز ابن رکن الدولہ کو متفرقات اور ضروریات کے انتظام اور درستی کے لیے قایم مقام کردیا کہ وہ آنکے بذات خود اسکا مالک اور متولی ہوجاویگا پس جیسے برق ایک جانب سے دوسری جانب چمک جاتی ہی اسطرح فخر الدولہ نیشاپور سے اوڑکر جرجان آپونہچا پھر سب لشکر بخوشی خاطر اوسکے استقبال کو حاضر ہوا اور اوسکی تولیت اور ریاست پر بیعت کی اب اسنے سب ملک جو اسکے باپ نے اوسکو وصیت کی تھی اور جو اوسکے بھائی کا ملک تھا سب اپنے تخت شاہی سے متعلق کیا اللہ جسکو چاہتا ہی اسیطرح دیدیتا ہی اور جس سے چاہتا ہی لے لیتا ہی اور ابو بکر خوارزمی شاعر نے قصیدہ فخر الدولہ کی تہنیت اور اوسکے بھائی مؤید الدولہ کی تعزیت مین لکھا ہی

	شعر ترا بھائی ایسا بڑا ہی بزرگ		کہ ایسا بزرگ اور کوئی نہین	

اب ابوالعباس تاش کو فخر الدولہ نے یہ سب ذکر لکھا کہ اللہ تعالی نے مجکو حاکم پھر کردیا اور سب علاقہ میرے قبضے مین آگیا ہے یہ سب آپکی شرکت اور آپکے ارادے پر موقوف ہی اور مجکو اوسکی اسقدر خوشی نہین ہوتی ہی یعنی اپنے زمانے کی اصلاح اور اپنی دولت کی رجوع سے اتنا خوش نہین ہون کہ تمہاری مددگاری اور اعانت سے مجکو خوشی ہوئی یہ سب تحریر اوسکی گویا تاش کے احسان کا شکریہ ہی اسپر تاش نے اوسکو جواب تہنیت کا لکھا خدا کا شکر ہے اور اسنے تہ پ لیسان کیا کہ تمہارا ملک تمکو ملا ابن عزیز کی شکایت لکھی کہ اوسنے مجکو سپہ سالاری سے موقوف کیا اسپر فخر الدولہ نے لکھا کہ آپ میری ولایت اور اوس مال مین کہ میرے قبضے مین ہی شریک اور حصہ دار ہین اور مین آپ کے جملہ احکام اور امور مین فرمانبردار ہون لازم ہی جو امر کہ مجھ سے ہوسکے اوسکی بنا آپ ڈالین اور اوسکو شروع کرین کہ مین ملک اور مال اور فوج سے حاضر ہون تاش نے ابوسعید شبیبی کو کہ اوسکو شیخ الدولتین بھی کہتے ہین فخر الدولہ کے پاس بھیجا اوسنے اسیوقت کچھ مال اور قریب الکہزار سوار عرب اور ترکی اوسکے ساتھ کردیے تاش جمعیت لیکے نیشاپور گیا اور ابومحمد عبداللہ ابن عبدالرزاق اوسکی مدد پر بمقابلہ ابوالحسن ابن سیمجور کے پونچا آپسمین ایک دوسرے کی مدد و حفاظت پر اتفاق کرلیا اور تاش بھی نیشاپور پونچا کہ ابوالحسن وہان پہلے سے اوسکے انتظار مین موجود تھا سب اپنی اپنی جمعیت پر متفق ہوگئے اور سبکے دل دوستی اور خلوص پر جم گئے اور تاش نے ارادہ کیا کہ نیشاپور مین جاوے پر اوسکی جانب غرب باہر ہی خیمے ڈالدیے اور ابوالحسن نے جنگ شروع کی کہ وہ قلعہ شہر مین تھا کہ اوسکے دروازے اور ناکے سب محفوظ اور بہت تنگ تھے اور پھر ابوالعباس تاش کے پاس قریب دو ہزار مرد دیلمی اور اشراف اتراک بسپہ سالاری ابوالعباس فرزان ابن حسن کی کمک کے لیے پونچے اور اونکے سردار ایسے تھے کہ لوہے کو بھی چبا ڈالین اور سوئی کے ناکے مین بھی گھس جاوین جب ابوالحسن سیمجور نے دیکھا کہ اس فوج نے اپنا نیزہ قوت بارادہ جنگ یہان گاڑ دیا ہے تو اتنکو اپنا شتر سواری تصور کرکے یعنی رات کے وقت پوشیدہ بھاگ گیا اور عیب ہزیمت کو بلباس تاریکی شب کے ڈھانکے ہوے قہستان پونچا پھر یہ خبر ابوالعباس تاش کے لشکر کو ہوئی تو اونکا پیچھا کیا اور بہت سامان اور بہت اسباب غنیمت ہاتھ لگا اور ابوالعباس تاش شہر مین گیا اور اور جانب شرق فرودگاہ لشکر پر جا نکلا اس واقعہ مین ابومنصور ثعالبی نے شعر کہے ہین شعر

	اوسے کہدو کہ اوسکے عشق مین ڈر ہی	کہ اوسکی زلف دل میرا نہ لیجاوے	

اب تاش نے باظہار اطاعت بامید معافی قصور بخارا پی در پی خط بھیجنے شروع کیے غرض ابن عزیر نے

کہ آل عتبہ کا دشمن تھا سوای اوس عداوت اور عناد کے کہ تاش کے ساتھ رکھتا تھا اس باب مین بہت سختی اور درشتی کی اور امیر رضی اور اوسکی ماکو جو کاربرداز سلطنت تھی یہ خوب سمجھا دیا کہ تاش دیلم کے ساتھ متفق ہی اور ہمیشہ سلطنت کی تباہی کے درپی ہی اگر اوسکو بعفو قصور کچھ اجازت دیجاوے اوسیوقت اس سلطنت پر ماتم کرنا ضرور ہوگا اور یہ نصیحت امیر رضی اور اوسکی ماکے دل مین خوب جم گئی کہ اونکو یہ سب یقین ہوگیا اور جملہ کاروبار اور سب نیک و بد ابن عزیز وزیر کو سونپ دیا اور مین نے جو ابن معتز کے دو شعر اپنی جوانی مین سنے تھے وہ اس معاملے مین ایک دوست سے بیان کیے شعر اول شعر

میری آنکھین اگر روین بجا ہی	جوانی اور محبتو نکی جدائی

تو اوسنے کہا کہ اسوقت اور اس حال کے موافق یہ بیت ہی جو حسین بن مروزی نے کہی ہی شعر

ریاست مین خلل واسے ہر	ریاست طفل کی عورت کی تدبیر

اب ابو العباس تاش نے یہ فکر کیا کہ ابو الحسن سیمجور سے کیا مقابلہ کیا جاوے اور بخارا کے حکام اور اہل انتظام سے کیونکر خوشامد اور مدارات کرکے رسائی پیدا کرے اور کیا علاج کرے کہ زخم مین پیپ نہ پڑسکے یعنی دشمنی زیادہ نہو اور ابو الحسن اور اوسکا بیٹا اور اوسکے سب ارکان دولت اسوقت اور اس فرصت کو غنیمت جانکر لشکر کی درستی اور فوجکی فراہمی پر آمادہ ہوے اور ابو الحسن سیمجور نے ابو الفوارس ابن عضد الدولہ کو لکھا اوسنے دو ہزار سوار اوسکی مدکو بھیجدیے اور فائق بھی اپنے خواص غلام اور جسقدر کہ اوسکو اطراف خراسان سے لشکر بہم پونہچا لیکر موجود ہوا ان سبنے ملکر ابو العباس تاش پر حملہ کیا اور انکا لشکر اتنا بہت تھا کہ زمین گھر گئی اور اطراف شمال وجنوب سب بھر گئے اور جب نیشاپور کے قریب گئے تو تاش کی لشکرگاہ سے جدا پڑے کہ تاش اس شہر پر قابض تھا اور وہ اپنی قوت اور اقتدار اور طاقت اور بد ذاتی سے جنگ پر آمادہ تھا کہ اپنے انبوہ اور عبد اللہ ابن عبد الرزاق ابی سعید شبی اور اوسکے خواص غلامونکو لیکر جا لڑا اور طلوع سے غروب تک جنگ قایم رہی اور تاش ہر حملہ مین اونکو ایسی شکست دیتا تھا کہ اونکے سب اعضا ٹوٹتے تھے اور سب ارکان ڈھے جاتے تھے اور سرخس سے اونکے مقام فرودگاہ تک ایسی فاقون اور بھوک کی شدت ہوئی کہ اونکے کلیجے نکلے پڑتے تھے اور سبنے ارادہ کیا کہ بھاگ جاوین اور میدان تکلیف سے نکل چلین کہ نجات پاوین اب آخر دن مین ابو العباس تاش نے ایک حملہ کیا کہ گویا وہ جنگ کا خاتمہ تھا اس حملے مین اسکا ابو الحسن سیمجور اور اوسکے بیٹے ابو علی سے مقابلہ ہوگیا کہ اونکو قوت استحکام اور ثبات اقدام بدستور تھا اور وہ تاش کیطرف متوجہ ہوے اور اپنے نیزے سنبھالے اور اسکے انبوہ کثیر پر اپنی تلوارین سونت کر آپڑے پھر تاش اپنے مقام پر جب واپس آیا اور اوسکی جمعیت

اس حملے سے منتشر ہو گئی اور نیزہ بردار اسکے سب پراگندہ ہو گئے تو سیمجور اور اسکے بیٹے نے ایک اور سخت حملہ کیا کہ جس سے تاش کو بھاگنا اور مقام چھوڑنا پڑا اور ایسے ہی فائق نے بھی دیلم پر پڑ در پڑ حملے کرنے شروع کیے کہ اونکی جمعیت منتشر اور مضطر ہو گئی تو لاچار اب انھون نے امان مانگی اور جو بھاگ گئے تھے وہ بھاگ کر بچے اور اور لوگ ذلیل و خوار قید مین گئے پھر اونکو اونٹون پر سوار کر کے بخارا بھیجا تاکہ فخر الدولہ کو بہت رنج ہووے کہ اوس نے یہ فوج بھیجی تھی اور ان قیدیون کے استقبال کو ہیجڑے گاتے بجاتے آئے اور حکم ہوا کہ اونکو جیلخانہ کہنہ یعنی قہندز مین ڈال دین کہ اپنی قسمت سے مرین یا جئین +

ابو العباس تاش کا جانا جرجان مین اور ابو الحسن ابن سیمجور کا سپہ سالاری نیشاپور مین ٹھہرانا

ابو العباس تاش جرجان کو روانہ ہوا اور فخر الدولہ جرجان چھوڑ کر ری کو چلا گیا کہ جرجان ابو العباس تاش اور اوسکے لشکر کے لیے خالی کر دیا اور جتنا سامان اوس مین تھا وہ سب انکے لیے رہنے دیا یہانتک کہ باورچی خانے مین برتن تانبے اور چاندی اور سونے کے بھی چھوڑ دیے کہ انکو کسی چیز کی حاجت نہووے اور حکم کیا کہ پچاس ہزار دینار اور بتیس لاکھ درہم اور پانسو تھان کپڑون کے اور عمدہ عمدہ گھوڑے اور اور سواریان خچر وغیرہ کی اور ہتھیار و نیزے اور گھوڑونکا سامان اور خود و زرہ و جوشن اور ڈھالین سب تاش کو سپرد کیے جاوین اور سوای اوسکے کہ جو تعمیر قلعون اور خاص محافظین کی تنخواہ مین خرچ ہووے سب آمدنی جرجان اور دہستان اور آبسکون اور استرآباد کی انکے لیے مقرر کر دی گئی تاش نے یہ سب زر و مال اپنے سپہ سالارون اور سپاہ مین تقسیم کر دیا کہ اونکی حالت درست ہووے اونکا نقصان رفع ہووے اور اونکو تقویت ہووے اور اونکی تنخواہ مقرر کر دی کہ پڑ در پڑ ملی جاوے سو بہ نسبت خراسان کے انکی حالت اور انکی گزران بہت اچھی ہو گئی اور فخر الدولہ پڑ در پڑ طبرستان سے پرے کے پرے سوار انکے بھیجنے لگا کہ اونکو استحکام زیادہ ہووے اور اونکے لشکر کا انتظام بڑھے کہ گویا اپنے بھائی سے نفیس چیزونکا سلوک کرتا ہی اور فخر الدولہ کے وزیر ابن عباد کو یہ احسانات جو فخر الدولہ تاش کے ساتھ کرتا تھا بہت ناگوار تھے اور بمقدمہ تباہی خراسان کے فخر الدولہ کو اوسکے وزیر صاحب ابن عباد نے پہلے یہ نصیحت کی کہ تمھارے بزرگون نے خراسان سے صلح کی تھی اور اپنی سلامتی جان غنیمت جانی تھی تو فخر الدولہ نے کہا کہ ابو العباس تاش کے مجھپر اتنے حق ہین کہ اگر یہ سب جو اللہ تعالی نے مجکو دیا ہی یہانتک کہ یہ پادشاہی بھی اوسکو دیدون تو اوسکے حق وجب کے لیے

ایک ادنی درجہ مکافات اور پاداش کا ہوگا اور منجملہ حقوق تاش ایک یہ بیان کیا کہ جن دنون مین اپنی جان بچا کر
ابو العباس تاش کے پاس گیا تو نہایت محبت اور لطف سے اوس نے اوس حالت غربت مین مجھکو کہا مین
جو اوسکے ساتھ محبت کرتا ہون تو سبب یہ ہی کہ میرے بھائی عضد الدولہ اور مؤید الدولہ نے مجھکو وسے مانگا اور
اقرار کیا کہ ہر سال مال کثیر دیتے رہین گے اور بہت عمدہ اسباب اور سامان لباس وغیرہ عراق کے اور اچھے
اچھے گھوڑون کے دینے کا اقرار کیا اور ایسے ایسے لالچ دیے کہ کوئی صورت اوسکے انکار کی نظر نہ تھی
اور مجھکو بھی یہ خبر ہوگئی تو دنیا اندھیرا ہوگیا اور صورت فرار دشوار ہوگئی اور زندگی سے مایوس ہوگیا اور جانا
کہ اب بھاگنے مین کوئی فائدہ نہین اور کہان امید مین کچھ کشش نہین اور رات بھر ایسا سویا کہ جیسا خارپشت
جانور سوتا ہی اور دیکھا کہ اب بری قسمت آن پہنچی اور جب صبح ہوئی تو تمام قوت میری زائل تھی اور
اعضا میرے اس مرض لاعلاج اور مصیبت سخت کے خوف سے گرے پڑتے تھے کہ تاش کا دربان میرے پاس
اجازت لیکر کھانیکے لیے بلانے آیا اور مین حیران تھا کہ کھانیکو بلاتا ہی یا میری خبر مرگ دیتا ہی یا کھانے کو
بلاتا ہی یا مجھپر وسے آیا ہی یا ضیافت کا پیغام لایا ہی یا کوئی آفت آئی ہی پر مین نے اوسوقت کھانے کا
پیغام تخمینہ کرکے خوف اور امر تقدیری کو دلمین چھپایا اور سوار ہوکر چلا اور باگ میرے ہاتھ کو بقدر قوت سے
تھانبے ہوے تھی کہ میرے ہاتھ مین اتنی قوت نہ تھی مین تاش کی مجلس مین پہنچا تو مین نے اوسکو دیکھا
کہ تعظیم اور تکریم بہت کی اور کلمات تسلی و دلاسا کے اتنے کچھ کیے کہ پہلے کسی صحبت مین نہ کیے تھے اور آخر مجلس تک
ایسا سحر مہربانی وجاہ و کرم کا پڑھتا رہا کہ میرا دل کچھ ٹھہرا اور خوف کچھ دور ہوا اور غم کچھ منتشر ہوا اور بدگمانی
رفع ہوئی پھر تاش نے مجھکو وہ خط دیدیے مین نے اونکو پڑھا اور تاش نے مجھ سے کہا کہ مین نے چاہا تھا
کہ یہ سب صورت حال آپسے چھپاؤن کہ آپ وہم اور بدگمانی سے محفوظ رہین پر مین نے جو موافق اوسوقت کے
کہ مین اور آپ ایک حال مین متفق ہین فکر کیا تو مناسب یہ معلوم ہوا کہ مین آپکو حقیقت سے آگاہ کرون کہ
ان خطوں مین کیا لکھا ہی اور کیا مطلوب ہی کہ آپکی تسلی کے لیے بہتر ہی اور آپکے دل کا تردد اور خلجان خاطر رفع ہوگا
اور مین قسم کھاکر کہتا ہون کہ تمام محاصل خراسان جو نہایت عمدہ ہی آپ کے ایک بال کے برابر نہین ہی اور
نہ آپ کے کپڑے کے دھاگے کے برابر ہی اور جو کچھ کہ میرا مال ہی منقول وغیر منقول یہانتک کہ اس انگوٹھی کا
نگینہ اور اس کرتے کا تکمہ آپکی جان کے لیے وقف ہی اور آپ کی مصلحت کے لیے موجود ہی اور آپکے حوادث
کے لیے کار آمدنی ہی اور جو لوگ کہ آپ سے حسد کرتے ہین اونسے انتقام لینے مین صرف کیا جاوے

بہانتک کہ اللہ تعالی آپکو سلطنت نصیب کرے کہ آپ اپنے دشمنون پر فرمان روائی کرین جو کوئی اسطرح پر مہربانی صرف اپنی خوشی اور طبیعت سے کرے اور کچھ رغبت مال یا کوئی خواہش نہوئے تو کیا لائق ہو کہ اوسکی مددگاری مین غفلت کیجاوے اور جسطرف کہ اوسکی مراد برائی ہو اوس سے تجاہل کیا جاوے اور خدا کی قسم اور اپنے باپ رکن الدولہ کی قسم کہ مین یہ حق فراموش نکرونگا تا کہ لوگ میرے حقمین فراموشی سے واقف ہووین اور بیشک اب مکافات کرنا اور خدا کی مدد سے مجھکو بدلا دینا پیدا ہوا اگرچہ مینے اس نکوئی اور احسان کے مقابلے مین خوب کوشش کی مگر حقیقت مین خوبی تاش کی ہے کہ اوس نے ابتدا بے وجہ سابقہ احسان کیا تھا سب حاضرین نے یہ سنکر بہت تعجب کیا کہ اسطرح کا کرم اگلے زمانے مین سنا گیا تھا جواب عفو ہوا اب بدین لحاظ کہ یہ احسان اور مدد جو فخر الدولہ کرتا ہے اوسپر حق ہے اور اوسکے حقمین خیرخواہی ہے صاحب ابن عباد وزیر بھی اپنے بادشاہ کے لحاظ سے ابو العباس تاش کی مدد اور مصالح کار پر مستعد ہوا اور ابو العباس تاش تین برس تک جرجان مین رہا نہ اوسکو کسی کروٹ قرار تھا اور نہ اوسکو کسی طرح نیند تھی اس شوق مین بیتاب تھا کہ اپنے سلطان کیخدمت مین پہنچے اور اوسکے حق احسانات کے ادا کرے اور یہ بھی ڈرتا تھا کہ اسپر کو دشمن یہ بیان کرینگے کہ اوس نے حق سلطنت کا انکار کیا اور طوق فرمانبرداری اپنی گردن سے نکال ڈالا اور بڑا مقصود اوسکا یہ تھا کہ نجار اجاوے اور پھر خدمتمین رہے اور مذمت سے بچے پھر ابو سعید شبیبی کو فخر الدولہ کے پاس بھیجا کہ خراسان کے جانے پر مدد مانگے فخر الدولہ نے اسفار بن کردویہ اور چند سپہ سالار مع قریب دو ہزار سوار دیلمی کے اوسکے پاس بھیجدیے اور فخر الدولہ نے نصر بن حسن بن فیروزان کو قومس مین حکم بھیجا کہ یہ جمعیت جو تاش کے پاس گئی ہے تم بھی اوسکے پاس جاؤ اور اس جمعیت کے سردار ہو اور سب امور کہین اوتارنا کہین سے لیجانا اور کہین صلح اور کہین جنگ وغیرہ سب مین بموجب حکم حسام الدولہ تاش کے عمل مین لانا اور ابو سعید کو اوسکے ساتھ کیا اور تاش جرجان سے چلتے وقت جتنا مال چھوڑ گیا تھا اوس سے دو چند ابو سعید کے ساتھ کر دیا کہ فوجکی تنخواہ اسمین سے دیجاویگی پس ابو سعید قومس کو روانہ ہوا اور نصر نے اوسکی اور اوسکے ہمراہیون کی ایسی مہمانداری کی کہ جیسی تمیم نے علاء بن حضرمی کی کی تھی اور اسکا قصہ یہ ہے کہ نصر نے ابو سعید کو اپنے مکان کے صحن مین لیجا کر قتل کا حکم دیا کہ اوسپر ہر طرف سے تلوارین پڑین اور مارا گیا اور اوسکے ہمراہیون کو تہ خانے مین قید کیا اور اوسمین آگ سلگادی اور روشندان سب بند کر دیے کہ دھوان باہر نہ جا سکے

سب وہان گرمی کے مارے سانس گھٹ کر مرگئے اور جسقدر مال واسباب اور گھوڑے وغیرہ اونکے ساتھ تھے سب لیے اور اپنے اوپر رسوائی تمام عمر کی پسند کی اور ابو سعید کے ہمراہیون سے جو باقی رہے وہ اپنی جان لیکر یہانتک اسطرح بھاگے کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی وہان پونہچکر سارا حال اور سب ماجرا خوب مفصل بیان کیا فخرالدولہ کو اوسپر غصہ آیا اور ابو العباس تاش کو بھی اس حال سے اسقدر رنج وقلق ہوا کہ وہ بیمار ہوگیا اور تمام کاروبار سے اوسکا دل سرد اور اوسکا ہاتھ سست ہوگیا اب فخرالدولہ نے تاش کو لکھا کہ مین نصر پر لشکر تیار کرتا ہون اور تم استرآباد اپنی جمعیت لیکر آؤ کہ نصر کو دونون طرف سے دونون لشکر گھیر لینگے یہانتک کہ اوسپر قتل بحکم خدا جاری ہو یا تو مس سے اور طرف نکالا جاوے ابو العباس تاش استرآباد پر پونہچا اور ہزار جان پر ڈیرہ ڈالا اب نصر کو اپنی ان سب حرکتون پر ندامت ہوئی اور سمجھا کہ موت اپنا مونہہ کھولے ہوے ہے اور تلوارین اوسکے آگے اور پیچھے تلاش مین ہین تو اب اطاعت کے ساتھ پناہ لی اور بیتاب ہوکر نہایت فروتنی کے ساتھ رحم کی درخواست کی اور دونون طرف عذر لکھ لکھکر بھیجنے لگا کہ مین اپنی اوس حرکت سے شرمندہ ہون کہ جیسے عورت حیض والی اپنے حیض سے شرم کرتی ہے اور حسام الدولہ سے اپنے کردار کی معافی کے لیے سفارش کروائی حسام الدولہ نے اوسکی گلوخلاصی کے لیے سفارش کی فخرالدولہ نے برعایت اوسکے بڑھاپے اور قرابت کے یہ درخواست تاش کی قبول کی اب ابو العباس تاش جرجان کو پھر آیا کہ خراسان کی تدبیر نئے سر سے شروع کرے اور فخرالدولہ اپنے بھتیجے بہاؤالدولہ سے اس لیے ناخوش ہوا کہ اوس نے اوسکی تعظیم وتکریم مین قصور کیا تھا تو اپنا لشکر لیکر اوس سے لڑنے خوزستان گیا اور بدر بن حسنویہ بہادر دلاور لشکر کردونکا لیکر اوسکے ساتھ ہوگیا اور خوزستان پر فخرالدولہ غالب ہوا اور ابو العباس نے فیروزان بن حسین کو بصرے بھیجا کہ اوسکو صاف کرکے اور دیار کے ساتھ شامل کرلے جب نصر نہر موسی سے گزرا تو ساکنان لشکر بہاؤالدولہ نے اہل بصرہ کو اپنے ساتھ شامل کرکے بمقابلہ نصر کے لشکر بنایا سو منجملہ اس لشکر کے بہت نے اون رستون کا قصد کیا جو انمین اور نصر مین واقع تھے اور نہر اہواز کے سب بند کھولدیے کہ رستے اور گزرگاہ سب گم اور بے نشان ہوگیا اور نصر اور اوسکے ہمراہی اومین دھس گئے اور کیچڑ مین پھنس گئے اور اتفاقا ایک لشکر موصل سے باوجود گم ہونے رستون کے ساکنان بصرہ کی مدد پر پونہچا سو ابو العباس فیروزان کے لشکر نے جو انکو دیکھا اور اونکی شوکت اور کثرت نظر آئی تو اوسیوقت اولٹے پانون بھاگا اور بدر بن حسنویہ نے جو دیکھا کہ یہ بھاگے جاتے ہین اونکو منع کرنے آیا کہ نہ بھاگین اور آپ اوس مین ا

ثابت قدم بمقابلہ دشمنون کے، ہانگر یہ خلل اور خلل اندازی کے روکنے سے عاجز ہوگیا اور بھاگتے بھاگتے فخرالدولہ کے پاس پہونچے کہ وہ اوسوقت بازار اہواز مین تھا اور اپنی تنگی حال اور تکلیف کی شکایت کی اور تنخواہ طلب کی فخرالدولہ کو ان باتون سے کہ اول تو وہانسے نامردی کرکے بھاگ آے اور پھر اونکا یہ تقاضا ہے زر غصہ آیا بر بظاہر آشتی اور صلح کے ساتھ اونکو لیکر ہمدان گیا اور وہانسے ری کو روانہ ہوا

اور یہ واقعہ سنہ ۴۰۰ ہجری کا ہے اب ایک وبا مرگ زمین جرجان مین واقع ہوئی کہ حسام الدولہ ابی العباس کے اکثر یار اور لشکر کے سردار اور اوسکے منشی اور عامل اور نوکر اور غلام مرنے لگے اور اوسکو ایک سخت مرض پیدا ہوا کہ وہ بھی مرگیا اور یاران تاش نے اہل جرجان پر ایسے قواعد اور رسوم مقرر کیے تھے اور ایسے طریقے ستم اور ظلم کے ایجاد کیے تھے کہ وہ انسے بہت تنگ تھے ابوالعباس تاش کا مرنا سنتے ہی سب اہل جرجان متفق ہوگئے اور ہمراہیان تاش پر سب نے باتفاق حملہ کیا اور شبخون مارا اور ایسا قتل عام کیا کہ کوئی نہ بچا جہان جو کوئی ملا وہ وہین مارا گیا اور سرداران لشکر کو اس مصیبت قتل عام سے اتنی فرصت نہ ملی کہ جرجان والون کا استیصال کرسکین اور خلقت کو اونکے ہاتھ سے بچا دین اور اہل جرجان کو ضرورت ہوئی کہ شہر کے باہر جاکر انتظام کرین اور یہ تدبیر کرین کہ کون لیاقت امارت کی رکھتا ہے کہ اوسکو اپنا امیر بنا دین سب نے جمع ہوکر اتفاق کیا کہ ابی احمد تاش کا بھانجا سردار ہووے اوسکو بلایا اور اوس سے مال بیعت طلب کیا اسنے تاش کا خزانہ اور جو کچھ کہ اوسکے پاس تھا سب اونپر تقسیم کردیا کہ اوس سے اونکی آگ ٹھنڈی ہوئی اور جرجان سے خراسان پر چڑھائی ہوئی اور اہل جرجان نے خراسان کی عورتون پر دست درازی شروع کی اہل خراسان کو اسپر غیرت آئی کہ ان اشقیا بدمعاش اور ان خانہ بدوش اوباش سے انتقام لیا جاوے اور جرجان پر بکراباد کیجانب سے لڑنیکو چڑھ آے اور یہ اشقیای جرجانی بھی اونسے لڑنے پر اوٹھے گویا اپنی ہلاکت پر ایسے گرے کہ جیسے پروانہ شمع پر گرتا ہے اب اہل خراسان نے انپر جو حملہ کیا تو انکے سر بے گردن اور ہاتھ بے پونہچا اور جان بے حفاظت ہوگئی اور لاشہاے خون آلودہ سے اوس میدان پر فرش کیا گیا اور گھرون اور دکانون مین آگ لگائی گئی اور خوب لوٹ ہوئی اور یہ حال ہوا کہ یزید بن المہلب کے بعد پھر ایسا حال نہوا تھا اب مشائخ اور صلحا جرجان نے امان مانگی اور خدا کی قسم دی تو وہ لوگ قتال سے باز آئے اور کوچ کا قصد کیا اور فتنہ اور شور رفع ہوا اب لشکر مین اختلاف ہوا سرداران لشکر اور غلامان خاص نے تو خراسان کا

مطابق ۱۰۰۹ء

قصد کیا اور قلعے والے فخرالدولہ پاس جانیکو آمادہ ہوئے مگر وزیر صاحب نے ان سبکو روکا کہ کہین بخارا جبتک ابوعلی استاد آنکر تمکو انعامات نہ دیوے اور تمھاری آرزو پوری نکرے پر آونکو توقف بجہت خراسان اور اپنے وطن کے دشوار ہوا اور ٹھہر نہ سکے اب روغد پہ ہوتے ہوئے نیشاپور کو چلے کہ ابوعلی بن سیمجور سے ملینگے کہ وہ اپنے باپکی جا سپہ سالار ہی اور باقی قلعے والے وہین موجود تھے کہ ابوعلی استاد وہان آیا اور اونکی اسامیان پھر مقرر کین اور اونکے مال اونکو دے لے اور رے کو روانہ کیا پس فخرالدولہ نے حکم دیا کہ یہ لوگ دار السلطنت مین ہین اور اونکی تنخواہ بمد اکرام جاری ہووے کہ انھون نے میری رعایت سے ابوالعباس تاش کے حقوق کی حفاظت کی اور اوسکے لوگونکی مدد کی اور جرجان والے کہ جنھون نے خراسانیون کو قتل اور ہلاک کیا تھا اب تھر تھر کانپتے تھے کہ ابوعلی استاد نے اونکے واسطے جاسوس اور نگہبان مقرر کیے اور جو ان قاتلین مین سے ہاتھ آیا کسیکو سولی دی کسیکو قید کیا کسیکو تباہ کیا اب فخرالدولہ کی سیاست کامل ہوئی اور ہیبت اوسکی ظاہر ہوئی اور سب امور درست ہوگئے اور جرجان بعد ابوعلی استاد کے اہل فساد سے صاف ہوگیا

ابوالحسن ابن سیمجور کا مرنا اور اوسکی جگہ اوسکے فرزند ابوعلی کا مقرر ہونا

سب امور خراسان کے سیمجور کے نیشاپور مین رہنے سے درست ہوگئے ابوالعباس تاش جرجان چلا گیا اور لشکر ابوالفوارس کا کرمان اور فائق بلخ اور ابوعلی ہرات مین قرار پذیر ہوا اور ابن عزیز ابوالحسن کو ہمیشہ جرجان کے جانے پر برانگیختہ کرتا تھا اور بیٹھ رہنے پر ملامت کرتا تھا پر ابوالحسن ٹالتا تھا اس لیے کہ صلح اور سلامت روی امر پسندیدہ ہی اور یہ بھی ڈرتا تھا کہ کوئی خطا ایسی نہو جائے کہ جس سے ندامت ہووے جیسا کہ ابوالعباس تاش کو جرجان مین ندامت ہوئی تھی کہ ہزیمت بھی ہوئی اور بدنامی بھی ہوئی اب ۳۸۵ہ ہجری مین ابوعلی محمد بن عیسی دامغانی وزیر ہوا اور ابن عزیز وزارت سے معزول ہوا اور خوارزم بھیجا گیا اب ابوعلی وزیر نے درستی عمال اور حفاظت سلطنت مین کوشش شروع کی چونکہ سلطنت مین رونق نہ تھی اور حدود مین امن نہ تھا اور آمدنی سب کم تھی اور فوج وزیرون پر ناز کرتی تھی اور اپنے مطلب کے لیے اونپر حکم کرتے تھے اور کسی کا حکم نہ مانتے تھے نہایت تنگ ہوگیا تو لاچار ابوعلی موقوف ہوا اور ابونصر احمد بن محمد ابی زید وزیر مقرر ہوا یہ ایسا ہوشیار تھا اپنی دانائی اور کارگزاری سے کارپردازان سلطنت پر غالب آیا اب ان کارپردازون کو پھر تردد ہوا اور ابوعلی نے کور

مطابق ۹۹۵ء

معزول کو پھر لاتے اور صدر دیوان مقرر کیا اور اسی اثنا مین ابوالحسن سیمجور کو اتفاق ہوا کہ وہ اپنی ایک لونڈی کو لیکر خرمک کہ وہ اوسکا سیرگاہ تھا گیا اور اوس لونڈی کے ساتھ صحبت مین مصروف تھا کہ اسی حالت مین اوسکی جان نکل گئی اور لونڈی کے سینے پر سے مردہ گر پڑا اور جبتک کہ مکان پر لاکر اوسکی لاش تیار کی گئی خبر مرگ مخفی رہی اور ابوعلی اوسکا بیٹا اوسکا وارث ہوا اور گھر اور ریاست اور بھائیون اور لشکر کا نہایت خوبی اور رعایت اور حسن سیاست سے انتظام و بند و بست کیا اور ابوالقاسم وغیرہ سب اوسکے بھائی بہت خوش ہوے اور خوب اوسکی اطاعت کی اور ابوعلی نے سنکر کہ ہرات فائق کو دیگئی فائق کو لکھا کہ یہ تو میرے لیے مقرر ہوئی ہی تمنے کیون اسپر درخواست کی پر آسمین اسپر اتفاق ہوگیا کہ ہرات تو فائق کے قبضے مین رہے اور نیشاپور مع سپہ سالاری کے ابوعلی کو ملے اور ان دونون کے عامل اور گماشتے انکے پرگنون پر مقرر کیے گئے اور موافق رسم قدیم کے خلعت بخارا سے روانہ ہوا اور ابوعلی کو یہ گمان تھا کہ خاص میرے لیے خلعت آتا ہی مگر جب قاصد شاہی خلعت لیے ہوے راستے سے فائق کیطرف مڑا تب اسنے جانا کہ صلح کرکے مجھ سے مکر اور فریب کیا ہی ورنہ حقیقت مین ابھی اندیشہ باقی ہی اور یہ فریب ان لوگونکا ہمیشہ رہے گا اور میرے خاندان کے لیے رفعت نہوگی اسنے جو سنا کہ فائق ہرات سے چلا تو یہ بھی جیسا تیر جاتا ہی یا جیسا آسمانکا تارہ چھوٹتا ہی ہیا نسے چلا کہ ہرات اور قوشنج کے درمیان فائق سے جا ملا اور خوب جنگ کی اور لشکر کو خوب لڑایا کہ اونکا ناک مین دم کیا تو سب اسکا لشکر بھاگ کر فائق کے پاس مرورود چلا گیا اور ابوعلی انکے پیچھے چند اپنے سوار لیکر دوڑا کہ اونکو پراگندہ کردے کہ آپسمین متفق نہونے پاوین سو مرورود کے پل پر سب متفق ہوگئے اور ابوعلی کے روکنے پر آمادہ ہوے پر ابوعلی نے اونکو خوب مارا اور چند آدمی پکڑ کر بخارا بھیجدیے اور چونکہ اپنے حق خدمت پر اور اپنے بھائی اور اقارب پر اوسکو بھروسا تھا اس لیے اپنے باپ کی خدمت لینے مرو کو چلا امیر رضی نے اوسکی حاجت پوری کی اور اوسکی درخواست کے موافق اپنا قاصد روانہ کیا اور سپہ سالاری اسی کے لیے مقرر کی اور سب مصالح امور اوسکو سپرد کیے اور اوسکو ہرات اور قہستان اور نیشاپور دیا اور عماد الدولہ اسکا لقب ہوا اب ابوعلی نے نیشاپور جاکر اپنا ارادہ پورا کیا اور سب کام درست کیے اور خلقت کا انتظام کیا اور اب اسکا امر دن بدن روشنی پکڑتا تھا اور قوت اور ترقی پاتا گیا یہانتک کہ امیر الامرا مؤید من السما لقب ہوا اور اوسکی مدح مین

ابو بکر خوارزمی نے قصیدہ لکھا ہی شعر اوّل شعر

جو عورتین کہ پردہ نشین اور پاک ہین ۔ دلمین وہی ہین اور ہین سینہ مین بھی وہی

اور ابو الفضل بدیع بھی اوسکے پاس مرو مین یہ قصیدہ مدح لایا شعر اول شعر

نہ آرام دن اونٹ و بالان کو ۔ اندھیرے مین جاؤن بیابان کو

اب بلاد خراسان پر ابو علی مستولی ہوگیا اور اوسکے تمام محاصل اوسکو آنے لگے امیر رضی نے ابو علی کو لکھا کہ کچھ زر محاصل واسطے اخراجات خاص اور تنخواہ لشکر کی ہمارے پاس بھیجدے اوسنے حیلہ لکھ بھیجا کہ جملہ محاصل ملک تنخواہ لشکر کو بھی کافی نہین ہے اسکے سوای اور مال کی حاجت رہتی ہے اس سے غرض یہ تھی کہ اس سب محاصل سالانہ کو صرف اپنی تنخواہ سالانہ کے لیے مقرر رکھے ابو علی کہ در پردہ مخالفت اور عداوت کرتا تھا اور بظاہر دوست اور مطیع و فرمانبردار تھا اسنے خاص اپنی ذات کا دیوان ابو علی نسفی کو مقرر کیا اور مصادرات اور خراج لینے مین خوب دست درازی کی یہان تک کہ خراسان کو اسقدر سونتا کہ دودھ کے تھنون مین سے آخر خون آنے لگا اور پیٹ پیٹھ سے لگ گیا اور پھر ابو علی نسفی سے بھی مطالبہ کیا کہ جسقدر مال تو نے کمایا ہے واپس دے اور اوسکو شکنجہ کیا کہ اوس نے کچھ مال بھی دیا اور آخر کار اوسی حالت مین مر بھی گیا اور خفیہ ابو علی نے شہاب الدولہ ظہیر الدعوۃ ہارون ابن ایلک بغراخانکو کہ وہ بلاد ترک مین تھا لکھا کہ خراسان اور ماوراء النہر پر آوے اور امیر رضی پر بخارا مین حملہ کرے اور شرط یہ لکھی کہ آدھا ملک مجکو تقسیم کردے پس ابو علی کا حال یہ حال ہی شعر

محمد کی خدمت مین تھے استوار ۔ کیا قتل پھر اونکی اولاد کو

لیکن تا کہ یہ عیب ظاہر نہووے اور رعیت مین بدنامی نہووے خطبہ جمعہ بنام سلطان پڑھتا رہا اور منجملہ دہقانان ماوراء النہر کے ایک قوم ان واقعات دولت سامانیہ سے تنگ ہو گئے اور تمنا کی کہ اب سلطنت کسی اور کی ہوجاوے پدر پے خطوط بغراخانکو بھیجنے لگے اور اپنا عزم مصمم اوسکو جتانے لگے کہ وہ یہان آوے پس بغراخان کی مثل باز کے آنکھ کھلی کہ خوب اچھی طرح دیکھ بھال لیا اور حدود اور اطراف خراسان لینے شروع کیے یہانتک کہ ایک ہی بار اسپیجاب پر آن پڑا آب آنج دربان شاہی بخارا سے چلا کہ بغراخانکو پکڑے ان دونو مین ایسی بڑی لڑائی ہوئی کہ اوسکی دہشت سے سر کے بال سفید ہو گئے اور دنکو تارے دکھائی دیے گئے اور

آنج دربان کو قید کرلیا اور اب تمام بلاد خراسان کے لینے پر اوسکا ارادہ مستحکم ہوگیا +

فائق کا ذکر اور اس واقعہ کے بعد جو اوسکا انجام ہوا

فائق نے مرو رود پر اپنی شکستہ حالی و بدحالی کی اصلاح کے لیے اقامت اختیار کی اور اپنا سامان اور حال درست کرکے بے طلب اور بے اجازت بخارا کا ارادہ کیا امیر کو یہ سنکر شبہہ ہوا امیر شہلہ گانون پر کہ قریب بخارا کے ہے آن پونہچا اور اوسکے مقابلے مین آنج اور بکتوزون دربانونکو مع اپنے اور اپنے باپ کے غلامون کے سوم ربیع الاول سنہ ۳۸۴ ہجری کو بھیجا اور مقابلہ ہوا تو فائق بھاگا اور اوسکی جمعیت مین بھی ہزیمت ہوئی کوئی مارا گیا کوئی گرفتار ہوا اور بھاگ کر کنارہ جیحون پر پونہچا اور ناگاہ کشتی ناقص پائی اوسپر سوار ہوکر عبور کر گیا اور بلخ پونہچا کہ یہان چند دن اقامت کرکے ترمذ گیا اور بغرا خان کو خطوط بھیجے کہ بہت جلد یہان آوے اور بخارا سے والی جوزجان ابو الحارث احمد بن محمد فریغونی کو فرمان گیا کہ فائق کو پکڑے یا اوسکو قتل کرے اور ابو الحارث مذکور ایک جمعیت کثیرہ لیکر اوسپر چلا اور فائق کا غلام ارسلان نام پانسو آدمی ترک وغیرہ لیکر اوسکے مقابل آیا تو لشکر ابو الحارث ان پر ایسا آن پڑا کہ گویا باز چڑیون پر پڑتا ہے اور انکو مار کر بالکل تتر بتر اور پریشان کردیا اور میدان مین لاشونکا فرش ہوگیا اور مال بیشمار و بے حساب ہاتھ آیا اور فتح کرکے بلخ کو چلے اور جب طاہر ابن الفضل ابو المظفر محمد ابن احمد کو کہ نہایت جلیل القدر اور مستحکم الرای اور صاحب متانت تھا شکست دیکر صغان کا مالک ہوگیا تو ابو المظفر فائق کے پاس گیا کہ اوس سے مدد لیوے فائق نے اوسکی مدد کی اور ایسے لوگ اوسکے ساتھ کردیے کہ اوسکو اوسکی جگہ پر بٹھلا دیوین اور طاہر ابن الفضل کو ہمراہیان فائق کا بلخ مین موجود نہونا غنیمت ہوا سو یہ موقع دیکھکر بلخ پر آیا کہ وہان غالب ہووے لیکن اہل بلخ اوسکے مقابلے مین سرگرم ہوکر آمادہ جنگ ہوے اور لڑائی واقع ہوئی اور بہت نیزہ و شمشیر چلی ایک عرب نے طاہر ابن الفضل کے جو نیزہ مارا تو وہ گھوڑے سے گر گیا عرب نے اوسکا سر کاٹ لیا اور جب طاہر کا مرنا مشہور ہوا تو اوسکے ہمراہی حیران ہوکے بھاگے کوئی گھر مین چھپتا تھا اور کوئی پتھر کے نیچے دبکتا تھا اور جب سے آنج حاجب ترک مین قید ہوگیا سلطنت ماوراء النہر مین ضعف شروع ہوا اور ارکان و بنیاد ہای سلطنت گرنے لگین اور امیر رضی

مطابق ۹۹۴ء

اور اوسکے ارکان دولت ڈرے کہ تباہی ہووے اور شرارت بڑھے اور یہ حادثہ سخت ہووے
اور رہا سہا بھی جاتا رہے اس لیے فائق کو فرمان تسلی گیا اور اوسکا قصور معاف ہو کر اجازت دیگئی
کہ بخارا مین آوے تا سلطنت کی مدد کرے اور جسقدر کہ رخنہ اور فتور ہو رہا ہی اسکو بند کرے
فائق حاضر ہوا اور بعد حسن قبول و اقبال کے اور دور کرنے نقصان مال کے سمرقند بھیجا گیا اور
اوسکو سوای بغراخان کے اور کچھ ڈر نتھا اور بغراخان شہباز کے بازو لگا کر فائق پر دوڑا فائق
وہانسے ایسا بے تحاشا بھاگا کہ پیچھے مڑکر بھی نہ دیکھا کہ حقیقت حال کیا ہی اور اوسنے فوج شاہی کو
جو فائق کے ساتھ تھی بے دریغ قتل کر ڈالا اور یہان گواہیان گذرین کہ یہ بھاگنا فائق کا صرف
اس سبب سے تھا کہ وہ بغراخان سے موافقت رکھتا ہی اور پادشاہی آل سامان سے مخالفت نہ اوسکو وفا عہد
ہی کہ روکے اور نہ اوسکو حیا ہی کہ باز رہے اور نہ اوسکو نعمت شاہی کا خیال ہاور نہ حرمت پر نظر اور
فائق میدان بخارا مین پھر آیا کہ پادشاہ کو اس سے خوف پیدا ہوا کہ یہ آسمانی
بلا ہی تو پادشاہ کو لاچار مکان چھوڑنا پڑا اور روپوشی اختیار کی

آنا بغراخانکا بخارا مین اور امیر رضی کا بھاگنا بخارا سے اور پھر آنا امیر کا اوسکے جانیکے بعد

بغراخان بخارا مین چلا آیا اور فائق نے اوسکا استقبال کیا کہ گویا اوسکا خاص یار ہی اور اوسی کے
لوگو مین شمار ہی اور اوسکی رونق کو بڑھاتا ہی اور اوسکے فرمان کا نہایت فرمانبردار کہ گویا اپنے وعدہ
قدیم اور صحبت و اتحاد سابق پر دونو متفق اور بہم ہوے یہان بغراخانکی سلطنت جم گیی
تو فائق نے اوس سے اجازت مانگی کہ مین بلخ کو جاؤن اور تمھاری سلطنت مین اوسکو شامل
کرون اور وہان کے اموال و خزانے بھی لاؤن بغراخان نے اوسکو اجازت دی وہ
یہانسے ترمذ گیا اور ایک انبوہ فوج بلخ بھیجا کہ اوسکا احاطہ کرین اور عامل متعین کیا کہ بندوبست
پرگنون کا کرکے محصل حاصل کرے اور اسوقت امیر رضی نے فرصت پائی اور بھیس بدل کر
دریای آموسے اوتر کر آمل پونچ گیا اور اوس سے پہلے اوسکے چند خواص دربان و غلام حیران
و پریشان ہو چکے تھے ان لوگون نے اپنے پادشاہ کا آنا عید جانا اور ایسی خوشی ہوئی کہ
گویا دوبارہ زندہ ہوے اور یہ سب جمع ہوے اور کچھ سامان اور انبوہ ہوا اور امیر رضی نے
ابو علی بلعمی کو اپنا وزیر معتمد بنایا کہ اسقدر امارت کا بندوبست کرے تو یہ بیچارہ لاچار ہوا کہ نہ عامل

ہین اور نہ مال ہی نہایت تنگ حال ہی اور لوگونکی کثرت ہوتی جاتی ہی اور پہلے عبد اللہ بن عزیز کو
وزارت سے موقوف کر کے خوارزم بھیجا گیا تھا اب پادشاہ نے حکم دیا کہ اوسکو فرمان جاری ہووے
کہ وہ پھر حاضر ہو کر وزارت اور امور مہمات کا بندوبست کرے ابن عزیز نے یہ غنیمت جانا اور
بہت جلد آیا اور خوشنودی پادشاہ مین حیلہ ڈھونڈھنے لگا اور پادشاہ نے شروع فساد اور شورش
اتراک سے بڑی بڑی فرمان عماد الدولہ ابو علی محمد ابن محمد ابن سیمجور پر جاری کرنے شروع کیے کہ وہ حفاظت
ولایت اور کار جنگ اور مدد رسانی مین معتمد ہی اور پادشاہ ابو علی کو یہ لکھتا تھا کہ اہل بغی و فساد پر جہاد
کرنا چاہیے کہ ملک انسے صاف ہووے اور مال بھی اوسکو دیا اور محاصل خراسان جو
اوسنے دبائے تھے سب سے چشم پوشی کی تاکہ ابو علی کچھ خوشنود ہووے اور مدد اور کمک شاہی مین
مصروف ہووے اور ابو علی نے چند ماہ تک وعدے کیے کہ مین فراہمی آمادگی کر کے کوچ
کرونگا اور اتنی مدت مین نیشاپور سے سرخس اور وہانسے مرو گیا اور یہ ابو علی صرف اسکا منتظر تھا
کہ بغراخان اس ملک مین آوے اور مین اوس سے تقسیم کرون کہ جیحون کا ادہر کا ملک تو میرا
اور اودھر کا ملک یعنی ماوراء النہر اونکا ہی اور ابو علی کے ہمراہی اوسکی اس تمنا کو بہت جلد دیتے
تھے اور کہتے تھے کہ اب اسکا وقت آپہنچا اور قریب ہی کہ دولت ہاتھ آوے کیونکہ ہر طرف سے
اور ہر وجہ سے سلطنت مین نقصان اور فتور ہی اور جو کوئی کہ اس سلطنت کی مدد پر تکلیف کریگا
اوسکو بجز خذلان اور رسوائی کے اور کچھ نہوگا کہ اب زمانہ اوسکے ادبار کا ہی اور اوسکی بنیاد مین جو
سست مین جب سلطان نے اسی شرط پر قرار کیا تو لکھا کہ اب پوشیدگی اہل ہوئی اور اب
یہ وقت ہی کہ جو اچھی بات ہی وہ قبول کرو اور اپنے بزرگون کا اقتدار کرو کہ وہ اس سلطنت کے
ساختہ ہین اور باعتبار مدد اور کمک کے اسکے بزرگ ہین اور سوا ہی ہمارے ہمنے سب سے امید قطع
کی ہی اور قبل آنے بغراخان کے بخارا پر پادشاہ نے ابو علی کو بہت خط لکھے اور نہایت فریاد
اور زاری مدد اور کمک کے لیے کی منجملہ انشاء ابو علی دامغانی کے ان خطوط کی ایک فصل ہی
اور وہ یہ فصل ہی سلطنت اپنے ستونکی محتاج ہوتی ہی جب کہ کوئی اوسکی بیخین ہلا دیوے
خدا سے ڈر یہ سلطنت تیرے پاس فریادی آئی ہی تجھ سے پناہ لیتی ہی اس خط کی تاثیر ابو علی مین
اتنی ہوئی کہ جتنی ہوا نرم سے بھاری پتھر کو ہوتی ہو گی کہ نہ اپنی جگہہ سے ہلے اور نہ اوس سے

کچھ چھلے اور نہ وہ مٹے نہ وہ جرے نہ وہ بھٹے اب ابوعلی کو اور بھی ناز ہوا اور زیادت رتبے اور خطاب مین اوسنے بھی پانون پھیلائے کہ جسقدر اسکے باپ اور اور سپہ سالارونکو بھی وہ خطاب اور رتبہ نہوا تھا پھر اسپر بھی راضی نہوا تھا کہ عنوان نامہ پر لقب اور کنیت منسوب بخطاب والا ہووے یعنی عمادالدولہ ابوعلی والی امیر المومنین اور سیب غلام آزاد کردہ دولت سامانیہ کے ہین اب امیر رضی نے یہ بھی قبول کیا اور جو خطاب کہ اوسکی درخواست تھی پورا کیا اور جو درخواست کہ ابوعلی نے بادشاہ سے کی تھی اوسکے نوکر کے پاس تھی اور اوس نوکر کے پاس ایک قاصد ارسطاطالیس لقب فرولش تھا جبکہ بادشاہ آمل شط پر مقیم تھا تو اوس قاصد نے کہا کہ ای امیر بادشاہ آج اگر تجکو خطاب امیر دیوے تو ہو سکتا ہی لیکن کل بھی آنیوالی ہی تو چاہیے کہ ایسا خطاب اختیار کیا جاوے کہ آپ بزیبا ہووے اور تمھارے ذکر مین مناسب ہووے اوس وقت آنکھین رونے لگین اور دل پگھلنے لگے پر اوسکی وہی سنگدلی رہی اور سوای وعدے اور تاخیر کے اور کچھ اوس نے نکیا لیکن اللہ تعالی نے امیر رضی کی ایسی مدد کی کہ مصیبت اوسکی دور ہوئی اور اوسکی ولایت اور اوسکی جگہ پر پھر پونہچا دیا اور امیر رضی کا کام بخیر وخوبی ہو گیا اور غدر والون کو سوای اپنے فعل بد کے اور کچھ میسر نہوا اور اللہ تعالی اپنے بندون پر ظلم نہین کرتا ہی

بغراخان کا نکل جانا بخارا سے اور امیر رضی کا جانا بخارا مین

بغراخان کو بخارا مین ایک مرض لاحق ہوا کہ اوسکو وہان ٹھہرنا دشوار ہو گیا اوس نے وہانسے کوچ کیا اور اوسکے باقیماندہ لشکر کو ساکنان بخارا نے اپنے دیار سے نکال دیا اور غزیہ نے کہ قوم ترک ہی بغراخان کا تعاقب کیا اور بغراخان اپنے مرض کی شدت مین گرتا پڑتا بھاگا چلا جاتا تھا آخر کار مر گیا امیر رضی کو جب یہ خبر پونہچی تو جو لوگ کہ اوسکے ساتھ تھے اونکو لیکر بخارا آن پونہچا اور اوسکے آنے سے اور بخارا پر قرار پذیر ہونے سے لوگ ایسے خوش ہوے جیسے روزہ دار عید کے چاند سے اور اہل قحط بارش سے خوش ہوتے ہین اور بخارا اور سمرقند اور سب اوسکا ملک فساد سے خالی ہو گیا اب ابوعلی کو جو یہ خبر ہوی کہ سب فتنہ جاتا رہا اور جتنی آگ کہ اوس نے لگائی تھی سب بجھ گئی اور یہ جانا تھا کہ یہ امر ایسا ہوگا کہ کسی طور نہ ٹلیگا اور یہ سنگ سخت ایسا ہی کہ کبھی نہ ہلیگا اور سوای اسکے جو شرطین برابری کی کہ آپسمین ٹھہری تھین بغراخان نے اونکی رعایت نکی بلکہ ابوعلی کو اس طور خط لکھا کہ جیسے بادشاہان بخارا اپنے سپہ سالارونکو لکھا کرتے ہین تو باز و اوسکے

ڈھیلے ہوگئے اور رونق اوسکی زائل ہوگئی اور عقل و ہمت اوسکی جاتی رہی کیونکہ یہ سب باتین اوسکی تدبیر کے
خلاف ہوئین اب اوسنے اپنے خیرخواہون سے مشورہ لیا ان سب نے مشورہ دیا کہ اب پادشاہ سے
تقرب کیا جاوے اور نئے سر سے تلطف چاہیے اور ایسا حیلہ کرنا چاہیے کہ جس سے پادشاہ
کی افروختگی مزاج اور تمہارا داغ معصیت دور ہووے اب اوسنے بہت مال و روپیے جمع کیے کہ
پادشاہ کی رضامندی اور میلان طبع ہووے اور فائق کو یہ معلوم ہوا کہ پادشاہ اپنی دارالسلطنت مین
قرار پذیر ہوا ہی اوسکے دل مین آیا کہ اب دارالسلطنت پر زبردستی آبیٹھا اور موافق دستور کے احکام جاری
کرنے لگا اور امیر رضی جیسا ابوعلی سے ناخوش تھا ایسا ہی فائق سے بھی ناخوش تھا کہ ان دونون نے
اوسکی فرمانبرداری اور حاضر دربار ہوے اور جو اونپر فرض تھا اوسکو اونھون نے ترک کیا امیر رضی نے چند
سردار اپنے دربانون اور ڈیوڑھی کے لوگون مین سے فائق پر بھیجے کہ اونھون نے فائق کے ساتھ
ایسی جنگ کی کہ لاشون کا زمین پر فرش ہوگیا فائق وہانسے بھاگا اور خستہ حال اپنی جان بچا کر آمل شط کو
چلا کہ اوسکے بچے کھچے لوگ اوس سے آن ملے لیکن اونکو لیکر ابوعلی کے پاس روانہ ہوا کہ اوسکے زمرے
مین شامل ہووے اور اوسکی پناہ مین داخل ہووے اور اوسکے سایہ اطاعت مین رہے لیکن آرزو کہ ابوعلی
کی واسطے بربادی اور تباہی فائق کے تھے اب بر آئی ابوعلی نے نہایت تعظیم اور تکریم اور بہت عزت اور
خندہ پیشانی اور خوشی خاطر سے اوسکا استقبال کیا فائق نے ظاہر کیا کہ اب پادشاہ کی کچھو پروا
نکرنی چاہیے تو جو کچھ کہ ابوعلی نے پادشاہ کے لیے سامان کیا تھا وہ سب بارادہ مخالفت اور
اظہار تمرد و سرکشی روک لیا فائق اور ابوعلی دونون آپسمین متفق ہوگئے اور خوب صفائی اور عہد ایمان
ہوگیا اور واسطے فراہمی اسباب و سامان کے نیشاپور کو چلے جب پادشاہ رضی دونون سے مایوس
ہوگیا تو یہ فکر کیا کہ اب ایسے شخص سے مدد لیجیے کہ ان دونون سے زیادہ زور آور ہو اور جنگ کی تدبیر سے
خوب واقف ہو تو اوسکے خیال مین آیا کہ ابومنصور سبکتگین بیشک ایسا ہی اور بہت نیک خواہ اور خدا پرست
ہی اور جنگ و جہاد جو کرتا ہی صرف برفع فساد کے لیے کرتا ہی ابونصر احمد ابن محمد فارسی کو جو وکیل سبکتگین
جو امیر رضی کے پاس متعین تھا اوسکے ہاتھ خط دیکر روانہ کیا اور لکھا کہ مین اپنے غلام ابی علی و فائق
کے ہاتھ سے تنگ ہون کہ نہ اونکو حق نعمت ہی اور نہ پاس نمک ہی اب اونھون نے ارادہ مقابلہ
سلطنت کا کیا ہی اور کوئی صورت نجات کی انکے ہاتھ سے سوای تمھاری اعانت اور مدد کے

نہین ہی یہ سب بہت نرمی سے مدد کی درخواست کی اور رفقا اور ہمراہیان سبکتگین کو مال کی طمع
دی سبکتگین نے اُس خط اور قاصد کو نہایت خوشی اور اشتیاق سے قبول کیا اور بہت جلد چلا کہ ماوراالنہر
سے اوترکر امیر رضی سے ملے اور جو اوسکا مقصود ہو وہ سنے اور امیر رضی نے ناحیہ کش پر اوسکے
استقبال کے لیے خیمہ لگایا اور امیر سبکتگین وہان پونہچا اور دونون ملے اور جیسا کہ کچھ اوسکی
اور اوسکے لشکر کی آراستگی اور درستی سنی تھی ویساہی دیکھا اور امیر سبکتگین نے عذر کیا کہ مین بسبب
بڑھاپے کے اپنے مقام فرودگاہ سے موافق رسم و قاعدہ سلاطین کے آداب خدمت بجالانیکے
لیے حاضر نہین ہو سکتا امیر رضی نے جو اوسکی رعایت منظور تھی کہا کہ یہ تکلیف آپکو معاف ہی مگر جبکہ
صف آرائی ہوئی اور لشکر درست ہوے اور سبکتگین کی نظر بادشاہ امیر رضی پر پڑے
اور اوسکا جاہ و جلال اور رعب اور شان سرداری اور شوکت شاہی اوسکے چہرے سے نمایان
دیکھے تو نیچے اوترا اور آداب خدمت باقاعدہ کہ جسکی معافی ہوگئی تھی خود بخود بجالایا اور بادشاہ
رضی نے بھی نہایت عزت سے اوس سے ملاقات کی کہ ایسی مجلس اور ملاقات تعظیم و تکریم کی
سنی نہین گئی اور امیر رضی نے حکم کیا کہ سامان ضیافت کیا جاوے امیر نے کہا کہ جو کچھ انکے
ہمراہیون کے لیے لائق ہووے وہ سب دیا جاوے اور بعد اوسکے بادشاہ نے
کہا کہ اب ابوعلی اور فائق کے مقابلے مین مصروف ہونا چاہیے کہ فساد رفع ہووے امیر سبکتگین نے
بحسن اطاعت اور حسب قدر استطاعت اوسکو قبول کیا اور اجازت مانگی کہ مین اپنے وطن جاؤن
اور وہانسے سب سامان درست کرکے بکوشش کامل اور سامان تازہ کے اس امر پر متوجہ ہونگا
امیر رضی نے اوسکو رخصت کیا اور خلعت فاخرہ اور اموال کثیرہ جو کچھ کہ شایان قدر شاہی تھا
اوسکو عنایت کیا اور دونون اپنے اپنے مکان کو روانہ ہوے اور امیر سبکتگین یہان آکر
سامان اور فوجکی تیاری مین اور تیر اور تلوار کی درستی مین مصروف ہوا اب ابوعلی کو اس تدبیر شاہی کی خبر ہوئی اور سب
اوسکے اسباب اور طریقے تدبیر کے گم ہوگئے اپنے ہمراہیون سے مشورہ شروع کیا کہ اب اس تدبیر بادشاہی کی کیا تدبیر کیجاوے
تو یہ صلاح ٹھہری کہ فخرالدولہ کو اپنی طرف رجوع کیجیے اور اوس سے عہد و پیمان مضبوط کیجیے کہ روز بدبختی اور مصیبت مین کام آوے
اور ابوجعفر ابن ذوالقرنین کو فخرالدولہ کے پاس بہت ہدیہ دیکر بھیجا اور اسی قدر ہدایا اور مال اوسکے وزیر صاحب اسمٰعیل
ابن عباد کے لیے الگ بھیجے کہ وہ انکی مدد پر ساعی رہے اور مجھسے ابوجعفر نے کہا کہ مین

صاحب ابن عباد کے پاس گیا اور تحفہ دیکر اپنے آقا ابو علی کیطرف سے یہ کہا کہ یہ تحفہ حقیر اور کم قیمت
آپ کے لیے لانا ایسا ہی کہ ہجر مین خرما لیجاوین یعنی آپکے یہان ایسے ایسے تحفے بہت اور بیقدر
ہین پر صاحب مذکور نے کہا کہ مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجر مین خرما صرف تبرک کے
لیے لیجاتے ہین نہ تحفے کے لیے یعنی تحفہ جو تم لائے ہو بطور تبرک ہی اوسکی تعظیم اور تکریم واجب ہی
سو صاحب مذکور نے اس کام مین بہت کوشش کی اور دوستی اور الفت طرفین سے خوب مستحکم و
منضبط ہوگئی اور خطوط اتحاد و دوستی کے جاری ہونے لگے اور امیر رضی جب آمل سنظ مین چلا گیا
تھا اوسوقت ماموں ابن محمد حاکم جرجان اور ابو عبد اللہ خوارزم شاہ نے بہت کام تقرب اور خدمت کے
لیے تھے مال اور آدمیون سے جانفشانی خدمت رہے تھے یہ احسان اونکا پادشاہ کو یاد رہا اور چاہا
کہ اونکے حسن خدمت اور حسن طاعت کا بدلا دیوے تو قصبہ نسا ماموں ابن محمد کو اور قصبہ ابی ورد
خوارزم شاہ کو جاگیر دیا اور اونکا عمل اونکو سپرد کر دیا ان دونون نے اپنے اپنے پرگنہ جاگیر کی
درستی اور تدبیر کر لی لیکن چونکہ ابو علی اور ماموں مین دوستی قدیم تھی اس لیے ابو علی نے اوسکو تو قصبہ
نسا پر قبضہ دیا اور خوارزم شاہ کو ابی ورد پر قبضہ نہ دیا کہ اس سے دوستی نتھی اور کہا کہ قصبہ ابی ورد
میرے بھائی ابی ابراہیم کی جاگیر ہی جبتک کہ اسکا بدلا اوسکو نہ ملیگا تب تک کوئی اوسپر قبضہ
نہ کر سکیگا اور ابو علی نے خوارزم شاہ کے ہمراہیون کو اوس سے نکال دیا اور حکم دیا کہ اوسمین
گھسنے نہ پاوین خوارزم شاہ نے اس امر کو اپنے دلمین رکھا اور منتظر فرصت اور وقت کا ہوا کہ
پھر بدلہ لیا جاویگا اسکی شرح ہم آگے بیان کرتے ہین اب موافق وعدے کے امیر سبکتگین خوب
سامان اور مدد لیکر غزنہ سے چلا اور ہندوستان سے جو ہاتھی ہاتھ آئے تھے اونکو آگے
روانہ کیا اور جوزجان پر امیر رضی آپہونچا اور اوسکے والی امیر ابی الحارث فریغونی کے پاس رہا
کہ اتنے مین امیر سبکتگین بھی وہان جا پہونچا اور اوسکے ساتھ شار پادشاہ ملک غور اور اوسکے
صوبہ وغیرہ سرداران بلاد بھی اپنی اپنی فوج لیکر آن جمع ہوے اسقدر انبوہ اکٹھا ہو گیا کہ
راستے پر ہوگئے اور چراگاہ اور پانی کے گھاٹ سوکھ گئے اور ابو علی اور فائق بھی نیشاپور سے
ہرات کو چلے کہ اس جا بے ابو علی کا سپہ سالار اور غلام ایلمنکو نام موجود تھا ابو علی نے ہرات پر خیمے
لگائے کہ دشمنون کو دفع کرے اور یہان سے تیر اندازی کرے اور جو خلقت کہ مرو رود

اور باد عیش بین تھی سب ابو علی کی حفاظت اور احتیاط کے لیے آن موجود ہوئی اور امیر رضی اور سبکتگین بھی جب لشکر لیکر بر پونچے اب ابو علی نے سبکتگین کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ مین اور میرے باپ مین دوستی قدیم اور اختلاط دایمی تھا اب آپ میرے اور پادشاہ رضی کے درمیان وسیلہ ہوکر جو رنک کہماری طرف سے اونکے دلمین ہی دور کرا دیجیے اور اونکی آتش غضب کو بجھا دیجیے کہ پادشاہ اپنا وقار پہر قایم کرے اور بدستور پہر حکومت کرے امیر سبکتگین نے ابو علی کی یہ درخواست قبول کی اور اوسکی درخواست کے موافق صلح کے لیے کوشش کی اور موافق اپنی عادت کے کہ فتنہ وفساد سے بہت ناراض تھا لڑائی موقوف کردی اور امیر رضی سے یہ پیغام صلح مشافہتہ اور تحریرا چند بار کہا کہ اللہ تعالی جیسا عفو اور مغفرت اور احسان اور بخشش کرتا ہی تمکو بھی ایسا ہی لازم ہی کہ معافی اور درگذر اور صلح بہت خوب ہی اور دنیا وعقبی مین نہایت پسند امیر رضی نے باوجودیکہ اوسکا شعلہ غضب بر سر افروختگی تھا اور اوسکو نہایت نفرت تھی یہ صلح اور معافی اس شرط پر قبول کی کہ اپنے عصیان کی سزا مین ایک کروڑ پچاس لاکھ درہم تین قسط کرکے دیوے کہ یہ رسم صلح کی ہی امیر سبکتگین نے یہ صلحنامہ لکھا کہ میرے ہاتھ پر میری کوشش اور تدبیر سے صلح اس طور پر مقرر ہوئی اور ہمراہیان ابو علی نے اس زر تاوان کو اپنے اوپر تقسیم کرلیا جن پر اوسکی مدد واجب تھی اور اونکو غنیمت ہوا کہ ابو علی سلامت رہا مگر ابو علی کے چند جوانون اور نو عمرون کو یہ صلح کہ جسمین مصلحت ساری خلقت کی تھی ناپسند آئی اور چند کردی اور ترک اور چند مفلس تہیدست لشکرگاہ امیر سبکتگین پر چڑھ گئے اور اوسکے غلام کو کہ فیلخانے کا داروغہ تھا پکڑکر مار ڈالا اور جسکو غافل پایا ماردیا اور سوا اسکے یہ ہوا کہ ابو الفضل رازی ابو علی کا پیادہ جو گھاٹ پر متعین تھا دامن کوہ مین امیر سبکتگین کے وکیل سے ملا اور کہا کہ تمھاری سعی بیفائدہ ہی اور تمھارا امیر ایسے امر مین سعی کرتا ہی جو شدنی نہین ہی اور جبتک کہ ہماری آنکھین اپنی سپاہی کی نگہبان ہین اور ہمارے کندھے پر تلے تلوارون کے لیے ہوے ہین ہم اس صلح کے خواہان اور مددگار نہین **شعر**

نہوگا کام یہ ثابت نہوگی صلح یہ قائم	قسم کعبے کی مجکو جب تلک تلوار قائم ہی

اس سب واقعے کی خبر امیر سبکتگین کو پونہچی نہایت غضبناک ہوا ابو علی کی قوم کی بدقبالی سے تعجب کیا اور جنگ پر آمادہ ہوا اللہ تعالی سے اپنی صدق کوشش مین خیر اور برکت مانگی

اور ابوعلی کو لکھا کہ اپنے تیر اور تلوار درست کر رکھیے مین اب آتا ہون کہ سوای تلوار اور کارزار کے اور کچھ کام نہ آویگا اور کوچ کیا اور فرونہ کے میدان مین جا پہنچا بدہ کے دن پندرھوین رمضان سنہ ۳۸۴ ہجری کو اپنا لشکر درست کیا اور داہنے اور بائین صف آرائی کی اور ہاتھیونکی صفین باندھین کہ گویا پہاڑ یا ابر سیاہ معلوم ہوتے تھے اور امیر رضی محمود سبکتگین کے پاس لشکر کے بیچ مین کھڑے ہوے کہ اونکے گرد مردان کارزار اور پہلوانان دلاور موجود تھے مطابق ۹۹۴ع

شعر

ایسے تھے خوفناک کہ ڈرتی تھی موت بھی
ہمت بلند اور بہادر ہین جنگ مین
اب یہ لشکر آگے چلا گویا زمین چلی آتی ہی یا پہاڑ

اوٹھے آتے ہین سارے ملکر ہوگئے آسمان پھٹا جاتا ہی گویا قیامت ہوگئی اور گھوڑون کی ٹاپون سے یہ گرد اوٹھی کہ گویا آفتاب کو گہن ہوگیا اندھیری رات اولٹی آگئی اور ابوعلی نے بھی اسطرح لشکر کی ترتیب دی فائق لشکر کے داہنے طرف اور ابوالقاسم ابن سیمجور اوسکے بائین طرف اور آپ قلب لشکر مین کھڑا ہوا یہ لشکر تلوارون کی چمک سے اور سرخ و سفید ہتھیارونکی رنگت سے لشکر طاؤس معلوم ہوتا تھا اور آفتاب جو روشن ہوا تو آنکھونکو چکاچوندی لگنے لگی اور ایک جہان روشن ہوگیا جب دونون لشکر قریب ہوے تو فائق نے اپنی جمعیت کے ساتھ سلطان کے بائین طرف لشکر پر حملہ کیا کہ اونکو منتشر کردیا اور اونکے قدم اوکھڑ گئے اور پھر ابوالقاسم نے اپنی جمعیت کے ساتھ اپنے مقابلے کے لشکر پر حملہ کیا اور خوب لڑا کہ متفرق کردیا پھر دارا ابن قابوس شمس المعالی ابن وشمگیر نے قلب گاہ لشکر ابوعلی مین سے حملہ کیا اور انکو یہ گمان ہوا کہ یہ شاید اپنے حقوق انعام سابق اور پیمان و عہد کے لیے کوشش کرتا ہی تا شرف خدمت حاصل کرے یہانتک کہ دونون صفون کے درمیان آیا تو اپنی پشت ڈھال سے چھپائی اور امیر رضی سے امان لیکر اوسکے ساتھ ہوگیا ہمراہیان ابوعلی نے جو دیکھا کہ اوسنے نقض عہد کیا اور ابوعلی سے قطع کیا تو اوس سے اولٹے پھرے کہ اور لوگ بھی ایسا نہ کرین اب محمود نے ایسا لشکر لیا کہ زمین پر بھی بھاری ہووے اور ابوعلی کے قلب لشکر پر حملہ کیا اور ایک غبار اوٹھا کہ آسمان چھپ گیا اور ابوعلی والونمین کوئی نہ ٹھہر سکا کہ لڑے یا دفعہ کرے بلکہ سب ایسے بکھر گئے کہ جیسے لڑی ٹوٹ کر دانے بکھر جاتے ہین اور ایسی ہزیمت ہوئی کہ سب ہتھیار نیزے تیر تلوار اولٹے اور اوندھے ہوگئے اور ٹیلے اور جنگل اور گھاٹیان سب اونسے بھر گئے پھر میر محمود نے ایک حملہ اور کیا کہ گھوڑیون کو چیرتا تھا اور جانون کو زہر ہلاہل دیتا تھا یہانتک کہ کوئی بھی

نہ بچا سوای اوسکے کہ بھاگ نکلا کمر سے ہتھیار جوشن زرہ کھولدیے اور امیر کے لشکر کو وہ مال ہاتھ لگا کہ اگر اسقدر نہ دیتے تو مقدار سلح اداہو کر بہت بچ رہتا اور اونکی آبرو اور جانین بچ جاتین اور یہ جنگ بھی ہوتی اب ابو علی بھاگا اور نیشاپور پونچا اور لشکر ہزیمت خوردہ بھی اوس سے جا ملا اور وہان جا کر اپنا سامان اور شکستہ حالی درست کی کہ آگے کا سفر کرے کہ کوئی اہل فوج یہان تک آجاوے اور پھر لڑائی شروع ہووے اب امیر رضی اور امیر سبکتگین اور امیر محمود نے ہرات پر خیمے ڈالے کہ کچھ آرام لیا اور ہرات کا مال فراہم کیا اور امیر رضی نے امیر سبکتگین کو تو ناصر الدین والملۃ اور اوسکے وارث محمود کو سیف الدولہ لقب دیا اور سپہ سالار بجای ابو علی کے کیا اب سیف الدولہ ایک لشکر لیکر نیشاپور چلا اور لوگون کے دل اوسکی ہیبت سے اور دشمنون کے دل اندوہ سے بھر گئے اور اس عالم مین ابو الفتح بستی نے یہ شعر کہے ہین شعر اول شعر

کہ سیف الدولہ نے ایسا کیا نظم
کہ سارے کام فارغ نظم سے ہین

اب اوسکا ذکر بلقب سیف الدولہ ہوگا جبتک کہ اوسکا استحقاق ثابت ہو کر اوسکو سلطنت ملے اور لقب یمین مشہور ہووے اس واقعے مین ابو عامر تجدی نے یہ شعر کہا ہی شعر

حوادث کو ہو جھپ جائین ناکام
کہ سیف الدولہ نے رتبہ لیا پاک

اب یہ سب نیشاپور پر چلے اور ابو علی وہان سے بھاگا کہ جرجان پونچا اور وہان ٹھہر کر بہ بنار وعدہ مددگاری کہ فخر الدولہ نے کیا تھا اوسکو اپنا حال لکھا کہ مین بیقرار ہو کر تمھاری ولایت مین آیا ہون اور سوای تمھاری مملکت کے اور سب سے انقطاع کیا ہی اور ابو نصر حاجب کو بھیجا کہ سارا حال بیان کر کے درخواست کرے کہ بذات خود مدد کرے اور مال سے بھی مدد دیوے فخر الدولہ نے اپنے وزیر صاحب کو حکم دیا کہ جو ہمنے وعدہ کیا تھا اور جسقدر مال کہ ہمنے اوسکے لیے جمع کیا تھا وہ ہر فور ابو علی کے وکیل کو دیتا رہے اور دو لاکھ درہم آمدنی خراسان سے اوسکے لشکر کے لیے بھیجے اور ابو علی اور فائق آخر موسم سرما تک اوس سرزمین مین رہنے اور جسوقت امیر سبکتگین اور سیف الدولہ نیشاپور گئے تو امیر رضی کو یہ ڈر ہوا کہ یہ دونو ابن عزیز کے درپے ایذا رسانی کے ہین تو امیر رضی اوسکو طوس لیگیا کیونکہ ابن عزیز نے امیر رضی کے ذہن نشین کیا تھا کہ مینے جو آپکو نصیحت کی ہی کہ ان دونون سے مناقشہ نکیجیے اس لیے یہ مجھپر ایذا رسانی کا وقت دیکھتے ہین سیف الدولہ محمود اس امر سے برات کے لیے اور اپنی اطاعت جتلانے کے لیے روانہ ہوا اور عبد اللہ کو جو اس تہمت اور

ہیبلخوری سے اپنی جانکا ڈر ہوا تو رات کے وقت بھاگ گیا اور امیر رضی نہایت اقبال اور مہربانی سے سیف الدولہ کے خیمے مین آکر اوس سے ملا اور نہایت خوشی اور خوبی کے ساتھ اوسکو واپس رخصت کیا اور خود مرو کو چلا کہ ابن عزیز کو ساتھ لیوے اور وہانسے بخارا آنکر اپنے تخت پر جلوس کیا اور امیر سبکتگین اور محمود سیف الدولہ نے نیشاپور مین عدل گستری اور امان بخشی کی اور وہ رسوم خوفناک کہ پہلے سے جاری تھین سبکو ڈھونڈھ ڈھونڈھکر موقوف کیا اور مصلحت عام کے درپے ہوے لوگونکے دل خوش ہوے اور سب کام درست ہوگئے اور رستون مین امن ہوگیا اور قافلہ اور رفقا آنے جانے لگے اب امیر سبکتگین ہرات گیا کہ وہانکے رسوم دیکھے اور سیف الدولہ بعہدہ سپہ سالاری اور سرداری کے نیشاپور مین رہا اور ابو علی منتظر تھا کہ ری سے مال آوے تو اپنا حال اور اپنا لشکر درست کرے سو ابو نصر دربان نے اوسکو لکھا کہ مین نے سب حال اور پیغام فخر الدولہ کو خوب کہہ سنایا مگر جواب فخر الدولہ یہہ ہی کہ مثل پادشاہون کی مثل بڑے دریاؤنکے ہی کہ اوسکے پانی موج مارتے ہین اونکی نہرین خوب جاری ہین لوگ اونکی کثرت پانی کی اور اونکی موجونکی دیکھتے ہین پر اونکو خبر نہین غافل ہین کہ کتنی نہرین ہمسے جدا ہوتی ہین اور کس قدر نالے ہمسے نکلتے ہین اور اگر ہمکو آمدنی خراسان پر قدرت ہوتی تو اوسکو بیشک ہم اپنی ولایت مین ملا لیتے کہ ناف زمین اور خلاصۂ اقالیم ہی مگر ہمنے جو کچھ کہ میسر ہوا اپرو انکی اور عذر ظاہری نہین ہوسکتا ہی ابو علی اس جواب سے پریشان ہوا اور فائق اور اپنے سب سرداران فوج سے صلاح لی کہ اب کیا تدبیر ہی اب ان سبکی راے مین اختلاف ہوا کسی کی یہہ راے ہوی کہ جرجان مین ٹھیرین اور بنام امیر رضی کے خطبہ پڑھین اور فخر الدولہ کے آدمی جرجان سے نکال دین اور امیر رضی کو ایک عرضی بمضمون اطاعت اور ذمہ داری خراج رسانی کے لکھی جاوے کیونکہ اس ولایت کی طلب مین بڑے بڑے پادشاہ عاجز ہوگئے ہین باوجودیکہ جان و مال بہت خرچ کیا اور اب جرجان امیر رضی کو مفت اور بے کھٹکے ہاتھ لگ جاویگا اور نقد مال کو بیچنا بعوض مال گم شدہ کے محال ہی اور نقد کو بعوض قرضہ کے چھوڑنا بیعقلی ہی اور فائق نے یہہ مشورہ دیا کہ سیف الدولہ محمود کی جمعیت اوس سے جدا ہی اور اوسکا باپ بھی یہان نہین ہی اور آب و ہوا جرجان کی اوسکے لشکر کو بہت مضر ہی اور اوسکی گرمی سے بھی اونکو تکلیف ہی تو یہہ فرصت کا وقت ہی سیف الدولہ سے لڑنا چاہیے سب لوگ اسپر متفق ہوگئے اس لیے کہ سبکو اشتیاق اپنے وطن کا ہی اور ابو علی کو بھی سب نے تنگ کیا کہ اونکی مدد کرے اتنے مین خبر آئی کہ صاحب ابن

عباد وزیر فخر الدولہ مرگیا اور چونکہ یہ وزیر ابو علی کا مددگار تھا اور ہر وقت فخر الدولہ کو اسکی مدد اور حمایت پر آمادہ کرتا تھا تو اب ابو علی کو اپنا یہان ٹھہرنا دشوار ہوا اور بہت جلدی کی کہ یہاں سے چلے اور انتقام لیوے اور شاعرون نے صاحب ابن عباد کے مرثیے بہت کہے ہین اور ابو سعید رستمی اصفہانی کا یہ شعر اول ہی شعر

بزرگی کی تمنا بعد صاحب		کسیکو ہوگی یہ ممکن نہین ہی	

اور غرہ ربیع الاول ۳۸۵ ہجری کو ابو علی جرجان سے سمت جوین کو چلا اور فائق سمت سفراین کو مطابق ۹۹۵ء
پہلے اوس سے چلا کہ جب نیشاپور سے قریب ہوے تو راستہ کترا کے فائق ابو علی سے آن ملا وہ دونون آمادہ جنگ ہوکر سیف الدولہ پر چلے سیف الدولہ کو جو خبر ہوئی تو اوس نے امیر سبکتگین کو لکھا اور کچھ فوج لیکر شہر کے باہر آیا اور بانتظار مدد خیمہ لگایا لیکن فائق اور ابو علی نے کچھ انتظار کرنے نہ دیا کہ لڑائی شروع کر دی سیف الدولہ نے بھی ایسی لڑائی کی کہ خوب آتش جنگ بھڑکی اور بذات خود مصروف رہا اور طلوع شمس سے غروب تک جنگ رہی یہین خون سے سرخ ہوگئی اور ہاتھیون کے پیرون تلے بہت لوگ روندے گئے کہ وہ جنگ کے گویا ارکان تھے پہلے تو ابو علی کے لشکر نے ارادہ بھاگنے کا کیا پھر اور پکارے کہ اب وقت خلاصی نہین ہی پھر ایک سخت حملہ ہوا اور سیف الدولہ اپنا لشکر لیکر فرودگاہ پدر پر اندھیری رات کو چلا آیا کہ پھر بروز مراجعت لڑائی ہوگی اور انتقام لیا جاویگا اور اونکو اونکی تقدیر پر چھوڑا یہان سیف الدولہ محمود کو شکست ہوئی اگرچہ مورخ حرفون کو دبا گیا اور بہت اسباب اور سامان کہ جنکا لیجانا دشوار ہوا اور بڑے بڑے ہاتھی سیف الدولہ محمود سے یہان رہ گئے اور مردان ہندوستان اور بہت لشکری لوگ اوسکی صحبت اور خدمت سے جدا ہوگئے اب ابو علی کو اس حال سے اپنے استقلال اور حال قدیم کی طمع ہوئی لیکن اللہ تعالی نے یہ واقعہ اوسکے استیصال اور تباہی کا سبب کیا جب ابو علی نیشاپور پونہچا تو مشورہ یہ ہوا کہ سیف الدولہ اور امیر سبکتگین کا تعاقب کرے اور اونکو سامان کے درست کرنیکی فرصت نہ دے اور قوت اور مدد حاصل کرنیکی مہلت نہ دے اب ابو علی یہان تباہ حال اور حیران اور پریشان بیٹھا نہ کچھ تاب و توانائی اور نہ کچھ عقل و دانائی اور تہیدست مفلس اس خوف سے کہ اوسکا لشکر اوسکو چھوڑ دیگا یہ بہانہ شروع کیا کہ اونکو قتال اور جنگ کا پیغام دیتا رہے اور بخلاف الخط لکھنے شروع کیے کہ میرا قصور معاف ہووے اور توبہ اور عذر قبول ہووے اور ایک خط امیر سبکتگین کو لکھا جیسا کوئی سست نہایت غمگین اوسکا ہاتھ اور زبان پر کچھ قابو نہین ہی بے مرضی میری اور بے امتزاج کے فائق اور اوسکے لشکر نے امیر سیف الدولہ سے لڑائی کی کہ جسمین سیف الدولہ کو

سخت ہزیمت ہوئی اور اگر یمین اپنی مراد کے لیے کچھ بھی راہ پاتا اپنی پسند اور خواہش کے موافق آرام گاہ ملتا تو ہرگز نہ جاتے جی خراسان کو نہ آتا اور یہ خط اس لیے لکھا کہ سبکتگین کی کدورت اور ناخوشی خاطر کا دفعیہ ہووے اور یہ بھی درخواست کی کہ مجھ سے درگذر کریں اور امیر رضی سے بھی قصور معاف کروا دیں اور اس تحریر سے اوسکی حقیقت کھل گئی کہ اب اوسمین کچھ قوت نہین رہی خوب شکار ہو سکتا ہے اور امیر سبکتگین نے اپنے دیار اور اطراف مملکت مین فرمان جاری کیے اور سب لشکر اور سردارونکو طلب کیا اور ابو نصر بن ابی زید کو والی سجستان خلف ابن احمد کے بلانے کو بھیجا اور ابی الحارث فریغونی والی جوزجان کو بھی بلایا اور بادشاہ امیر رضی کو بھی اپنی آمادگی کی خبر دی سو وہانسے سپہ سالاران نواح خراسان پر فرمان جاری ہوے کہ امیر سبکتگین کے پاس حاضر ہون اور سب طرف سے مدد آنے لگی اب اسقدر فوج امیر سبکتگین کے پاس اکٹھی ہو گئی کہ اگر ہوا مین اڑین تو سب پرند اوتر آوین اونکے لیے وہان جگہ نرہے اور اگر دریا پر اوترین تو اوسکی تہ نکل آوے اب امیر سبکتگین اپنا بدلا لینے چلا گویا ایک اندھیری رات چلی آتی ہے یا ایک رو ہے کہ سب راستے گھر گئے ہین اور فائق نے طوس مین جا کر امیر سبکتگین کے پاس منافقانہ خط بھیجنے شروع کیے کہ مین صلح کر کے حاضر ہونا چاہتا ہون اور ایسے ہی جواب نفاق آمیز امیر نے بھی شروع کیے اور تارودکا امیرک طوسی بھی مثل ابو علی کے متردد تھا کہ اب اطاعت کرے یا مخالفت کرے اب ابو علی نے ابو القاسم فقیہ کو فائق اور امیرک کے پاس بھیجا کہ اونکو ہمسے مائل کرے اور اور طرف جھکنے سے روکے سو یہ اونکے پاس گیا اور اون دونون سے عہد و پیمان ابو علی کی اطاعت پر لیے اور ابو القاسم نے ابو علی کو بلایا کہ یہان جلد آوے تا اون دونونکو اپنے ساتھ شامل کرے ابو علی چلا اور اون دونون سے طابران پر ملا اور صاف دل ہوکر اتفاق کیا اور اندرخ کو خیمہ گاہ پسند کیا اور خیمہ ڈالا باوجودیکہ ابو القاسم برادر ابو علی ہر طرح اپنے بھائی کی خدمت مین حاضر تھا اور محبت اور وفاداری مین مستعد لیکن ابو علی نے ہرات اور اوسکے پرگنے کو ابو القاسم سے لیکر اپنے غلام ایلمنکو کو دیدیے اس لیے ابو القاسم اوسکا بھائی اپنے کاروبار ضروری کا بہانہ کر کے بیٹھ رہا باوجودیکہ ابو علی کو نیشاپور سے چلتے وقت اوسکی مددگاری کی بہت حاجت تھی اور چلتے وقت انتظار کیا جب وقت چلنے کا ختم ہوا تو اوسکے آنے سے مایوس ہو گیا اور اوس سے اور بھی اوسکی رسوائی اور تباہی زیادہ ہوئی امیر سبکتگین نے بمقابلہ ابو علی پندرھوین تاریخ جمادی الثانی روز شنبہ ۳۸۴ سنہ ہجری کو مطابق سنہ ۹۹۵ع

اپنا لشکر بھیجا سوارون اور پیادون نے لڑنا شروع کیا یہانتک کہ سارا دن گذر گیا ابو علی نے اپنے
سرداروں سے درباب پیدرپی کرنے لڑائی کے مشورہ کیا تو امیرک طوسی اور اور اہل عقل نے یہ صلاح دی
کہ درہ کوہ پر پناہ لین کہ بمقابلہ امیر سبکتگین کے ہمکو مدد ملیگی کیونکہ وہ بلند اور رکاؤ کی جگہ ہی اور وہان پانی اور
گھانس اور چارہ بہت ہی اور مردان طوس کو امیر پر برانگیختہ کرتے جاوین کہ لڑائی بہت دراز ہووے اور
شبخون اور غارت اور فساد جاری کرین یہانتک کہ امیر کو بددلی و ملالت ہو جاوے اور اوسکی فوج
اوس سے جدا ہو جاوے اوسوقت خوب دانائی اور قوت اور استحکام کے ساتھ اوس سے لڑینگے اوسکے
نوجوان لوگون نے سنکر یہ غوغا کیا کہ ہمکو کیا ضرور ہی کہ اورون سے مدد مانگین اور دفع الوقتی کرین اور لوگ
کیا یہ نجانینگے کہ ہم جنگ سے باز رہے صرف ایام گزاری کرتے ہین اور لڑائی سے تھک گئے ہم بیشک اونکو
پیالہ موت کا پلائینگے سو وہ تدبیر جاتی رہی اور تابع یعنی فوج گویا حاکم ہوگئی اور حاکم مامور اور تابع اب صبح کیوقت
دونون لشکر مقابل ہوئے اور آمادہ بجنگ اپنی اپنی صف آرائی کی کہ اونمین ہزارون آدمی نیزہ و شمشیر سے
آراستہ تھے اور امیر نے اپنا لشکر اپنے ہاتھیونکے ساتھ آراستہ کیا اب دونون فوجین قریب ہوئین اور
ابوعلی کی داہنی فوج کو کسی کا ڈر نتھا مگر اوس غبار کا ڈر ہوا کہ اونکے داہنے طرف سے گانون سے اوٹھا تو
معلوم ہوا کہ وہ امیر سیف الدولہ ہی اور اوسکا لشکر گویا دریا ہی یا اندھیری رات ہی اونکے قدم لڑکھڑا گئے اور
عقل گم ہوگئی اور یہ گمان ہوا کہ قلب لشکر ابوعلی نے امیر کے قلب لشکر پر حملہ کیا تو اونھون نے گویا اوسکی مدد کی
کہ ہمین سیف الدولہ کے حملے سے بچ گئے اور امیر کے صف بندیکو متفرق کیا اور اونکو جگہ سے ہٹا دیا
امیر سبکتگین اپنے خواص غلامونکے ساتھ کھڑے رہ گئے اور اونکے حملے کو دفع کیا کہ وہ اولٹے ہٹے
اور پیچھے سے سیف الدولہ آگیا سو گھر سے رہ گئے اور دونون طرف سے تلوار پڑنے لگی اب ایک غبار
اوٹھا کہ سب مشتبہ ہوگئے اور سوای آواز تلوار کے اور کچھ نہین سنائی دیتا تھا اور ہاتھی سوارون کو اپنی
سونڈو مین لپیٹکر گھوڑون سے اوٹھا لیتے تھے اور قاتل کو مقتول سے ملا دیتے تھے اور سیف الدولہ
نے اوسسے لڑنے اور بدلہ لینے اور شمشیرزنی مین ایسی کوشش کی کہ اگر رستم اپنے زمانے مین سنتا تو
بیشک اوسکی ستایش کرتا اور اوس سے طریقہ شمشیرزنی اور نیزہ بازی کا سیکھتا اور محصورین مین اگر کچھ جان
باقی تھی تو گرد و غبار سے اور رہی سہی بھی جاتی رہی جب غبار ہٹا تو مقتول غبار آلودہ اور مجروح میدان
مین بچھڑے ہوئے اور باقی قید جنگگاہ مین دیکھے اور اونکے پیچھے سیف الدولہ نے گھوڑا دوڑایا اور

جو لوگ کہ درہ کوہ مین بچ سکے اور راستے گم ہو گئے اونکو پکڑ لیا یہ لوگ ابو علی ابن بغرا اور بکتگین فرغانی
اور ارسلان بیگ اور ابو علی ابن نوشتگین اور اماسار ابن سجان اور جیلی اور لشکرستان ابن ابی جعفر دیلمی تھے
کہ یہ سب سردار اور مددگار اور آبرو ابو علی کی فوج کے تھے اور ابو علی ان گھاٹیون اور پہاڑون مین گھس گیا
یہانتک کہ قلعہ کلات پر پہونچ گیا کہ اوس پر جاتے ہوے ہوا کے گھوڑے کے بھی سم گھس جاتے ہین اور
گھاٹیون اور چوٹیون پر نظر چڑھتے ہوے پھسلتی ہے اور پھر امیرک طوسی بھی آیا اب معلوم ہوا کہ اسقدر سب
آگے پیچھے آتے اور لٹتے جمع ہوے اور اسقدر متفرق ہین اور جو ہاتھی کہ نیشاپور مین ابو علی کے ہاتھ
آئے تھے اونکو اپنی عیال و اتباع کے ساتھ بھیجدیا تھا ابو علی ابن بغرا وغیرہ سب قیدیون نے ابو علی کو لکھا
کہ ہمکو امیر سبکتگین نے بلایا اور آرزومند کیا اور انعام اور بخشش کی اور فرمایا کہ اگر ہاتھی واپس آجاوینگے
تو تمہاری رہائی ہوجاویگی اور درخواست کی کہ ہاتھی بھیجدے تاکہ ہم چھوٹین امیر ابو علی نے امیرک کو حکم دیا
کہ ہاتھی واپس کردین اور ابو علی اور فائق دونون جنگل مین گئے کہ اس تنگ جگہ سے نکلین اور امیرک نے
ہاتھی امیر کے پاس بھیجدیے اور لکھا کہ یہ کام خاص مینے کیا ہے تاکہ مجھے اوسکا رتبہ ہووے اور ابو علی کا
کچھ خیال نہووے اور ابو علی اور فائق دونون ابی ورد ہو کر قصبہ نسا کو چلے اور فائق کو جو ایک کام پیش ہوا
تو ابو علی کو چھوڑ کر اور اپنے غلام لیکر سرخس چلا گیا جب ابو علی کو یہ خبر ہوئی تو فائق کو کہلا بھیجا کہ مین تمکو
کسی حالت مین نچھوڑونگا خوشی ہو یا غم تنگی ہو یا فراغت سختی ہو یا نرمی اور یہ طریق ابتدا مین تو ہمکو بہتر
معلوم ہوا تھا اب تمکو کچھ اور تدبیر سوجھی ہین تمہاری رای کا تابع ہون دیکھو مین تمہارے پیچھے آتا ہون
اور چلا کہ اوس سے جا ملا اور سرخس گئے اور وہانسے مرو گئے جب امیر سبکتگین کو خبر ملی کہ یہ دونون ابو علی اور
فائق ابی ورد سے مڑ گئے انکے پیچھے اوٹھا اور امیر سیف الدولہ کو علاقہ نیشاپور پر چھوڑا اور اوسکا ذمہ کیا
کہ ابو علی اور فائق کی خبر لیتا رہے ابو علی اور فائق اپنا کام مرو مین جب کر چکے تو آمل شط کے جنگل مین نکلے
کہ یہان کوئی نہ آسکے کا کیونکہ مسافت بہت سخت ہے اور راستے بند ہین اور چشمے خشک ہوے ہین اور
سیمن قرار پذیر ہوے اور ابو علی نے اپنے وزیر ابو الحسین محمد بن کثیر کو اور فائق نے اپنے وزیر
عبدالرحمن ابن احمد فقیہ کو بخارا بھیجا کہ امیر رضی سے عفو قصور کرادین اور اوسکی رضا جوئی کرین اور اوسکے
غلامون اور اولیاء سلطنت کی خوشامد کرین سو ابو الحسین ابن کثیر کو اچھی طرح واپس بھیجدیا گیا
اور ابو علی کو لکھا گیا کہ امیدوار و آرزومند رہے اور جرجان مین جا کر ٹھہرے جبتک کہ اوسکے باب مین

تدبیر مناسب کیجاوے اور عبدالرحمن ابن احمد کو حکم ہوا کہ قید کیا جاوے سو جیسے اور قید تھے وہ بھی قید کیا گیا اور بنام والی جرجان مامون ابن محمد حکم صادر ہوا کہ کسی منشی کو پہلے بھیجدے کہ ابوعلی کا حال بیان کرے اور جو کچھ اوسکے حق مین تدبیر ہوئی ہے اوسکا ذکر کرے فائق کو غصہ آیا کہ اوسکا قاصد پکڑا گیا اور ارادہ کیا کہ ماوراء النہر یعنی جیحون سے اوترکر ایلک خان کے پاس اپنی فریاد لیکر جاوے اور اپنی مصیبت اوس سے مدد مانگے اور ابوعلی کو بھی مشورہ دیا کہ میری مدد کرے اور اس امر مین شامل ہے اس حکم سے کہ ابوعلی جرجان مین جبتک ٹھہرے کہ اوسکے لیے تدبیر مناسب ہووے یہ مقصود تھا کہ ابوعلی اور فائق مین تفرقہ ہووے کہ ایک دوسرے کا مددگار نرہے اور جو امر کہ اونھون نے بمخالفت سلطنت اپنے اختیار یا بے اختیاری سے کیا ہے نہ قابل چشم پوشی ہے اور نہ قابل فراموشی پھر ابوعلی نے فائق سے جدائی اختیار کی اور منجملہ اسرار الٰہی کے ہے کہ یہ جدائی رسی کٹنے کا باعث اور کجاوہ گرنیکا سبب ہے شعر

خدا جسکو گرائے کون اوٹھائے		خدا جو بات چاہے کون ٹالے	

فائق تو نہر کے اوس جانب عبور کرگیا کہ ایلک خان کے پاس پونچکر مدد لیوے اور اوسکے پیچھے بکتوزون حاجب چلا اور حلہ ودنشف دونونکی لڑائی ہوئی اور کچھ لڑ بھڑ کے اپنی اپنی راہ لی ایلک خان نے فائق کا استقبال نہایت اچھی طرح کیا اور خوب سامان سے اوسکی مہمانی کی اور اوسکی وفاء امید کا ذمہ لیا اور اوسکے علاقے پر عمل دلانیکا اقرار کیا مگر ابوعلی نے پھر خطا کی اور توفیق سے محروم ہوا اپنے گناہونکا بوجھ سر پر رکھکر چلا اوسکی آنکھونمین حیرانی اور پشیمانی کا سرمہ لگایا گیا اور تقدیر سے راستہ اوسپر گم ہوگیا جیسے رتوندیا اونٹ چلتا ہے کسی شاعر نے یہ شعر ابو محمد حنفی کے لاکر میرے روبرو پڑھے شعر اوّل شعر

خدا کا جو ہے حکم کرتے ہین وہ		اگرچہ وہ دانا ہی تدبیر ہون	

اب ابوعلی جانب جرجان موضع ہزار آسیب پر پونچا کہ یہ جانب غرب مقابل خوارزم ہے تو خوارزمشاہ نے اپنے آدمی کو حکم دیا کہ اوسکی دعوت کرے اور عذر پیش کرے اور وعدہ کیا کہ کل ہم خود دریا پار آکر آپ سے ملاقات کرینگے اور حق مہمانی ادا کرینگے اور قریب دو ہزار اوباش بدمعاش اپنے لشکر مین سے جنگل مین چھپا دیے کہ تاریکی شب مین اوسکو مار ڈالین اور ابوعلی خوش نامی نے کہ ابوعلی کا معتمد تھا اور اوسکو خوارزمشاہ کے پاس قاصد بھیجا تھا مجھسے کہا کہ خوارزمشاہ نے ابن معتز کے چند شعر پڑھے کہ ابوعلی کے پاس بطور نصیحت کے پونچا وے مین یہ اشعار

ابوعلی کے پاس لایا اور ظاہر مین ان دونون مین ابھی تک کچھ رنجش نہ تھی ابوعلی نے یہ اشعار پڑھے اور
شکریہ ادا کیا اور یہ بھول گیا کہ مجھ سے اوسکو کبھی رنج ہوا تھا اور یہ اشعار اوسکے لیے کنایہ اور اشارہ ہین اور
اوس راتکو کچھ حفاظت اور نگہبانی نہ کی اور اوسکے ہمراہی سب غافل ہوگئے اور خوب سوئے یکایک
آواز طبل اور گھوڑونکی ہنہنانے کا شور اوٹھا اور جس مکان مین کہ ابوعلی فروکش تھا اوسکو گھیرا اور کہا
کہ نیچے اوتر آوے تاکہ ہماری خواہش بر آوے کہ اوسکو قتل کرین اب ابوعلی کے غلامون نے اونکا مقابلہ
کیا پھر ابوعلی خود آیا اور سردار فوج سے پوچھا کہ تو کیون آیا ہی اور کیون لڑتا ہی تو اوسنے کہا کہ خوارزم شاہ
نے تمکو بلایا ہی اوسکے پاس چلو کہ ہمین رفع فساد منظور ہی اور آپ بکار خود نہایت ہوشیار ہین ابوعلی
فوراً نیچے چلا آیا اور سردار مذکور کو اپنے پیچھے سوار کیا اور نہر سے اوترکر خوارزم شاہ کے پاس چلے
ہفتے کے فجر غرۂ رمضان ۵۹۰ سنہ ہجری کو خوارزم شاہ کا حکم آیا کہ ابوعلی کو قید کرو اور اوسکے ہمراہی مطابق ۱۱۹۵ء
اور سردارونکو تلاش کرو تو جو ہاتھ آئے اونکو پکڑ لیا اور ملینکو اوسکا سپہ سالار اپنے ہمراہیونکے ساتھ جرجان
بھاگ گیا اور منادی کی گئی جو کوئی سوار یا سردار یا پیادہ آج بمقام ہزار اسپ ٹھہریگا وہ قتل کیا جاویگا
سو سب بھاگ گئے اور پریشان ہوگئے جیسے ملک سبا کے لوگ تتر بتر ہوگئے تھے یا جیسے شعار و امثال کو
انتشار ہوجاتا ہی اور باقی بہت ذلت اور خواری کے ساتھ قید ہوگئے یہانتک کہ اللہ تعالی نے
بذریعہ مامون ابن محمد والی جرجان کے انکی رہائی کرائی اسکا قصہ یہ ہی کہ جب ابوعلی کے قید ہونیکی
خبر مامون ابن محمد کو ہوئی نہایت بیقرار ہوا اور بہت آتش غضب بھڑکی اور ساری رات تڑپتے اور
اور ستارہ گنتے گزاری اور تدبیر معقول کرکے ایسا لشکر جرار خوارزم شاہ پر بھیجا کہ کار دشوار اونپر آسان تھا
اور خوف و دہشت کی جگہ بے دھڑک چلے جاتے اور پہاڑون پر صاف چڑھ جاتے اور جو
وہان محفوظ ہوتے اونکو اوتار لاتے اور ملینکو غلام ابوعلی بھی اپنے چند خواص لیے ہوئے بدلہ
لینے کے لیے اونکے ساتھ ہولیا دریای جیحون سے اوترکر کات دار الحکومت خوارزم شاہ کو گھیر لیا
اور ہر طرف سے جنگ شروع کی یہانتک کہ ایک ایک کو شہر سے باہر لائے اور قید کیا اور خوارزم شاہ
کے گھر مین گھسکر اوسکی مشکین باندھ لین اور ابوعلی کو قید سے چھوڑایا اور کیا جلد بدلا لیا گیا کہ اسیر ہوگیا او
اسیر ہوگیا یہ سب باتین خدا تعالی کو آسان ہین ابوعلی کو نہایت عزت اور شوکت سے اور خوارزم شاہ کو
نہایت ذلت اور رسوائی سے خالی پالان پر سوار کرکے جرجان لیچلے اور مامون بن محمد نے

استقبال کیا اور ابو علی کی بہت عزت اور تعظیم کی اور خوارزم شاہ کی بہت ذلت اور خواری کہ کہی نہین ہو سکتی
اور ابو علی کی تعظیم کی کہ اوسکو آدھا مال اپنا تقسیم کردیا اور اوسکے سب آدمیونکو انعام دیا کہ اونکا حال درست
ہوگیا اور اونکے لیے سامان ضیافت نہایت آراستگی کے ساتھ کیا گویا صنعا کے کاریگرون نے یہ
دستی کی ہی اور اصرار کیا گیا کہ شراب پیوے کیونکہ ابو علی نے بہت دن سے شراب چھوڑ رکھی تھی لیکن
اسوقت مامون ابن محمد کی خاطر سے پی اب یہ ہوا کہ خوارزم شاہ بلایا گیا وہ اسی حالت قید مین آیا اور
جو کچھ کہ اوس سے پوچھا گیا کچھ جواب ندیا بجز اسکے کہ سر جھکائے زمین کو دیکھتا تھا خلاصہ یہ حکم ہوا کہ گردن
ماراجاوے زمین پر لٹاکر قتل کیا گیا اور خوارزم اب خاص مامون ابن محمد کے قبضے مین آگیا
اور اپنا معتمد بھیجا کہ وہانکا بندوبست کرے اور خطبہ بنام مامون کے پڑھے اور سب اموال اور محاصل وہانسے
لاکر حاضر کرے اور مامون نے پے در پے خطوط درباب سفارش اور عفو قصور ابو علی کے امیر رضی کو
بھیجنے شروع کیے اور درخواست کی کہ دلجوئی ابو علی کی کیجاوے کہ اوسکو جو پادشاہ کیطرف سے
ایک خوف ہی وہ رفع ہووے اور اوسکی حالت شکستہ درست کیجاوے وہانسے ان دونون کے
نام حکم آیا کہ ابو علی یہان آجاوے اور جو آرزو کہ رکھتا ہی پوری ہوگی اور ابو علی بخارا کو چلا اور اوسکو
اپنے افعال کا خیال بالکل نہ رہا تاکہ اپنی سزا کو پہنچے اور جو حکم خدا ہی وہ پورا ہووے جب بخارا
آیا تو وزیر عبداللہ بن عزیز نے اوسکا استقبال کیا اور بہت سے سردارون اور امیرون نے
آنکر تہنیت اور مبارکباد دی اور اونکے ساتھ چلا کہ ڈیوڑھی پر پہنچا اب اوترکر زمین بوسی کرنی
شروع کی یہانتک کہ ڈیوڑھی بارگاہ پر آیا اور پردہ اوٹھایا گیا آگے آگے اوسکے دربان چلتا تھا
یہانتک کہ امیر رضی کے سامنے آیا اور آداب خدمت بجالایا اور ذلت کفران نعمت کی اب خوب
اوٹھائی اور اوسکے پیچھے اوسکا غلام ایلمنکو مع اپنے خواص اور سردارون کے آگیا اب امیر رضی نے
گھوڑے کو آواز دی گئی کہ دربار مین آوے گھوڑے کے بہانے سے یہ سب ابو علی وغیرہ ایک مکان مین
کیے گئے تو ان سب کے طوق اور زنجیر ڈالی گئی اور دروازے پر اولیاے دولت کے پہرے لگائے
گئے اور سب اونکا سامان لے لیا گیا کپڑے تک اوتار لیے گئے بس آج ابو علی کا خاتمہ ہوا
اور ایک شاعر نے خوب کہا ہی اور امیر سبکتگین وہین تھا جو خوارزم شاہ اور ابو علی کے قصے کی اسکو
خبر پہونچی بلخ کو گیا اور وہان بغرض فرمانبرداری اور تلاش مصلحت عام کے اقامت کی تب

کہ ابو علی بخارا بلایا گیا اور اوسکے حق مین حکم ہو چکا جو کچھ کہ ذکر ہوا اسی اثنا مین فرمان امیر رضی کا امیر سبکتگین کو
پہونچا کہ ایلک خان اوترا چلا آتا ہی اور جو کچھ مال اور محاصل اس سلطنت کے عمال کے پاس ہی وہ سمیٹتا
آتا ہی تو درخواست یہ ہی کہ اوسکے مقابلے مین جانا چاہیے تا اوسکو روکا جاوے ہمپر کمال احسان ہوگا
کہ ہماری سلطنت زندہ و باقی رہے امیر نے اپنے وزرا اور خیر خواہون سے مشورہ لیا ان سبکی رای
مین تو اختلاف پڑا کسی نے اچھا کہا کسی نے برا کہا مگر اوسکو پاس عزت ہوا اور سب کے خلاف ارادہ
مصمم کیا کہ خود روانہ ہوا اور درستی کرنی شروع کی اور سرداران بلاد اور حاکمان اطراف کو خط بھیجے کہ جلد
آوین اور ابھی سب اکھٹے بھی نہو سے تھے کہ خود روانہ ہوا اور درمیان کش اور نسف کے نیازی گانون
پر خیمہ لگایا کہ یہان سب سرداران جوزجان اور ختل اور صغانیان اور اطراف خراسان کے آ پہونچے اور
امیر سیف الدولہ بھی نیشاپور سے اپنا سامان اور اپنا لشکر لیکر آیا کہ ایک ایک ہزار کے برابر ایک ایک آدمی تھا ایلک خان
کو خبر ہوئی کہ امیر اوس سے لڑنے آتا ہی اوسنے چند معتمد اور خواص امیر کے پاس بھیجے کہ ہم اور تم دونون جہاد
کرکے یہ ملک آپسمین تقسیم کرلیوین اور ہم دین کے اظہار مین کوشش کرتے ہین اور اللہ تعالی کی حجت قائم کرتے ہین
ہم حقدار ہین کہ خراسان اور ماوراء النہر کا محاصل لیوین نہ وہ شخص کہ اپنے گھر کا فرش ہو رہا ہی صرف
اپنی جان اور بدنکی خواہشون مین ہی نہ کبھی جابی پسند یعنی جنگ مین آتا ہی نہ کبھی تلوار کو میان سے
نکالتا ہی اور ہم جو خطر اور ضرر اوٹھاتے ہین نفع لینے کے مستحق ہین نہ یہ شخص یعنی امیر رضی کہ
دشمنان خدا پر تلوار اوٹھانا اپنے دین مین جائز نہین جانتا ہی مگر جبکہ کوئی اوسکو تنگ کرے تو لاچار
اپنی جان سے دشمن کو دفع کرے گا پس اب دونون باتون مین سے جو مناسب ہو موافقت
یا مفارقت اختیار کرو کہ مین موافق تمھارے کہنے کے کرونگا اور اگر تم میرے قتل پر دست درازی
کروگے تو مین ہرگز نکرونگا کہ مین اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہون پس امیر سبکتگین نے جواب بھیجا
کہ اس عالم بیکسی مین اوسنے مجھ پر اعتماد کیا ہی اس لیے ضرور ہوا کہ مین اوسکی آرزو بر لاؤن کہ بلا زمین
دولت نے امیر رضی کو اکیلا چھوڑ دیا ہی اور اوسکے پروردہ نعمت نے اوسکا کفران نعمت کیا ہی چشم پوشی
نسبت ظلم کے بہت بری ہی اور اوسکا ملک اوسکے ہاتھ سے نکلا جاتا ہی اور میرا ہلاک ہونا
مع اپنے تمام اموال کے کہ تمام عمر مین حاصل کیا ہی بہت بہتر ہی کہ داغ رسوائی اور بدنامی اختیار
کرون اور نکوکاری اور احسان چھوڑون سو تمکو چاہیے کہ تم اس ملک سے قطع طمع کرو یا اوس جنگ کی

اجازت دو کہ تلوارین اور بلند نیزے اوسمین ٹوٹین اور قیمت جان ارزان اور بے قیمت ہوجاوے
ایلک خان نے اس جواب سے اوسکی کوشش معلوم کرلی اور حال اوسکے سامان اور قوت کا دریافت کیا
اور وہ بھی مستعد بجنگ ہوا سبکتگین نے تیر بھیجے کہ یہ لڑائی پر بلانیکی علامت ہی سو سمت سمت آئے
امیر سبکتگین نے امیر رضی کو لکھ بھیجا آئیے تاکہ بروقت مقابلہ بہت بھاری لوگون پر ہووے اور اوسکی تیزی مین
رخنہ ڈالین اور اپنے ملک مین سے اوسکو نکال دین اب ابن عزیز وزیر کو اپنی جان کا ڈر ہوا کہ وہ حرکت
نالائق کرچکا تھا کہ جسکے لیے بھاگا تھا اور اوسکی تلاش ہوئی تھی اس لیے اوسنے امیر رضی کو یہ نصیحت کی کہ
امیر سبکتگین اور سب والیان اطراف بہت بہتر سامان اور انبوہ لیکر نہر پر عبور کر گئے ہین اور اس محنت نے
کہ بہت دن سے جاری ہی آپکو بہت ضعیف کردیا ہی کہ آپ مین اوسکا تحمل نہین ہی اور آپ کے
جانے سے آپکے ملک کی زینت جاتی رہیگی اور یہ بھی برا ہی کہ آپ اوسکے پاس جاوین کہ اوسکا حال
آپ کے حال سے بہت اچھا ہوا اور اوسکے پیادے آپ کے سوارون سے بہتر ہون تو تدبیر
یہ ہی کہ خود جانیکی امیر سے معافی ہووے اور سرداران لشکر اور لشکر اطراف بلاد سے بلاکر اوسکے
پاس بھیجدو اور حکومت درباب صلح یا جنگ امیر کی مقرر رہے کہ فیصلہ اوسکے ہاتھ رہے
اس طرح بہت آسان ہوگا امیر رضی نے یہی امیر سبکتگین کو لکھ بھیجا امیر نے جان لیا کہ
یہ ابن عزیز کی وسوسہ اندازی اور حیلہ بازی اور کارسازی ہی تاکہ ہماری سعی عبور دریا پر اور لشکر کے
بنانے پر اور سامان لیجانے پر اور مال خرچ کرنے پر برباد جاوے اب امیر نے سیف الدولہ
اور اپنے بھائی کو بیس ہزار فوج لیکر بخارا بھیجا کہ ابن عزیز کو وہانسے نکال دین اور ابونصر احمد ابن
محمد ابن ابی زید کو اونکے ساتھ کیا کہ کار وزارت کا تدارک کرے جو ابن عزیز کے علاقے مین ہی
ابن عزیز کو جو انکا آنا معلوم ہوا تو یقین ہوا کہ موت اوسپر مونہہ کھولے ہوئے آتی ہی اور
چاہا کہ زمین مین کوئی رستہ ملے کہ اوسمین اتر جائے یا آسمان پر کوئی سیڑھی ہو کہ اوسپر
چڑھ جائے جب اس سے لاچار ہوا تو کسی کے مکان مین چھپ گیا اور روپوشی اختیار کی اب امیر رضی
نے ابونصر کو منصب وزارت دیا اور یہ شخص مثل کوکب کے روشن ہی اور بہت عقلمند ہی اوسکے اخلاق
بہت درست ہین اسنے اپنی دانائی اور کارگزاری سے پھر بنیاد قایم کی اور نقصان دور کیا
اور ابو الفتح بستی نے اسکی راستگوئی اور حق بیانی مین چند شعر کہے ہین شعر اول شعر

ابو نصر مطلوب ہی اوسکے قربان	ستم اور خرابی وہ کرتا ہی دور

اور جب اوسکو وزارت میسر ہوئی تو یہ شعر لکھے شعر اوّل شعر

ہر اک سائل کو پونچا دو یہ پیغام	ادھر آوے کہ وہ رستہ نہ بھولے

اور امیر سبکتگین کو یہ بھی معلوم ہوا کہ ابن عزیز نے ابتک ابوعلی کو زندہ رکھ چھوڑا ہی کہ کسی دن اوسکے کام آویگا اور اوسکو اپنا سامان جنگ کرکے امیر سبکتگین سے لڑے گا اور امیر رضی کو لکھ بھیجا کہ ہماری خواہش یہ ہی کہ ابن عزیز کو یہان بھیجدو سو امیر رضی نے سیف الدولہ کے پونچنے سے پہلے اس کام کا کرنا واجب جانا اور ابن عزیز اور ایلمینکو کو ایک عماری پر سوار کرکے بھیجدیا کہ یہ اوسکی عمر کا خاتمہ ہی امیر نے حکم کیا کہ ابن عزیز کو ایسے محمل مین بٹھلا کر دیز لیجاوین کہ اگر اوسکو خواب مین دیکھتا تو اپنی زندگی سے استعفا دیتا اس عرصے مین کہ سیف الدولہ بخارا جاوے ایلک خان اپنا انبوہ ترک لیکر آگیا اور از سر نو صلح کی درخواست کی اور امیر نے اس لیے کہ امیر رضی نے اپنے آنے مین تقاعد کیا تھا مصلحت جانا کہ اوسکی صلح قبول کرے اور یہ شرط کی کہ ایلک خان قطوان سے پرے رہے اور قطوان پر اپنا دخل نکرے اور امیر اپنے عامل اور پیادے نہ بھیجے اور چونکہ ایلک خان نے فائق کے لیے سفارش کی اور کہا کہ یہ بھی بسبب خدمتگزاری خاندان رضی کے کچھ حقدار ہی اس لیے سمرقند فائق کو دیجاوے اور صلحنامہ طرفین کے سردارون اور علما کے روبرو لکھا گیا اور ہر ایک نے اپنی اپنی راہ لی امیر سبکتگین بلخ گیا اور سیف الدولہ نیشاپور اور چونکہ بسبب ترکستان کے امیر رضی کو تھاؤ سب دور ہوا ابو نصر مہمات وزارت پر متوجہ ہوا کہ ولایت تو اب کم ہو گئی محاصل مین قصور ہوا جو کچھ کہ تنخواہ وغیرہ مصارف لکھے ہوے تھے اونکو کافی نہوے اس لیے بڑا شغل اور اہتمام اوسکا واسطے زراعت کے تھا اور ایام گزاری کرتا تھا اور خون کا بدلہ خون دیتا تھا ایکدن اوسکے ایک نوکر نے اوسکی وزارت کے پانچوین مہینے کے شروع پر مار ڈالا اب امیر کو یہ خیال ہوا کہ شاید امیر سبکتگین کو یہ خیال ہوگا کہ اسکا قتل ہمارے ایما سے ہوا ہی اس لیے بہت اندوہ ظاہر کیا اور بڑی مصیبت بیان کی اور خود گھر سے باہر نکلے اور جنازے کی نماز پڑھی اور قاتلون کے ناک کان کاٹنے کا حکم جاری کیا اور مضراب قوشتجی نے یہ مرثیہ میرے سامنے پڑھا شعر اوّل شعر

بہت غمگین ہین خود جان کے دل	بزرگی خود سراسیمہ پھرے ہی

ابو القاسم ابن سیمجور ابو علی کے بھائی کا ذکر

ابو القاسم کچھ دنون اپنے بھائی سے جدا ہو کر گوشہ نشین رہا جب امیر سبکتگین نیشاپور سے خاکستر پونہچا تو یہ بھی اوسکی خدمت مین بہ نیاز حاضر ہوا امیر نے بھی اوسکی عزت کی اور اوسکو تقویت دی اور اوسکے خوش کرنیکا ذمہ کیا اور امیر رضی کو لکھ بھیجا کہ قہستان اسکو عنایت ہووے امیر رضی نے قبول کیا اور فرمان کا حکم دیا اور ایک خلعت بھی بھیجا تا کہ امیر سبکتگین کو ثابت ہووے کہ اوسکا کہنا امیر رضی نے قبول کیا اور ابو القاسم کو زمرۂ امرا مین بادشاہی مین عزت دی گئی سو ابو القاسم خوش ہو کر باسباب آراستہ سر سبز او رسیراب جگہ قہستان مین جا رہا یہانتک کہ امیر سبکتگین کو سفر ماوراء النہر دریا پار ترک کی تدبیر کے لیے کرنا پڑا تو امیر نے اسکو بھی بلایا کہ وہ بھی ارکان دولت اور سرداران سلطنت مین شامل ہووے سو اوسکو کچھ انجام کا خیال ہوا اور کچھ بدگمانی ہوئی کہ ابھی اوسکے بھائی کے ساتھ سوا ہی ذلت اور رسوائی کے اور کیا کیا اس لیے یہ ٹھہر رہا اور یہ بھی جانا کہ یہ ٹھہرنا موجب ایسی مصیبت اور رنج کا ہوگا کہ اکیلا اوسکو دفع نکر سکیگا اور خراسان کا خالی ہونا غنیمت جانکر نیشاپور چلا گیا اور اوسکے ساتھ ابو نصر ابن محمود حاجب بھی شامل ہوگیا اور مال اور لوگون کا اکھٹا کرنا شروع کیا یہ خبر امیر سبکتگین کو پونہچی تو اوسنے سیف الدولہ کو حکم دیا کہ نیشاپور جاوے اور اپنے بھائی بغراجق کو اوسکے ساتھ کیا کہ ان دونون نے جو یہان استحکام کیا ہی اوسکو اوکھاڑ دین اور اونکو نکال دین سکین خود بھی چلا اور ان دونون پر اکتفا نکیا اور بلخ سے انکے پیچھے ہو لیا ابو القاسم اور ابن محمود انکے لشکر دیکھکر ڈرے اور بھاگ کر اسطوا مین پونہچے کہ شاید جان بچے اور دونون امیر انکے پیچھے چلے کہ جیسے بکریونکو بھگاتے چلتے ہین یہانتک کہ خراسان سے نکال کر حدود جرجان پر پہونچا آئے اور امیر طوس کو روانہ ہوا اور وہان ٹھہرا اونکو خبر ملی کہ امیر یہان آن پونہچا سو اونہون نے اپنے بھاگنے مین بہت جلدی کی اور سیف الدولہ اور بغراجق خراسان سے ان دونو نکو نکال کر پھر امیر سبکتگین کے پاس آگئے اور فخر الدولہ ابن بویہ امیر کینخد میمتین بمقام بلخ تحفے سونے اور چاندی کے لیکر نہایت نیاز سے حاضر ہوا امیر سبکتگین نے اوسکے بدلے چند تحفے اور تین ہاتھی دیے اور اپنا معتمد عبد اللہ منشی بھی ساتھ کر دیا تو لوگون نے کہا کہ یہ شخص امیر نے صرف جاسوس بھیجا ہی کہ تمھاری حقیقت اور لشکر کی تعداد اور سلطنت کی کیفیت دریافت کرے فخر الدولہ نے امیر سبکتگین کو لکھا کہ قاصد ہر شخص کا اوسکی زبان ہی اور دل اوسکا

نفس ہی اور یہ شخص کہ یہان آیا ہی اوسکا قول ظاہری اور ہی اور ارادہ باطنی اور ہی آور خلاصہ اس خط کا یہ تھا کہ اگر امیر کو دریافت کرنا منظور ہو تو معلوم کر لے کہ یہ سریر تخت سلطنت جو ناف زمین مین ہی صرف جوانان زور مند اور شیران سیاہ رنگ سے قائم ہی اس کلام سے امیر سبکتگین کو خلجان ہوا اور فخر الدولہ نے جو دوستی کا نام لیا تھا اوسمین خدشہ معلوم ہوا اور اوسکے پیچھے ایک خط اور ابو القاسم کے ہاتھ بذکر رعایت دوستی کے بھیجا اور یہ بھی لکھا کہ امیر رضی اگرچہ ہمپر رعایت رکھتے ہین اور رشتہ مندی کا بھی خیال ہی لیکن جو امر کہ بذریعہ امیر سبکتگین کے مترتب ہووے اوسکو نہایت منتظم اور درست جانتے ہین اس لیے درخواست ہی کہ آپ بھی ہم سے دل سے ایسی محبت رکھیے کہ عہد و پیمان محبت کے ایسی مضبوط اور مستحکم ہون کہ اونپر قسم کھانا درست ہو اور مخالفت اور کنارہ کشی دور ہو جائے سبکتگین نے یہ درخواست قبول کی اور اوسکو ایسا دوست بنایا کہ اپنا ہمراز کیا اب ان دونون مین بخوبی صفائی ہو گئی اور سب طرح کی کدورت زائل ہوئی اور ابو القاسم سیمجور نے خراسان سے ناامید ہو کر فخر الدولہ کے پاس امان لی فخر الدولہ نے دامغان اور س اور جرجان کے پاس اوسکو ٹھہرایا اور کچھ اسکے لیے مقرر کر دیا کہ اوسکے اور اوسکے نوکرون کے کام آوے باقی قصہ اسکا اسکے موقع پر ذکر ہوگا اب مونس نام خادم امیر رضی کا امیر سبکتگین کے پاس آیا بعد ابی نصر کے جو منصب وزارت خالی ہی اب کسکو دیا جاوے کہ کفیل کار ہوئے امیر نے اس کام کو امیر رضی کی مرضی پر چھوڑا کہ اپنے لوگون مین سے جسکو مناسب ہو مقرر کرو اوس نے ابو المظفر محمد ابن ابراہیم برغشی کو وزیر کیا اور بدستور خلعت اور انعام دیا ابو المظفر نے خوب کام کیا جب تک کہ امیر رضی زندہ رہا نہایت انتظام اور آراستگی سے انجام دیا یہانتک کہ امیر رضی مر گیا امیر سبکتگین اب بلخ گیا اور سیف الدولہ نیشاپور جبکہ طوس پر جنگ ہوئی تو ابو الحسین ابن ابو علی ابن سیمجور قاین مین تھا اور اپنے باپکی ہزیمت سنکر ری چلا گیا فخر الدولہ نے اوسکی بہت تعظیم کی اور خلعت دیا اور وہ مسند کہ جسپر پادشاہ بیٹھتے ہین اوسکو دی اور پچاس ہزار درہم اوسکی تنخواہ ماہیانہ مقرر کی اور علاوہ اسکے اور بھی خلعت اور انعام ہمیشہ دیتا تھا کہ اور اپنے ہمسرون سے اوسکو عزت زیادہ ہووے کہ کچھ تو اوسکے باپ کا لحاظ تھا اور کچھ یہ خیال تھا کہ ایسا شخص اوسکے اولیاے دولت اور ملازمین نعمت مین ہووے اب تقدیر نے اسکو دھکہ دیا آرام اور راحت چھوڑ کر بھاگ گیا کہ اپنی خواہش کے موافق نیشاپور گیا وہان ایک عورت اسکی معشوقہ تھی اور یہ گمان کیا کہ جب تک

روپوشی ہوگی تو میرا حال پوشیدہ رہیگا کہ یہانسے نکلکر اوس عورت سے اپنی ضرورت نکالے تو یکایک
جاسوسوںنے آن پکڑا اور جہان اوسکا باپ قید تھا لیجاکر قید کیا یہانتک کہ حکم قضا جاری ہوگیا
یہ قید ایسی تھی کہ قوت اوسکی زائل اور برے طور سے اوسکی عمر تمام ہوئی اور کسی بہت اچھے شاعر
نے یہ شعر کہا تھا شعر

نہوے جبتلک پورا جو کچھ قسمت مین لکھاہی	نہین آتا خلاف اوسکے کسی کی عقل مین ہرگز

اور امیرک طوسی سیف الدولہ کے لشکر مین شامل تھا جب امیر سیف الدولہ کو سفر عبور نہر جیحون کا
درپیش ہوا تو اوسنے بنظر احتیاط و بند و بست امیرک طوسی کو بھی ابو علی وغیرہ کے پاس حوالات
مین بھجوادیا اتفاقاً وہان یہ سب مارے گئے امیر سبکتگین طوس سے پھرتا ہوا جو بلخ مین آیا
تو خبر ملی کہ ابو علی اور اوسکے ہمراہیان سب قید مین مرگئے اور اوسکے بعد پے درپے خبرین سلاطین
اور سرداران خراسان و عراق کے مرنکی آنے لگین کہ گویا موت کا تار بندھ گیا اور گویا ایک کے
بعد دوسرے کی موت مقرر تھی اور صورت یہ ہی کہ ابو علی کے مرنیکے بعد مامون ابن محمد والی جرجان کے
مرنیکی خبر آئی اوسکے سپہ سالار نے اوسکی دعوت کی تھی اوس دعوت مین اوسیکے لوگونمین سے
کسی نے اوسکو مار ڈالا کہ اس دعوت مین بجای سرود کے رونا اور بجای خوشی کے ماتم ہوا اور
اوسکے بعد خبر آئی کہ امیر رضی چند دن بیمار رہکر ۱۳- رجب ۳۸۷ہجری کو بروز جمعہ مرگیا مطابق ۹۹۷ء
اور بعد مرنیکے رضی لقب ہوا اوسکے مرنے سے سلطنت پر زلزلہ پڑگیا اور اب امیر سبکتگین پر
بہ لحاظ اوسکی بہن اور اوسکے بچون اور غلامون کے پے درپے مصیبتین پڑنے لگین اب یہ بھی بیمار پڑا
اور زندگی سے نا امید ہوا اور اپنے وطن غزنہ کے جانیکا مشتاق ہوا کہ وہانکی آب و ہوا سے
راحت پاوے اور شفا ہووے سو راستے ہی مین غزنہ تک پہونچنے نہ پایا کہ مرگیا اور جنازہ غزنہ
لیگئے اور بہت تعجب ہی کہ ایکدن مین اوسکے پاس موجود تھا اور اتفاقاً بیماریون کے آنے اور جانیکا
ذکر چلا تو امیر نے ابو الفتح منشی کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ اے صاحب ہماری جان جو موت
لیجاتی ہی اوسکی ایسی مثل ہی کہ بال بر منجملہ ریوڑ کے ایک بھیڑ کو پکڑتا ہی اور زمین پر ڈال کر ہاتھ
پانون اوسکے باندھ دیتا ہی اور وہ خلاف عادت بخوف مرنیکے تڑپتی ہی اور ہاتھ پانون
مارتی ہی پھر جب بال کتر چکتا ہی تو اوسکو چھوڑ دیتا ہی اور اوسکے ہاتھ پانون کھول دیتا ہی تو وہ

خوش ہوتی ہی کہ گویا اوسکی جان پھر آگئی اور اوسکو نجات ہوئی پھر جب دوسرا سال آتا ہی تو بال بربھر اوسکو پکڑ پچھاڑتا ہی تو اوسکو کچھ آرزو ہوتی ہی اور کچھ ڈرہتا ہی اور گمان کرتی ہی کہ جیسے سال گذشتہ مین کیا تھا ویسا ہوگا اور پھر نجات ہوگی پھر اوسکو نجات ہوتی ہی اور خوشی خوشی چلتی پھرتی ہی اور پھر تیسری بار بال براوسکو قصائی کے حوالے کرتا ہی کہ وہ اوسکے گلے پر چھری پھیر ہی دیتا ہی حالانکہ اوسکو ابکی بار بالکل اطمینان تھا کہ جیسے پہلے دو تین بار پچھاڑا اور بال کتر کے چھوڑ دیا ابکی بھی چھوڑ دینگے ایسے ہی ہمپر بھی بار بار امراض اور تکلیفات آتے ہین لیکن چونکہ اچھے ہو جاتے ہین اس لیے ہر بار گمان نیک ہوتا ہی کہ ناگاہ نوحہ گر عورت پکارتی ہی کہ فلان مرگیا یہ مثل کہکر قریب چالیس دن کے زندہ رہا سو بہت تعجب ہوا کہ تقدیر نے اوسکی زبان سے گویا اوسکا مرنا بیان کروادیا اور مرنے سے پہلے سہل آباد کو خوب تعمیر کیا تھا لیکن رہنا میسر نہوا کہ مرگیا اوسکے بیٹے نے اوس عمارت کو نحس جانکر چھوڑ دیا کہ خراب ہوگئی اور ایک مرد فاضل نے جو اوس مکان پر گذرا تو یہ کہا شعر اوّل

شعر

تجھکو ای گھر سلام ہی میرا تیرا گھر ہوگیا ابھی خالی

اور لعنت ہی اس دنیا پر کہ گویا سوسمار ہی جو اپنے ہی بچونکو کھاتی ہی اور نہایت ستمگار ہی کہ نہ پیمان کی رعایت ہی اور نہ حق کی حفاظت ہی اور اس زمانے کی گردشونکی اللہ سے فریاد ہی ابو الفتح بستی نے یہ مرثیہ کہا ہی شعر اوّل

شعر

کرامت اور بزرگی دیوے اللہ امیر ناصر الدین مرگیا ہی

اور اور بھی شعر کہے ہین شعر اوّل

شعر

خدا پر بھروسا کرو یار تم اوسی کو بناؤ مددگار تم

اور اوسکا اور فخر الدولہ علی ابن بویہ کا مرنا آگے پیچھے ہوا کہ یہ دونون شعبان ۳۸۷ سنہ ہجری مین مرے ہین اور فخر الدولہ کے مرنے کا یہ حال ہی کہ اوسنے اپنی تفریح طبع کے لیے طبرک پہاڑ پر ایک قلعہ بنایا تھا وہان جاکر بیٹھا اور کہا کہ گاے کے گوشت کے کباب ہووین تو اوسکے روبرو گائے ذبح ہوکر کباب ہوتے تھے اور وہ کھاتا تھا اور اوسپر اوسنے انگور کھاے اور شراب بہت سی پی پس تھوڑی دیر نہ گذری کہ درد شکم ہوا آواز گڑگڑاہٹ کی ہونے لگی یہانتک کہ مرگیا اور ابو الفرج ساوی نے یہ مرثیہ کہا ہی شعر

مطابق ۹۹۷ء

کہا کر لی ہی یہ دنیا پکارے	ڈرو تم قتل و غصے سے ہمارے

مسمی علی ابن مامون ابن محمد اپنے باپکا جانشین ہوا اور لوگون نے اوس سے بہت جلد بیعت کی
اور ملک اوسکی طرف رجوع ہوگیا اور امیر رضی نے اپنے فرزند ابوالحارث منصور ابن نوح کو اپنے
ملک کی وصیت کردی تھی جب وہ بیمار ہوا اور مرگیا تو سب ارکان دولت نے منصور سے بیعت کی
اور بادشاہ کیا اور اوسنے اموال بیشمار اور دولت بیحساب لوگون کو انعام اور بخشش کرنی شروع کی کہ سلطنت
خوب جم گئی اور سب مطیع ہوگئے اور ابوالمظفر محمد ابن ابراہیم برغشی بدستور وزیر رہا اور امیر سبکتگین نے
اپنے ملک کی وصیت اپنے بیٹے اسماعیل کے لیے کی تھی اور اوسکو اپنا خلیفہ کرکے وصیت کی
تھی کہ ہمارے جملہ امور معمولی بدستور جاری رہین اور سب داروغون اور سردارون کو اوسکی متابعت
پر وصیت کی جب امیر سبکتگین مرگیا تو سب اہالیان ملک نے اسماعیل پر اتفاق کیا اور حسب وصیت اوس سے
بیعت کی اور اسماعیل نے ماتم سے فارغ ہوکر تخت شاہی پر جلوس کیا اور لوگون کو انعام و بخشش دیکر
خوشنود کیا اور ابوالحسن علی فخرالدولہ کے بعد لشکران دیلم نے اوسکے فرزند مجدالدولہ ابوطالب رستم
کو امیر بنایا اور سب کار ریاست اور انتظام سلطنت اوسکو سونپ دیا اور اوسکو خلیفۂ وقت سے مجدالدولہ
کہف الملۃ لقب ملا اسمین ہر ایک کا بیان آگے آتا ہی ابوالحارث منصور ابن نوح کو جب سلطنت ہوئی
تو اوسکی عمر نوجوانی اور شروع بلوغ پر تھی اور اصالت اور نجابت اور دانائی اوسکی ظاہر اور روشن
ابوالمظفر محمد ابن ابراہیم کو بدستور وزیر رکھا اور فائق کو بھی ملک کا مدبر اور کفیل کار کیا اور سیف الدولہ
جبکہ بخارا جاتا تھا تو عبداللہ ابن عزیز اوس سے بچکر ترکستان کو چڑھ گیا تھا اب کہ امیر رضی مرگیا تو اوسنے
ابومنصور محمد ابن حسین اسبیجابی کو برانگیختہ کیا کہ خراسان کی سپہ سالاری لیوے اور ایلک خان کو بھی اپنی
مدد کے لیے بخارا پر لے آوے جب مقصود حاصل ہوگیا تو ان دونون کے ساتھ ایلک خان
روانہ ہوکر سمرقند پر آپہنچا اور اوسکے روبرو سبزہ زار زمین پر خیمہ لگایا ابھی اوسکے غلام و خدام خیمہ وغیرہ کی
درستی اور تیاری مین تھے ابومنصور اوس سے ملنے گیا تو پہلے اسکو بہانے کھانا کھانے اور حمام کرنیکے
روکا اور پھر حکم دیا کہ یہ اور ابن عزیز قید رکھے جاوین سو اونکے پانوئین بیڑی ڈالی گئی اور پھر ایلک خان نے
فائق کو بلایا اور اوسکی خوب عزت اور تکریم و تعظیم کی اور تین ہزار فوج اوسکو دی کہ ہمارا مقدمۃ الجیش ہوکر
بخارا کو چلے سو وہ موافق حکم کے چلا ابوالحارث کو یہ خبر ہوئی تو اسکی دہشت سے مع اپنے لوگون کے

جو کچھ چھوٹے بڑے موجود تھے جلد بخارا سے نکل گیا کہ کوئی تدبیر معقول اور کوئی وجہ درست اوسکو نہ سوجھی
فائق نے بخارا آکر زمین پر سر جھکایا اور دربانونکی مجلس مین بیٹھا اور ابو الحارث اور سلاطین گذشتہ کے ملک اور
امور کے تہ و بالا اور درہم و برہم ہونے پر قلق و افسوس ظاہر کیا اور مشائخ بخارا کو اسپر تکلیف دی کہ ابو الحارث کو
بخارا مین پھیر لاوین ابو الحارث نے اس قول پر اعتماد کیا اور ایک فرمان لکھا کہ اوسکی اطاعت اور تقرب کی
خوبی اوسمین بیان کی شروع نامہ یہ ہے کہ جو شخص کہ خلوص و محبت کو اپنی باگ بناوے کہ وہ اوسکی مدد کرتی
ہے اور نصیحت کو اپنا پیشوا بناوے کہ وہ اسکی رہنما ہے تو اوس جا ٹھہرنا کہ خلوص و محبت اوسکو ٹھہراوے
اور اوس جگہ آنا کہ نصیحت اوسکو بلاوے بہت خوب اور مبارک ہے ابو الحارث فائق کی مخالفت سے بے خوف
ہوکر بہت خوش ہوا اور بے سوچے سمجھے بکتوزون حاجب داروغہ کلان کو بعہدۂ سپہ سالاری نیشاپور کی
دروازے پر بخارا بھیجا اور اوسکا سنان الدولہ لقب ہوا اور پھر جیحون سے خود اوترا آیا اب فائق نے
اوسکا استقبال کیا اور سب رسمین خدمت و نیاز کی بجالایا اور حق اطاعت جو فرض تھا ادا کیا اور فائق بخارا
مین امیر کو لایا اور سب کار سلطنت بدستور جاری ہوے اور آتش فتنہ سب فرو ہوئی اور چونکہ فائق اور
بکتوزون مین قدیم عداوت تھی اس لیے امیر ابو الحارث نے فائق کو قسم دی کہ جو عداوت اور کینہ
تمھارے دلمین اسکی طرف سے ہے اوس سے درگزر کرو اور معاف کرو کیونکہ تم دونون باتفاق ہماری
خدمت اور متابعت مین ہو گے سو فائق نے قسم کھائی اور اطاعت ظاہر کی اب امور سپہ سالاری
بکتوزون کو سپرد ہوے اور سب دولت و اموال خراسان بے کھٹکے ابو الحارث کے پاس جمع ہو گئے اب
بکتوزون کا دماغ پھرا اور شقاوت اوسکے دلمین پیدا ہوئی اور پادشاہ کی خدمتگزاری سے تجاوز
کرکے ایسا امر پیش کیا کہ ملک تباہ ہوا اور زمانے مین اوسکے لیے ایک ایسی عیب کی یادگاری
رہی کہ اوسکا دھبہ کسی طور نہ دھویا گیا اور اوسکی گرد چہرے سے کسی طور دور نہ ہوئی

امیر سیف الدولہ اور امیر اسماعیل اوسکے بھائی مین جو واقعہ ہوا

جب امیر سبکتگین مرا اور سلطنت اسماعیل کو سپرد ہوئی تو اوسنے دولت تقسیم کرنی شروع کی
کہ اہل فوج اور ارکان سلطنت اوس سے متفق رہین لیکن اہل فوجکو معلوم ہوا کہ اسماعیل بہت
سست اور ضعیف تدبیر ہے اور نوجوان اور کم عمر ہے اور یہ بھی ڈرتا ہے کہ اوسکا بھائی اوس سے
ملک چھین لیگا تو سب نے طمع کی اور اتفاق کیا کہ تنخواہ معمولی سے زیادہ لیوین یہانتک کہ جو کچھ امیر سبکتگین نے

چھوڑ اتھا سب لے لیا اور خزانہ اتنا بھی نہ رہا کہ بروقت ضرورت کام آوے اب اسماعیل کو ضرورت ہوئی کہ اونکی تنخواہ وغیرہ دینے کے لیے وہ اسباب نکالے کہ امیر مرحوم نے صرف عزت کے لیے جمع کیا تھا اور یہ سب اہل فوج وغیرہ اسی طرح اسماعیل پر ناز کرتے رہتے تو بیشک وہ اس اسباب کو بہت جلد تباہ کر ڈالتا اور پھر یہ سب ارکان دولت تتر بتر ہو جاتے اب امیر سیف الدولہ کو اپنے باپ کے مرنے کی خبر پہونچی تو رسم ماتم کر کے اسماعیل کو جھٹ خط تعزیت کا لکھا اور بھیجے اوسکے ابو الحسین حمولی کو بھیجا کہ جا اسماعیل سے یہ کہے کہ مجکو حق بزرگی ہی اور وجب ہی کہ مین سب خاندان کا کفیل رہون اور تم بجاے میری آنکھ کے ہو یا بجاے دست قوت کے یا انسے بھی بہتر اور مین تمھاری سب خواہش اور رضامندی مین خوب کوشش کرتا رہونگا اور جو کچھ کہ تمکو باپ نے وصیت کی ہی اسکی وجہ یہ ہی کہ تم پاس موجود تھے اور مین اونسے دور تھا میرے لیے وصیت نکر سکے کہ وہ جلدی مر گئے اب مشورہ یہ ہی کہ حاکم ریاست تو تم رہو اور اموال ریاست جسقدر ہی آدھون آدھ بانٹ لین اور غرض کہ میرے عیال اور سب خاندان کے لوگ وہان ہین اور آرامگاہ خاص وعام ہی صرف مجکو اس شرط پر دیدو کہ بلخ پانیشاپور مع تمام علاقے کے تم لیلو اور اسماعیل نے جان لیا کہ وہ سختی اور نکبت ہی جو اللہ تعالی نے اوسکی قسمت مین لکھی ہی اور سواے انکار اور التواء ہی جواب کے اور کچھ نہ کیا اب والی جوزجان ابو الحارث فریغونی واسطہ ہوا کہ ان دونون کا جھگڑا مٹا دیوے اور دونو نکو اعتدال اور انصاف پر قایم کر دوے اور یہ بھی چاہا کہ دونون میرے روبرو ملاقات کرین اور آپسمین بالمشافہہ اپنی مراد کے موافق باتین کرلین کیونکہ روبرو مین جو کچھ لحاظ اور پاس ہوتا ہی وہ غیبت مین کم ہوتا ہی امیر سیف الدولہ نے یہ بات پسند کی اور چاہا کہ یہ کام ہو جاوے مگر اسماعیل نے قبول نکیا اور اوسنے اس کام مین کچھ شبہہ جانا اور ایسا خوف اوسکے دلمین بیٹھ گیا اور وہم وگمان ایسا غالب ہوا تھا کہ اوسکا آرام بھی جاتا رہا اور سنا سب جانا کہ مال جو مانگا ہی اس ملاقات سے دیدینا بہتر ہی اور ایک دن سیف الدولہ ہمدانی کے شعر جو اوس نے اپنی بھائی ناصر الدولہ کے حقمین بتعریض الفت پڑھے تھے مین نے اسماعیل کو سنائے شعر

بزرگی تمکو دی اللہ نے لائق تھا مین اوسکے	کہا مینے نہووے فرق مجھ مین اور بھائی مین

ان شعرون نے اوسکے دل پر کچھ اثر نکیا اور اوسکے کانون سے اوپر اوپر اڑ گئے اب امیر سیف الدولہ

حیران ہوا کہ کیا تدبیر کرے کیونکہ نرمی اور صلح سے کام نکالنا اوسکو بہت پسند تھا اور صلۂ رحم ہر وقت
منظور نظر تھا اور ہر امر مین نکو کاری اختیار کرتا تھا اور پھر لاچاری کو داغ دیکر اچھا کرنا علاج جانتا تھا اور جبکہ
کوئی وجہ صلح کی نہ نکلی تو اب لاچار مستعد ہوا کہ کام اپنا درست کیجیے اور جو کچھ کہ اوس سے چھن گیا ہی واپس
لیجیے اور ابوالحارث کو خبر دی کہ سوای اسکے کہ اب تدارک کیا جاوے اور کچھ گنجایش نہین ہی اور جسقدر
کہ ہو سکے طاقت صرف کیجاویگی اور آپنے غلامون اور تابعدارون کو لیکر ہرات کو چلا اور یہان آکر اسمٰعیل
کو کچھ نرمی اور کچھ سختی اور کچھ وعدہ اور کچھ وعید اور کچھ آزار اور کچھ دھمکی کے خط لکھے مگر اوسکو کچھ بھی اثر نہوا اور
پھر بار بار خط گئے یہانتک کہ اب امر تحقیق ہوا اور آتش جنگ بھڑکی اور اب سوای تلوار کے اور
کسی طور فیصلے کی صورت نرہی اور امیر سیف الدولہ نے اپنے چچا بغراجق کو اپنی مدد اور رفاقت اور
مصلحت خاندان کے لیے بلایا وہ بہت جلد آیا اور اوسکی متابعت پر اقرار کیا اور وہان سے
بست گئے اور وہان ابوالمظفر نصر بن ناصر الدین سبکتگین تھا جو دوستکام اور وفادار وہ بھی بہت جلد
خدمتمین حاضر ہوا اور امیر سیف الدولہ نے مع اپنے سب ہمراہیون کے غزنہ پر مقام کر دیا اور سرداران
لشکر اسمٰعیل کو خوب جانتے تھے کہ نہایت ضعیف البدن اور سست رای ہی اس لیے خطوط اور قاصد
واسطے صلح اور موقوفی جنگ کے انھون نے بھیجے لیکن منظور خدا یہ تھا کہ جو کچھ ہوا اور سیف الدولہ نے جنگ کا
آوازہ دیا اور لشکر کو خوب مرتب و آراستہ کیا اور اسمٰعیل بھی اپنا سب سامان اور سب لشکر اور ہاتھی وغیرہ
لیکر سامنے آیا اور لشکر آراستہ کیا اور صف بندی کی اور لڑائی شروع ہوئی نیزہ بازی اور تیر اندازی
یہانتک ہوئی کہ دوپہر ہو گئی اور دھوپ تیز ہوئی تو وہ لوگ سیف الدولہ سے ملے ہوے
تھے اونھون نے پناہ مانگی اور اوسکی طرف چلے آئے اور اوسکا ستارۂ اقبال روشن ہوا اور پھر سیف الدولہ
نے خود حملہ کیا اور دونون لشکر ملگئے اور خوب تلوار چلی اور ایسا غبار ہوا کہ کچھ تمیز نہوئی اور دکھائی دینے سے
رہگیا بہت تیرون سے مارے گئے اور بہت گھوڑون سے روندے گئے جب غبار ہٹا تو لاشون
پر لاشین پڑی تھین اور بچے کھچے خوف کے مارے بھاگ گئے اور اسمٰعیل غزنہ کے قلعے مین
جا چھپا کہ سیف الدولہ نے اوسکو نرمی سے بلایا اور امان دی اور احسان اور نکوئی کا ذمہ دار ہوا

جو کچھ کہ ابوالقاسم ابن سیمجور اور بکتوزون مین اسکے بعد واقعہ ہوا

فخر الدولہ کے مرنیکے بعد اوسکے بیٹے مجد الدولہ کے پاس ابوالقاسم گیا اور اوسکے باپ اور بھائی کے

سب لشکر اور غلامون کو جمع کیا اور سب کردی اور عرب کو بلایا بہت قوت اور جمعیت ہوگئی اور فائق اور
بکتوزون مین جو عداوت تھی اس لیے فائق ہر وقت حیلہ دیکھتا تھا کہ اوسکو ہلاک کرے اور ابوالقاسم کو
فائق سے کہلا بھیجا کہ اگر تم بکتوزونکو عاجز کرکے نکالدو تو مین سپہ سالاری تمکو دلوا دونگا اس تعلیم سے
ابوالقاسم کو جرجان سے نکالا اور نقد کو قرض پر چھوڑا اور ملک کو خطرہ تھا مین ڈالا اب ابوالقاسم بقصد نیشاپور اپنے
مردمان تجربہ کار کے ساتھ جرجان سے چلا اور ابوعلی ابن ابی القاسم فقیہ کو اپنا مقدمۃ الجیش بناکر اسفرائین بھیجا
کہ وہان بکتوزون کا تھوڑا لشکر تھا انمین لڑائی جاری ہوگئی اور ابوعلی کی مدد پہنچی شروع ہوئی اور بکتوزون
کے لوگ نیشاپور بھاگ گئے کچھ زخمی اور کچھ شکستہ حال کچھ مارے گئے کچھ قید ہوے اب ابوالقاسم
اوسکے پیچھے نیشاپور گیا کہ گویا ابر کو ہوا لیے جاتی ہی اور نیشاپور کے سامنے نہایت شوکت کے ساتھ
پڑا اور بکتوزون نے ابوالقاسم کو کہلا بھیجا کہ جنگ مین کبھی ادھر غلبہ اور کبھی ادھر غلبہ اور اوسپر نیک
یعنی بھروسا کرنا خلاف عقل ہی اور لڑائی کا دروازہ کھولنا آفتون کا سر پر لینا ہی اور لڑائی وہی کر سکتا ہی
جسکو کوئی وجہ صلح اور اصلاح کی نہووے سو جسکی رای مین کمال ہوشیاری ہوگی وہ اپنے کو قتال اور دشمنون
مین گھسنے سے بچائیگا اس لیے رای یہ ہی کہ اب تم قہستان جاؤ کہ وہانکا حاکم ابوالحارث تمہارے
اگلے حقوق اور حسن خدمت اور عہد و پیمان کی رعایت کریگا ابوالقاسم نے اس نصیحت اور مصلحت کو
نمانا اپنی اور اپنے لشکر کی مضبوطی پر ناز کیا اور اوسکو لڑائی پر لے چڑھا صبح کیوقت اونھون نے
یہ نیزہ بازی اور شمشیر زنی کی کہ اونکو فتح کا یقین کامل ہوگیا اور دھوکے اور فریب سے غافل تھے
اب بکتوزون نے بھی سپہ سالاران ابوالحارث سے اپنا لشکر مرتب کیا اور نیشاپور کے روبرو
شیخہ گانون پر جنگ شروع ہوئی اور ابوالقاسم نے اوسکی فوجکو دیکھا کہ سب نوعمر اور گویا شہاب ثاقب
ہین پر اوسکے لوگ اونمین ایسے گھس گئے کہ جیسے کانٹونمین آگ گھس جاتی ہی اور بہت سخت لڑائی ہوئی
کہ ادھر کے لوگ اودھر ہوگئے اور گمان ہوا کہ بکتوزون کے لوگ بھاگ گئے اور اپنا مال چھوڑ گئے
پر بکتوزون نے ابوالقاسم کے قلب لشکر پر ایسا حملہ کیا کہ اونکو جگہ سے اوکھاڑ دیا اور ہزیمت
و شکست سخت ہوئی کہ ابوالقاسم فقیہ جو اوسکا بہت معتمد اور بڑا رکن تھا گرفتار ہوگیا اور خود ابوالقاسم
اپنی جمعیت سراسیمہ اور شکستہ کو لیکر قہستان کو بھاگا اور یہ واقعہ ۳۸۶ ہجری ربیع الاول کا ہی — مطابق ۹۹۶ء
اور بکتوزون نے یہ خوشخبری فتح کی بخارا لکھ بھیجی کہ سب لوگ بہت خوش ہوے مگر فائق بہت غمزدہ

اور اندوہگین ہوا اور ماتم کیا اب پھر ابو القاسم اپنا سامان اور حال درست کر کے بوشنج پر گیا کہ وہ پر اپنا دخل کرے اور بکتوزون بھی گیا کہ بوشنج کو اوسکے قبضے سے نکالے طرفین کے قاصد نامہ و پیغام صلح کے لانے لگے اور صلح ہوگئی اور ابو القاسم معروف ابو سہل کو اسکی ضمانت مین سپرد کیا اور باہم اتفاق ہوا اور جھگڑا مٹ گیا اور ابو القاسم تو قہستان اور بکتوزون نیشاپور رجب ۳۸۶ ہجری مین چلے گئے اب مطابق ۹۹۶ء فائق اور ابو المظفر محمد ابن ابراہیم وزیر مین کسی کام اور کسی مال کی تدبیر پر عداوت ہوگئی اب فائق ابو المظفر کے درپے ہوا اوس نے ابو الحارث بادشاہ کے پاس پناہ لی اور بادشاہ نے اوسکو اپنے گھر مین بحفاظت رکھا اور فائق نے بادشاہ سے کہا کہ ابو المظفر کو میرے حوالے کردین بادشاہ نے فائق سے ترش ہو کر سخت کلام کیا اور وہ دربار سے باہر نکلا ایسا اوس سے ظاہر تھا کہ ترک مین جاوے اور ملک مین خلل ڈالے سو بزرگان بخارا نے فائق کی آتش کو ٹھنڈا کیا اور امیر ابو الحارث سے اوسکی خطا معاف کروا دی اور آپس مین پھر صلح ہوئی اور ابو المظفر وزیر جوزجان کو بھیجا گیا اور ابو القاسم برمکی وزیر ہوا اسکے باب مین جو رای مضراب بوشنجی شاعر کی ہے درست ہے شعر اول شعر

بہت دشمنے ہم کہہ رہے ہین برا	زمانے کو اس انقلابات پر

نام اس ابو القاسم کا افضل یہ شخص نہایت بخیل تھا جب وزیر ہوا تو اسمین اور ارکان دولت مین بابت وظائف معمولی اور تنخواہون کے مناقشہ ہوا اور بے قوت اور بے سامان محض اونسے مقابلہ کیا تو ترکون کے گرز و تیغ اوسکی گردن توڑ ڈالی اور ہاتھ پاؤن کچل ڈالین اور کسی نے یہ شعر کہا ہے شعر اول شعر

یہ کہتا ہے دعبل کہ ہون بیوقوف	جو مین جھولون اوسکو تو ہون بیوقوف

اوتار لانا سیف الدولہ کا اسمٰعیل کو قلعہ غزنین سے

سیف الدولہ اپنے بھائی اسمٰعیل کو قلعے پر سے امان اور ضمانت دیکر اوتار لایا اور سب کنجیان خزانون کی لیلین اور سب خزانون اور دفینون پر قبضہ کیا اور سب شکستہ حالی دور ہوئی اور پھر رونق اور حال اوسکا درست ہوا اور اپنے معتمدین اور کارپردازان حمایت شعار کو غزنہ مین آباد کیا اور سب اولیا اور ارکان دولت کو لیکر بلخ چلا جو کچھ اوسکے باپ کے بعد کام بگڑ گیا تھا درست ہوگیا اور جس امر مین کوشش کی اوسکا بندوبست ہوگیا اور بلخ اور اوسکے سب اطراف آدمیون اور ہاتھیون سے بھر گئے اور امیر ابو الحارث کو لکھا کہ مین پھر آیا اور جو امر کہ درمیان میرے اور بھائی کے تھا وہ فیصل ہوا

اور مین بجای اپنے باپکے حامی اور مددگار سلطنت کا ہون اور احسان بادشاہ کے جسقدر پہنچے ہین
یاد ہین اور خوب جانتا اور پہچانتا ہون تو بادشاہ نے ابو الحسن علوی وصی ہمدانی کو بھیجا کہ پیغام تہنیت
پونہچاوے اور اوسکے آنے پر خوشی ظاہر کرکے بلخ اور ترمذ اور ہرات اور بست مع اونکے
سب متعلقات اور مضافات کے اوسکے لیے مقرر کیے اور نیشاپور کے دینے مین یہ عذر کیا کہ بکتوزون
کا اوس پر سے موقوف کرنا دشوار ہی مگر کسی بہانے سے ہوگا سیف الدولہ کو معلوم ہوگیا کہ یہ سب مناقشہ
حاسدونکی کارسازی اور دہوکہ بازی سے ہی اور کینے کا علاج نہین اور حصول مطالب بے نکوئی و
احسان نہین ہوتا ہی اور نہایت عمدہ اور نفیس تحفہ کہ بڑے سخی اوسکے دینے پر بخل کرین اپنے معتمد
ابو الحسین حمولی کے ہاتھ سرکار مین بھیجے اور حکم دیا کہ بادشاہ سے ہمارا پیغام اوسوقت کہنا کہ تخلیہ ہو
اور کوئی بدگو اور چغل خور یہ راز نہ سنے تاکہ خوب عزت ہووے اور ہمارا اعتماد رہے اور یہہ بھی عرض کرے
کہ خراسان مین بیر اغیمہ لگا ناصرف حضور کی دوستی اور ولایت کی درستی کے لیے ہی پر حمولی نے اس کار
خدمت سے اعراض کیا کہ اسکے پونہچتے ہی وزارت خالی ہوئی اور اوسپر بخشش کی گئی اور قاصدگری
چھوڑی وزارت کرنے لگا اور خوب کوشش و استقلال کے ساتھ متوجہ ہوا اور ارادہ کیا جو امر کہ شکستہ اور
پراگندہ ہی اوسکا انسداد کرے اور جو راز کہ ظاہر ہوگیا ہی اوسکو چھپاوے پر جو عطر کہ بگڑ گیا ہو عطار
اوسکو درست نہین کر سکتا ہی اور منصراب شاعر نے یہ شعر مجھے سنائے شعر اوّل شعر

بہت دن سے ہم کہہ رہے ہین برا
زمانے کو اس انقلابات پر

جب امیر سیف الدولہ کو حال معلوم ہوا کہ اس قدر رای مین اختلاف ہی اور تدبیر اور خواہش مین ایسی
سستی ہی اور ملک بسبب نرمی ہوا خواہون کے قریب زوال ہی اور یہ لوگ صرف اپنی غرض اور مطلب کے
خواہان ہین اپنے عہدۂ سپہ سالاری پر نیشاپور کا مع اپنے سب امرا اور غلامون کے قصد کیا اور جب
بکتوزون نے سیف الدولہ کا چلنا سنا تو نیشاپور سے بھاگ نکلا کہ اپنا سامان اور اسباب بچاوے
اور اوس سے بہت ڈرا اور امیر ابو الحارث کو اپنا نکل جانا نیشاپور سے اور سب حال لکھ بھیجا اب امیر
ابو الحارث کو نشۂ نو عمری اور لڑکپن کی عقل اور بے تجربہ کاری نے آمادہ کیا کہ خراسان جاوے
اور بکتوزون کی مدد کرے اور جیسے تیر کمان سے نکلکر جاتا ہی یا جیسے رو پانی کے ڈھلان پر سے
بہتی ہی ایسا جلد چلا اور سرخس پونہچا اور امیر سیف الدولہ کو معلوم ہوگیا کہ یہ صرف بسبب دھوکے بازی اور

نسبت تمہیری ہے اخواہ نکے ہو ہی کیونکہ اون لوگون مین اتنی قوت نہین ہی کہ امیر سیف الدولہ کا مقابلہ
کر سکین گے اسلیے کہ امیر اگر ایک چنگاری بھی اونپر کھینچ ماریگا تو وہ انکو جلا کر راکھ کر دیگی کہ آندھی لے اوڑیگی
اور ہوا مین بردا اور بھو اسکو اوڑا دیگی لیکن امیر سیف الدولہ نے یہ خیال کیا کہ حقوق اور عہود اس سلطنت کے
ہم پر بہت ہین تو چاہیے کہ اسکی حرمت اور حشمت کے باقی رکھنے کے لیے ہم چشم پوشی اور پردہ داری کرین
جبتک کہ نیشاپور بدلیل وحجت ہماری طرف رجوع نکرے کہ جسپر قریب اور بعید اور شہری اور صحرائی
گواہ ہو جاوین یعنی امیر ابوالحارث کا لڑنا اور حق ندینا جبتک سب پر بخوبی کھل نجای ہمکو کچھ نکرنا چاہیے
چنانچہ زاغول کے پل پر کہ مرو الروذ مین ہی جا خیمہ لگایا اور نگران رہا کہ حقیقت کھلجاوے اور سب تدبیر
معلوم ہو جاوے اب بکتوزون ابو الحارث کے پاس حاضر ہوا اور وہان فائق بھی اپنے سب لوگ
اور غلام لیے ہوے موجود تھا بادشاہ نے اوسکا چلا آنا قصور سمجھا تو اوس نے جانا کہ بادشاہ نے
میری عزت نکی اس لیے یہ قصور بادشاہ پر لگا کر فائق سے گلا کیا فائق نے اوس سے بڑھکر بادشاہ کا
گلا کیا سو دونون مل گئے اور بادشاہ کے عیب اور سختی مزاج اور بدخوئی اور بدخلقی خوب بیان کی
اور لشکر کو برانگیختہ کیا کہ بادشاہ کو بادشاہت سے نکالدین اور اوسکے بدلے اور مقرر کرین کہ جرأت
ہووے سو سب لشکر اونکے ساتھ ہو گیا کہ نئے کام مین لذت جانتے ہین اور بادشاہ کا ضعیف
ہونا غنیمت ہوا اور بکتوزون نے بادشاہ کو کہا کہ ایک امر ضروری کے لیے لشکر جمع ہوا ہے اور
آپکا اوسمین نظر اور فکر کرنا ضرور ہے اور آپکی رای اوسمین شامل ہونی لازم ہے سو جب بادشاہ آیا اوسکو قید
کر دیا اور حکم کیا کہ اسکی آنکھون مین سلائی گرم پھیری جاوے اور اوسکی دردمندی پر رحم نکیا جاوے
اور وہ نہایت خوبصورت اور صاحب جمال تھا اور اسوقت بادشاہ نے اپنی تین حاجتین نہایت
عاجزی سے بیان کین جو بہت آسان ہین منجملہ اونکے ایک یہ بھی ہے کہ میری والدہ کو طلب اور درہ سے
محفوظ رکھنا تا لوگ اوسکو اسوجہ سے نہ دیکھین سو بکتوزون نے اسمین بہت ہی سنگدلی سے انکار کیا
کہ اوسکے سینے مین اور بھی آتش حسرت بھڑکی اور رنج اوسکو دو چند ہوا آخر بکتوزون اور فائق نے
اوسکے بھائی عبد الملک بن نوح کو کہ اس سے چھوٹا اور ضعیف تھا اسکے قائم مقام بادشاہ کر دیا اب
یہ فتنہ اور فساد دیکھکر خلقت بہت مضطرب ہو گئی اور لوگون کو خبر ہوئی کہ سیف الدولہ زاغول کے پل پر
پڑا ہی تو سب کے سب ایسے ڈرکے بھاگے کہ گاؤ دوشی سوار یا کتے سے ڈر کر بھاگتی ہی اور مرو مین جا کر دم لیا

سیف الدولہ نے ان دونونکو کہلا بھیجا کہ تمنے اپنے ولی نعمت کے ساتھ یہ کیا کیا کہ حشمت اوسکی نااہل کی اور اوسکا
حق حرمت ضائع کیا تمکو نہ کچھ دین کا پاس ہوا نہ کچھ اسلام اور مسلمین کا لحاظ رہا نہ یہ ڈر ہوا کہ یہ مکر ہمارا قیامت تک
لوگونکی زبان پر رہیگا اور ایسا ہی کئی بار کہلا بھیجا پر یہ دونون سیف الدولہ کو دھوکا اور فریب دیتے تھے
کہ ہمین انکو فرصت ملتی تھی اور طمع دیتے تھے کہ عبد الملک بن نوح جواب پادشاہ ہے اوس سے کہکر تمہاری
مرتبت اور ولایت مین زیادتی کر دیجاویگی پھر سیف الدولہ کی یہ رای ہوئی کہ اپنے خیمے گاہ سے مرو کے روبرو
خیمہ لگائے یا بلطائف صلح ہووے یا تلوار کا کام ہووے جب ان لوگون نے سنا کہ سیف الدولہ مرو پر آگیا تو اونکے
پیٹ مین نامردی اور اونکے اعضا مین سستی اور اونکے خون مین خوف پیدا ہوا اور جانا کہ ہمنے بہت برا
کیا تو اب دعا مانگنے لگے کہ اللہ ہمپر رحم کرے ورنہ ہم تباہ ہو جاوینگے لیکن اللہ تعالی کی یہ مرضی ہوئی کہ اونکو
سیف الدولہ کی تلوار سے بدلہ دیا جاوے پس سیف الدولہ نے اونپر ایسی تلوار چلائی جیسا مینہ برستا ہے
مگر اس بارش مین تباہی ہے اور اس ابر مین ہلاکی اور عذاب ہے جس گنہگار بستی پر خدا کا عذاب ہو تو ایسا ہی تباہ ہو
اب فائق اور بکتوزون اپنے اٹو کو لیے ہوے مع تمام لشکر کے سیف الدولہ کے مقابلے مین نکلے
اور بہادری خوب ظاہر کرنے لگے اور بزدلی چھپانے لگے اور دکھانے کے لیے کچھ آگے بڑھتے تھے
اور حقیقت مین پیچھے رہتے تھے اب زمین باوصف فراخی کے انپر تنگ ہو گئی اور راستے اطراف
ممالک کے بند ہو گئے اور رسوائی انکی بہت ہوئی اور ہوا ادبار انپر ہر طرف سے چلنے لگی اور انکا یہ حال
ہوا کہ باوجودیکہ جانتے ہین کہ ہلاک ہوتے جاتے ہین پر ہلاکت مین ایسے گھسے جاتے ہین کہ گویا
پروانہ آگ مین گھستا ہے اور خود اپنے ہی ہاتھون تباہ ہوتے جاتے ہین اب پھر سیف الدولہ کے
پاس قاصد آئے کہ صلح پر موافقت کرین اور اس ہلاکت سے بچین اور موت سے جان بچاوین سیف الدولہ
جانتا تھا یہ لوگ جو کہتے اور کرتے ہین دھوکا اور فریب ہے پر صلح اس لیے کی کہ خلقت مین اپنا عذر متحقق
ہو جاوے اور سرکشی سے برات ہو جاوے سو بجز اسکے کہ صرف خیمہ کوچ کے لیے اور نیزہ
رجوع کے لیے اوکھڑے اور کچھ نہوا یہانتک کہ اوباش اوسکے پیچھے پڑے کہ اوسکے لشکر
لوٹین اور اپنے دلمین کیا کیا گمان کرتے تھے گویا موت پر جلدی کرتے تھے اور سانپ کی دم کو کچلتے تھے
کاش انکو شعور ہوتا اب سیف الدولہ کو معلوم ہوا کہ یہ لوگ گمراہ موت مین گھسے چلے جاتے ہین اور حرص
وطمع مین گردن باندھ رکھی ہے اونکے بزرگ و دانا اس گمراہی اور بدرویگی سے منع نہین کرتے ہین

توجان لیا کہ یہ مرادی ہی اور یہ مرض سرکشی اور دشمنی کا ہی اور یہ بھی اوسکو یقین ہوا کہ وہ لوگ پوشیدہ شامل ہین
کیونکہ سبک حرکت جو ہپی کت سے ترکی تو معلوم ہوتا ہی کہ وہ بحکم کام ہوتا ہی اس لیے سیف الدولہ نے حکم دیا کہ بلوائیون
پر سزا جاری ہووے تو اوسکے لشکریون کو جوش آیا کہ اونکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اونکے ساتھ لڑنے مین استعداد
کیا اور لشکر مرتب کیا گویا قلب مین اور داہنے اور بائین طرف پہاڑ کھڑے کر دیے اور انکے گرد دو سو
ہاتھی کھڑے کیے اور سیف الدولہ قلب لشکر مین کھڑا ہوا اور اپنے دونون بھائی نصر اور اسماعیل کو اور
حجاب الغزاجق کو اپنے ساتھ لیا ابو فراس نے گویا اس بات مین شعر کہے ہین شعر اول شعر

مرا گھوڑا ہی ایسا خوب مضبوط	کہ ہی ثابت بوقت نیزہ بازی

اور یہ سب سامان لیکر سیف الدولہ اونکی طرف روانہ ہوا گویا اونپر قیامت آئی اور سوا ہی حسرت اور ندامت کے
اور کچھ اونکو نتھا اور آپسمین ایک دوسرے کو ملامت کرتے تھے کہ اپنے اوپر یہ کیا مصیبت سخت لی ہی لاچار
وہ بھی سب تیار ہوے پیادہ اور سوار اطراف خراسان اور ماوراء النہر سے آئے ایسے مختلف رنگ اور
صورتون کے لوگ اکھٹے ہوے کہ گویا عید کا دن ہی اور اسقدر تھے کہ کبھی اتنے کسی لڑائی مین جمع
نہوے تھے لیکن جو لوگ کہ پہلے اس سلطنت مین نہایت تجربہ کار اور بہادر تھے وہ نہین آئے اب
ایسے طور اور ترتیب سے انھون نے بھی لشکر قایم کیا اور لڑائی جاری ہوئی اور نہایت سخت لڑائی ہوئی
اور جہان گرد آباد ہو گیا اور آنکھون مین سرخی چھا گئی اور سیف الدولہ خود جنگ مین شامل ہوا کہ تلوار اور تیر
اور نیزے سے خوب کام کیا اور صبح سے شام تک برابر لڑائی رہی اور وہ لوگ اس لڑنے سے
گھبرا گئے اور چاہا کہ ایکبار حملہ ہو کہ جس سے اقبال یا ادبار کا فیصلہ ہو جاوے تو سب کے سب داہنے بائین گرے
اور کیا کیا اپنے دلمین گمان کیے مگر مرضی خدا کی کہ سب کام اولٹے ہوے اور جو امر کہ اپنے ولی النعمت
یعنی منصور کے ساتھ کیا تھا اوسکے وبال مین مبتلا ہوے اب امیر سیف الدولہ نے اپنے اون لوگونکو
لیکر کہ اوسکے گرد تھے حملہ کیا سو ایسی سخت لڑائی ہوئی کہ سب کے بازون اوکھڑ گئے اور گردنین ٹوٹین اور
نیزے گر گئے اور جانین ٹھنڈی ہو گئین اور اتنے مین رات ہو گئی سو ہر طرف بھاگے اور ہلاکی اور ادبار
کی اونپر خاک پڑی اور ایسے منتشر ہوے کہ پھر کبھی ملکر نہ بیٹھے یہ بہت بڑی یادگار ہی اور عبد الملک
بن نوح مع چند آدمیون کے کہ فائق بھی اونمین تھا بخارا گیا اور بکتوزون نیشاپور بھاگا اور ابو القاسم
قہستان گیا اور سیف الدولہ کو اللہ نے یہ مدد اور بخت عنایت کیا سلطنت آل سامانی اور ملک

خراسان سنہ ۳۸۹ ہجری مین اوسکو ملا اور یہ رای ہوئی کہ بکتوزون اور ابو القاسم سیمجور کو مطابق سنہ ۹۹۹ع
پھر جمع ہونے دیوے اور ہمین بہت جلدی کرے اس لیے اپنا لشکر لیکر طوس روانہ ہوا اور بکتوزون
وہانسے جرجان بھاگا کہ اوسکے پیچھے ارسلان جاذب کو دوڑایا اوس نے اوسکو جرجان سے بھی بھگایا کہ حدود خراسان
سے نکل گیا اور سیف الدولہ نے کچھ لشکر اوسکو دیکر طوس کا حاکم کر دیا اور خود بجانب ہرات چلا کہ وہان کا جاکر
بندوبست کرے بکتوزون نے جو دیکھا کہ سیف الدولہ ہرات گیا فورا پھر آیا اور نیشاپور پر قبضہ کیا اور
اوسکو یہ گمان تھا کہ یہ کام مین سلطنت کے لیے کرتا ہون حالانکہ وہ تو ختم ہو چکی تھی سو سیف الدولہ کو ابھی کچھ
توقف نہوا تھا اور گھوڑے کا اوسکے پسینہ بھی نہ سوکھا تھا اوسپر اوسیوقت حملہ کرنا پڑا تو ابی ورد کو بھاگا اور
سیف الدولہ نے اوسکے لیے دوڑ بھیجی یہ مرو کے جنگل مین جا چھپا کہ شاید یہان بچ جاوے اور پھر مرو
الروذ مین گیا اور وہان چاہا کہ اوسکا مالک ہو جاوے اور اوسمین بحفاظت رہے تو سیف الدولہ کے
لحاظ اور اوسکے شکر احسان کے سبب مرو الروذ کے ساکنان نے اوسکو یہان ٹھہرنے سے منع
کیا تو اوسنے اونکو کچھ لوٹ مار کر آمل کے جنگل کی راہ لی اور دریای جیحون سے اوتر کر بخارا پونہچا اور جب کہ
خراسان بکتوزون اور اوسکے ہمراہیونسے خالی ہوا تو سیف الدولہ نے ارسلان جاذب والی طوس کو قہستان
بھیجا کہ ابو القاسم کو جو باوجود بے سامانی کے اپنے سامان کی فکر مین ہے وہانسے نکال دے تو کچھ جھگڑا
ہوا اور ابو القاسم کو طبس کیجانب نکالا اور سیف الدولہ نے اپنے بھائی نصر کو خراسان کی سپہسالاری دیکر
نیشاپور بھیجا کہ مثل آل سیمجور کے فرمانروا ہووے اور خود بلخ کو چلا کہ اپنے باپکی قرارگاہ پر دار السلطنت
اور تختگاہ مقرر کرے اور اس سفر مین یہ اتفاق ہوا کہ مرو روذ مین سیف الدولہ شکار پر مصروف تھا اور
اوسوقت اوسکے ساتھ اوسکا بھائی اسمٰعیل اور نوشتگین کاج اوسکا سردار اوسکے ساتھ تھا جب وہ
شکار مین مصروف ہوا تو سردار مذکور نے ارادہ کیا کہ سیف الدولہ کو قتل کرے اور تلوار پر ہاتھ ڈالا اور
اسمٰعیل سے اشارہ کر کے مشورہ لیا کہ سیف الدولہ کی نظر انپر پڑی اور سردار کا اس سے مشورہ لینا اور
اسمٰعیل کا منع کرنا سب اوسنے دیکھا پس جو اعتماد کہ اوسکو اسمٰعیل پر تھا جاتا رہا اور سلطان سیف الدولہ
خیمے مین آیا اور سردار مذکور پر اپنے خاص غلام متعین کیے کہ اونہون نے اوسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے اور
پھر اسمٰعیل کو بلایا کہ اوس نے عذر لاعلمی ظاہر کیا آخر بہت سے خط و کتابت جاری ہو کر یہ ٹھہری کہ سیف الدولہ
اپنی جان اور ملک کی اوس سے خود احتیاط اور حفاظت رکھے کیونکہ دو چھری ایک میان مین نہین

رہ سکتی ہین اور مجکو یہ معلوم ہوا ہی کہ سلطان سیف الدولہ نے ایک مجلس محبت مین خوشخاطر اور خوشدل ہوکر اسماعیل سے یہ گفتگو کی جیساکہ مین اب تمپر حاکم اور قابض ہون اگر ایسے ہی تم مجھپر قابض ہوتے تو میرے لیے کیا کرتے اوسنے اپنی خوشی او رسرور مین صاف کہدیا کہ میری راے یہ تھی کہ مین کسی قلعے مین تمکو مع سب تمہارے لڑکوں اور غلامون کے نظر بند رکھتا اور بقدر کفایت روزینہ پونہچایا کرتا پس سیف الدولہ کو اوسکی طرف سے اب شبہہ اور بھی معاملہ جو اوس نے کہا تھا اوسکے ساتھ کیا اور ابو الحارث والی جوزجان کے اوسکو حوالے کر دیا کہ جو اوسکی حاجت ہو وہ ادا کرتا رہے اور جو اسکا قصد ہو اوس سے بہرہ مند کرے پس یہ کام بادشاہ کا حقیقت مین کرم کے لیے زینت ہی اور بادشاہونکی کوشش اسکے آگے گرد ہی اور یہ کام اگرچہ بوجہ قرابت کیا ہی پر سیف الدولہ کا یہ ہی حال بیگانون کے ساتھ بھی ہی کہ اونکی گردن گناہ اور خطا کی سبب اونچی نہین ہوسکتی ہی اور باوجود مقدور کے اونکو چھوڑ دیتا ہی پس ایسا آمرزگار اور بردبار کوئی اور نہین سنا گیا اور یہ آمرزگاری اور بردباری قابو مین ہی اور بادشاہ دانا وہ ہی کہ غصے مین ایسی وہ چیز ضبط کرے جو خوشی مین دی بھی سکے مثلا مال جو لیوے تو دے بھی سکتا ہی لیکن جان جو تلف کر ڈالے تو واپس نہین ہوسکتی ہی ‡

امیر المومنین قادر باللہ خلیفہ عباسی نے سلطان سیف الدولہ کو لقب دیا

خلیفہ قادر باللہ امیر المومنین نے سلطان سیف الدولہ کو ایسا خلعت دیا کہ کبھی ایسا نہ سنا گیا تھا اور اوسکو اپنے خط مین یمین الدولہ امین الملہ لقب دیا کہ یہ لقب گویا مثل موتی کے سیپ کے پیٹ مین پوشیدہ تھا کہ بہت غوطہ خورون نے اوسکو ڈھونڈھا اور بہت بادشاہون نے رغبت کی پر کسیکو نہ ملا سو یہ تخت سلطنت پر جلوہ آرا ہوا اور یہ خلعت پہنا اور اطاعت خلیفہ وقت امیر المومنین قادر باللہ کی خوب ظاہر کی اب سب امرای خراسان اسکی خدمت مین حاضر ہوے اور موافق قاعدہ خدمت اور لزوم ہیبت سے کھڑے ہوے اسنے سبکو حکم دیا کہ اس مجلس انس مین بیٹھین اور اپنے غلام اور خواص اور سرداران فوجکو عمدہ عمدہ خلعت اور لباس دیے کہ ایسے مال اور کسی سلطنت مین پاکسی کے دلمین نہ سماسکین خراسان اسکے حکم کا اب فرمان پذیر ہوگیا اور منبرون پر خطبے مین اسکا نام جاری ہوگیا اور سب امور اور سب پرگنے اور عملداری اسکے ساتھ متعلق ہوگئے اور اسکا انتظام جاری ہوگیا اب اسنے لازم کرلیا کہ ہندوستان پر ہر سال لڑائی کیا کرے

عبد الملک ابن نوح پھر بخارا مین آیا

عبد الملک ابن نوح کچھ بچا کچھا لشکر لیکر مع فائق کے بخارا مین آیا اور پیچھے سے ایلکخان بھی اپنے چند

آدمی لیکر آن ملا اور عبد الملک کے یارون نے اس جمعیت پر بادشاہی کا لالچ کیا اور اپنے اقبال کے لیے اسکا ہزیمت سے
فال لی اور دوبارہ لڑائی کا مشورہ کیا اور اسوقت شعبان ۳۸۹ سنہ ہجری مین فائق مر گیا گویا ان سب مطابق ۹۹۹ء
کی نیت اوران سب مین سردار تھا اور لقب اسکا عمید الدولہ تھا اب انکے دل اور بھی سست ہو گئے کہ
اوسکے مرنے سے انتظام جاتا رہا اور ایلک خان بخارا آن پونہچا اور ظاہر کیا کہ مین عبد الملک اور اوسکے
لشکر کی مدد کے لیے آیا ہون اور حقیقت مین اوسکو منظور یہ تھا کہ دھوکے اور فریب سے اونکو پکڑ کر مار ڈالے اور
ان سب نے اپنی مصیبت اور سختی کے لیے اوس سے مدد مانگی اوس نے اچھی اچھی باتین کین اور خوب
دم دیا ایک روز بکتوزون اور فائق والا نیا ستگین اور سرداران شاہی صبح کیوقت ایلک خان کے پاس
آئے جب وہ لوگ اطمینان سے بیٹھ چکے تو حکم دیا کہ یہ سب قید کیے جاوین اور انکے ہتھیار چھین لیے جاوین
سو سب پکڑے گئے اور جو بھاگا سو بچا اب یہ خبر عبد الملک کو پونہچی تو اپنا حال اور سب قلیل اور سست
دیکھکر سوای روپوشی کے اور کچھ سمجھ مین نہ آیا اور ۳۸۹ سنہ ہجری ذیقعدہ کی دسوین تاریخ منگل کے مطابق ۹۹۹ء
دن ایلک خان بخارا مین چلا آیا اور خاص محل شاہی مین آکر عبد الملک کو ڈھونڈھا اور پکڑ لیا اور اوزکند
مین بھیجدیا گیا کہ وہان جاکر مر گیا اب سلطنت آل سامان ماوراء النہر اور خراسان پر ختم ہوئی اور ایسے
گئی کہ گویا کبھی آباد بھی نہ تھے اور اگلی سلطنتونکا بھی یہی حال ہوا ہے اور یہ بڑی عبرت کی بات ہے

ذکر ابو ابراہیم اسمعیل منتصر ابن نوح کا اور اوسکا ماجرا ایلک خان کے ساتھ ماوراء النہر پر اور ابو المظفر نصر ابن ناصر الدین کے ساتھ خراسان پر

جب ایلک خان بخارا مین گیا اور ابو الحارث نابینا اور عبد الملک اور ابی ابراہیم اور ابی یعقوب اور
ابی صالح فرزند امیر نوح ابن منصور رضی کو اور اونکے چچا ابی زکریا ابی سلیمان ابی صالح غازی وغیرہ
سب خاندان سامانی کو گرفتار کیا اور حکم کیا کہ ہر شخص الگ الگ حجرے مین قید ہین کہ آپسمین مشورہ
نہ کر سکین کیونکہ آپسمین اسکے لیے احتیاط ہی مگر ابو ابراہیم قید خانے مین سے اوس لونڈی کا لباس
پہنکر نکل بھاگا جو ان قیدیون کو دیکھنے اور کھانا دینے آتی تھی جیسا کمیت شاعر اپنی
جورو کا لباس پہنکر قید خانے سے نکل بھاگا تھا اور منتصر وہانسے بھاگ کر ایک بڑھیا کے پاس
جا چھپا جب اوسکی تلاش موقوف ہوئی تو بامید اعانت خداوندی خوارزم گیا اور یہان اسکے پاس

سب چھپنے لگے بچے کچھے پیادہ سوار فوج سلطنت آن جمع ہوے کہ کچھ جمعیت اکھٹی ہو گئی سالار ابو
حاجب بخارا چلا اور ایلک خان پر رات کے وقت کہ وہ غافل سوتے تھے جا چھاپہ مارا اور خوب تلوار چلائی
اور جعفر تگین کو مع سترہ آدمیون کے پکڑ کر جرجان کو چلدیا اور کچھ باقی ایلک خان کے پاس بھاگے
کہ اونکا ارسلان نے تعاقب کیا اور اونکو مارتے مارتے حدود سمرقند تک لیگیا سمرقند پر تگین خان
ایلک خان کا نائب لشکر جرار لیے ہوے موجود تھا وہ اس سے کوہک کے پل پر آن بھڑا اور اس فوج
شکستہ کی مدد کے لیے لڑنیکو موجود ہوا سو ارسلان اوسپر نہایت سختی سے حملہ اور ہوا کہ گویا زمین پر آگ
لگادی لاچار تگین خان بھاگا اور جو کچھ مال اوسکا ہاتھ لگا وہ اپنی درستی سامان مین صرف کیا اور اودھر
ابو ابراہیم منتصر اپنی کچھ جمعیت لیے ہوے بخارا آیا اہل بخارا اوسکا یہ حال خوش دیکھکر خوش ہوے کہ باہر آ
آیا ایلک خان کو خبر آئی کہ ابو ابراہیم آیا تو اوسنے اپنے ترک اکھٹے کیے اوس سے لڑائی کی تیاری کی اور
ارسلان جاذب کیخدمت مین آنے کے لیے پھر الیکن راہ مین سے احتیاطاً آمل شط پر پڑ گیا وہانکا سب مال
سمیٹا اور جب اوسمین بسما سکا تب ابی ورد کے جنگل مین چڑھ گیا اور اوسپر بھی قبضہ کیا اور نیشاپور کا قصد کیا
اور وہان سپہ سالار نصر ابن ناصر الدین سبکتگین تھا اور نیشاپور سے چار کوس پر دو گانون مین بغاغن اور
بسنجہ ان دونون کے درمیان جنگ ٹھہری اور یہ بدھ کے دن اٹھائیسوین ربیع الاول سنہ ۳۹۱ھ کو
بہت سخت لڑائی ہوئی اور ابو ابراہیم کی فوج نے نصر کی فوجکو آن گھیرا تو نصر کی فوج کو یہ مصلحت سوجھی
کہ ہرات چلے جاوین کہ شاید اللہ مدد کرے آخر شبکو کوچ کر دیا اور فجر ہوتے ہوے بوزجان پونہچے
اور منتصر نیشاپور پر قابض ہو گیا اور بہت فوج اوسکے پاس جمع ہو گئی سلطان یمین الدولہ امین الملۃ
یہ سنتے ہی نیشاپور کو چلا منتصر نے جو سنا تو اسفرائین کو چلا گیا اور اپنے ساتھ سب بیدل لیے اور
باقی اپنے لوگونکو اطراف اور پرگنونپر پھیلا دیا کہ محصول لیکر آوین تا سب اخراجات اور تنخواہ فوجمین کام
آوے لیکن اسنے سنا کہ دوڑ آتی ہے تو وہانسے بھی بھاگا اور شمس المعالی قابوس ابن وشمگیر کے پاس بامید
مدد فریادی پونہچا اوس نے اسکی خوب مدد کی اور اتنا دیا کہ یہ راضی ہو گیا اور ایک بار ہی اسقدر دیا کہ دس
بیل معہ سونیکی جھولون کے اور تیس بہت اچھے گھوڑے معہ اونکے برقع اور جھولون کے اور بیس خچر
اور کہ اونکے ساتھ پچاس اونٹ اسباب اور فروش نادر اور عمدہ اور طبرستان کے بورئیے اور عجائبات
خزانے جرجان کے لدے ہوے تھے دیئے اور سواے اسکے دس لاکھ درہم اور تیس ہزار دینار اور

ڈیڑھ سو تھان دیبای ششتر اور سقلاط عضدشاہی اور فخرشاہی اور طاقے اور سب کپڑے مصری دیے اور اوسکے لشکریونکو عشرینات دین کہ اونکے کام آوینگی اور کہا کہ آپ رے کو جائیے کہ وہانکے لوگ بہت سست اور ضعیف ہین اور دشمن کے حملے کی تاب نہین لاسکتے اور علاوہ اسکے اونمین آپس مین عداوت بہت ہی اس سبب سے جو جاتا ہی اوسپر قبضہ کرلیتا ہی اور اپنے دونون بیٹے دارا اور منوچہر کو لشکر جیل اور دیلم اور کردی اور عرب دیکر اوسکے ساتھ کیا کہ منتصر کی اس ولایت کے چھڑانے مین امداد اور اعانت کرین اور ہر طرح پر اوسکے شریک حال ہین تاکہ پھر اوسکو اپنی ولایت خراسان کے لینے مین قوت حاصل ہووے منتصر نے یہ مشورہ بہت پسند کیا اور استخارہ کیا اور یہانتک چلا کہ رے پر جا پونہچا اہل رے نہایت خوفناک ہوے اور آپسمین کہنے لگے یہ کیا آیا گویا آفتون اور مصیبتونکی جھڑ آئی ہی غرضکہ چند سردار لوگ ذی حوصلہ اور دل چلے بھی رے سے باہر نکلکر اوسکے مقابلے کو روبرو آئے اور ڈیرے لگائے اور پوشیدہ چند معتمد ارسلان بالو اور ابوالقاسم سمجور وغیرہ کے پاس بھیجے جو منتصر کے معتمد تھے کہ کسی حیلے اور بہانے سے منتصر کو یہانسے ٹالین اور اونکو کچھ مال بھی دیا وہ اپنی طمع اور امید پر فریب بازی کے لیے موجود ہوے اور منتصر کو سمجھایا کہ سلاطین مشرق یعنی آل سامان باوجود اپنی عزت اور عظمت کے تیری تعظیم کرتے ہین تو تجکو بہت ہی نازیبا ہی کہ جو لوگ قرابت اور دوستی کے مدعی ہووین اونسے مخاصمت اور جنگ کرو صرف تمھارے ذریعے سے اونکو روٹی ملتی ہی اگر تمکو ملے تو اونکے حق مین غنیمت ہی اور اگر تمکو لاچاری ہووے تو اونپر تکلیف ہی یعنی وہ تو تمھارے رنج و شادی مین شامل ہین پس اوسکی راے کو رے سے پھیر دیا اور خراسان پر متوجہ کیا سو رے کو چھوڑا اور دامغان کو چلا اور اب شمس المعالی کے دونو بیٹے اوس سے جدا ہوکر جرجان کو چلے گئے سو یہ تدبیر بری پڑی اور تقدیر کی حقیقت کھل گئی برائی قسمت کی کوئی بھی دور نہین کرسکتا ہی اور وہانسے نیشاپور کو چلے کہ جہان وہ ہی ابوالمظفر سپہ سالار موجود تھا اب اس سے وہ ہی خطا ہوئی جو پہلے ہوئی تھی کہ احتیاطاً اوس سے کنارہ کش ہوکر بوزجان چلا گیا اور منتصر شوال سنہ ۳۹۱ ہجری مین داخل نیشاپور ہوا اور اپنے لوگ پرگنون پر بھیجے کہ محاصل حاصل کرین اور سپہ سالار مذکور نے سلطان یمین الدولہ امین الملۃ سے مدد مانگی اوس نے داروغہ کلان مسمی تونتاش والی ہرات کو حکم کیا کہ شجاعان ترک اور دلیران ہندوستان لیکر بہت جلد جاوے جب اوسکو اس سامان کے ساتھ تقویت ملی تو نیشاپور کو روانہ ہوا اور منتصر ارسلان بالو اور ابی نصر ابن محمود اور ابوالقاسم ابن سیمجور کو لیکر اوسکے سامنے آیا اور سخت لڑائی ہوئی کہ آل سامانیہ

مطابق سنہ ۱۰۰۰ع

بھاگ نکلے اور ابوالمظفر نصر بن ناصر الدین سبکتگین نیشاپور پر قابض ہوگیا اور منتصر ابی ورد گیا اور دیکھا کہ پیچھے دوڑ آتی ہی تو جدھر جان گیا چال اسکا جو شمس المعالی قابوس نے سنا تو اوسکے مقابلے مین دو ہزار کردی بھیجے کہ اوسکو وہانسے بھی بھاگنا پڑا اور مدد سے مایوس ہوا اب حیران تھا کہ کدھر جاوے اور اولٹا پھرنا پڑا اسی درست جوری کے باب مین تھی رے پر چوکا اور چونکہ ارسلان بالو منتصر پر ناز کرتا تھا اور حد سے بڑھکر بات کرتا تھا اور جسکا یہ ارادہ کرتا تھا وہ اوسپر تکرار کرتا تھا یہانتک کہ اوسکی ہر بات پر جو اوسکے مونہہ سے نکلتی تھی جھگڑتا تھا اور یہ بھی تہمت منتصر نے ارسلان بالو پر لگائی کہ تو سیمجور سے عداوت رکھتا ہے کہ اوسکا رتبہ ہمارے یہان اختصاص کا ہے اور وہ اس جنگ مین کہ ہمنے ابوالمظفر سے شکست کھائی شامل تھا تو نے اپنے حسد اور عداوت سے ہمارا کام بگڑوا دیا تو اوسکی اسی مین یہ آیا کہ ارسلان بالو کو قتل کرنا چاہیے تاکہ تشفی ہووے اور یہ سب کام درست ہووین سو اوسنے ناگاہ اوسکے ٹکڑے ٹکڑے کردیے اس خیال سے اوسکو آرام ہوا اب سارے لشکر کو یہ کام اسکا ناگوار معلوم ہوا پر ابوالقاسم سیمجور نے منتصر کیطرف سے عذر و معذرت کرکے فتنہ فرو کیا لیکن اس سب لشکر نے یہ ارادہ کیا کہ سرخس کے سردار کی کہ اوسکا باپ فقیہ تھا مدد کرین کہ وہ منتصر کے ساتھ مدد اور سامان دینے پر تیار تھا تو یہ لوگ ابی ورد کی راہ ہوکر وہان گئے اور وہان کا سب محاصل لیا اور جو کچھ کہ اوس سردار نے دیا اوس سے اپنا اسباب درست کیا اب یہ خبر ابوالمظفر سپہ سالار کو ہوئی کہ یہ لوگ اس طرح جمع ہوگئے ہین وہ نیشاپور سے ایک جمعیت بہادرونکی لیکر چلا تاکہ اونکو دفع کرے اور اودھر سے منتصر آلو پہنچا کہ ان دونون مین جنگ شروع ہوگئی اور بہت سخت لڑائی ہوئی منتصر کی فوجکو ہزیمت ہوئی اور ابوالقاسم سیمجور اور لوتاش حاجب پکڑے آئے کہ انکو غزنہ بھیجدیا گیا اب منتصر کو سوای ہلاکی اور تباہی کے اور کچھ میسر نہوا اور ابوالمظفر باشان و شوکت واپس چلا آیا ابومنصور ثعالبی نے یہ شعر مجکو سنائے شعر اوّل شعر

زمانے نے دکھائی تازہ رونق ۔۔ ہوے باغی شکستہ حال و پامال

منتصر بھاگتے بھاگتے اتراک غزی کے مقامات مین جا پونہچا ان لوگونکو بسبب شرافت آل سامان کے اور اونکے کرم و احسان کے اوسکے ساتھ توجہ اور میلان خاطر ہوا اور چڑھتے چڑھتے چلا گیا کہ ایلک خان کے پاس شوال سنہ ۳۹۳ہجری مین جا پونہچا پر وہ اپنا بدلہ لینے کے لیے اوسکے درپے ہوا اور حدود سمرقند پہ آکے ڈیرے لگائے اب قوم غزی نے آپس مین مشورہ کیا کہ اپرات کو مطابق سنہ ۱۰۰۳ء

جھاپہ مارے اور ایسا ہی کیا کہ بیخبر آن پڑے اور خوب لوٹا اور مارا اور اوسکے بڑے سرداروں کو پکڑ کے لیگئے
اور یہ مشورہ کیا کہ منتصر کے حوالے نکرین بلکہ کچھ مال لیکر انکو چھوڑ دینگے یہ خبر منتصر کو ہوئی کہ یہ لوگ آپسمین یہ جھگڑ
رہے ہین کہ ایلک خان سے دوستی کرنی چاہیے اور ان قیدیونکو واپس دینا چاہیے کہ اوسکی خدمتین ہمکو سود
ہوگا اُنسے اوسکو ایسا شبہہ ہوا کہ پانون کے تلے کی زمین نکل گئی اور آنکھونکی نیند جاتی رہی پھر سات سو
سوار اور پیدل لیکر چلا اور آمل شط تو بہت دور تھا پر دریا جو جما ہوا تھا تو اوسپر پیال بچھا کر پار اوتر گیا اور اوسکے
پیچھے دوڑ چلے لیکن دریا سے اوتر نسکے اور آمل شط مین پہنچکر سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کے پاس پیغام بھیجا
کہ ہمارے بزرگون کے حق آپ پر بہت ہین اور اب ہمپر بہت سختی ہے کہ دشمن ہجوم کر رہے ہین اور اب ہم
تمہارے تابعدار ہین اور تمھاری مدد کے محتاج ہین اور آمل شط سے مرو کو چلا کہ ترکون کے ہاتھ سے
جان بچے اور مشکون اور کشتیون کے ذریعے سے دریا پار ہوگیا اور ابو جعفر خواہرزادہ سے کہ باپ اوسکا
نہایت کمینہ تھا اور دولت سامانیہ مین اوسکو عروج ہوگیا تھا اور سلطان یمین الدولہ نے اپنی عادت
کے موافق اوسکو اوسکے باپ کی جگہ مقرر کردیا تھا مدد کی درخوست کی اوسنے اوسکے قاصد کو بہت سوائی
سے نکال دیا اور خود سامان جنگ کرکے اوسکے مقابلے پر آن موجود ہوا مگر منتصر کی فوج نے اوسکو مار کر
متفرق کردیا اور ابیورد کی راہ لی کہ سنہ ۳۹۰ ہجری مین وہان جا پونہچا اور سلطان یمین الدولہ مطابق سنہ ۱۰۰۰ء
نے اوسکے قاصد کو عزت دی اور پیغام کو بہت خوشی سے قبول کیا اور کچھ مال بھیجا کہ اپنا سامان درست
کرے اور خواہرزادہ پر حکم بھیجا کہ اسکی خدمت مین اطاعت اور طاعت کے ساتھ حاضر ہووے اب وہ
لاچار حاضر ہوا اور جو قصور کہ اوس سے ہوا تھا اوسکا عذر کیا اور جبکہ ابو نصر نے سنا کہ منتصر آیا تو اوس نے
اپنے بادشاہ خوارزم شاہ کی اطاعت چھوڑ کر اسکی اطاعت کی اور اوسکے نام کا خطبہ قصبہ نسا مین پڑھا
اس کام سے اسکے اہل نسا کو خوف ہوا کہ شاید خوارزم شاہ کو ہماری شرکت کا بھی گمان گزرے تو اونھون نے
باظہار اپنی دوستی کے دربار شاہی مین یہ حال لکھ بھیجا وہانسے ابو الفضل حاجب چلا کہ اس شر کو دفع کرے
اور ابو نصر منتصر کے ساتھ ہوگیا اور بہت جمعیت بہم پونہچائی اور منتصر براہ استو خبوشان پر روانہ ہوا اور
ابو الفضل بھی فوج خوارزم شاہ کی لیکر مقابلے پر آیا اور رات کو اتفاق جنگ ہوا اور خوب لڑائی ہوئی
جب صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ ابن محمد اور ابن حسام الدولہ تاش مرے پڑے ہین اور باقی بھاگ گئے
اور منتصر اسفرائین بھاگ گیا وہان کے لوگون نے بھی اوسکو وہان گھسنے نہ دیا کہ محنت اور فتنے مین پڑینگے

پس اپنے چند آدمی لیے ہوے سرخس کو پھرا اور کچھ یہان ٹھہرا کہ باقی لوگ بھی آکر جمع ہوے اور پھر چاہا کہ دریا سے
اوترکر قنطان پونہچا اور اب کو توال بخارا اوسکی گرفتاری کو آیا اور سب طرف راستے بھاگنے کے بند کر دیے
سو منتصر نے ارادہ کیا کہ آنکو چھاپہ مارے اور کر گزرا اور خوب مارا اور اپنی جان بچاکر لے نکلا اور آبغر نور
بخارا مین پہنچا اور لوگون نے قصبہ دبوسیہ صغدی مین امان لی اور اوسکے لوگون سے مدد مانگی اور یہ وہان گیے
لوگون پر جا پڑا کہ اونکو خوب مارا اور ابن علمدار سپاہ سالار سمرقند نے منتصر کو اپنی طرف مائل کیا اور تین ہزار آدمی لیکر
آن حاضر ہوا اور بخارا کے امرا نے تین سو غلام اسکی خدمت مین بھیجے اور اسکے سوا اور بھی سلوک کیا اور قوم غزی
اوس سے آن ملے تو اوسکو کچھ قوت حاصل ہوئی ایلک خان نے سنا کہ منتصر سامان بہم کر کے پھر آیا وہ بھی
اپنے ترک لیکر آیا اور بوزگند پر لڑائی ہوئی اور خوب تیر و تلوار چلی اور ایلک خان کا لشکر بھاگا اور قوم غزی
اونکے پیچھے ہوئی یہانتک لوٹا کہ ہاتھ تھک گئے اور یہ شعبان ۳۹۴ سنہ ہجری مین ہوا ایلک خان مطابق سنہ ۱۰۰۴ع
اپنے دیار ترک کو گیا اور پھر لوگ جمع کر کے واپس آیا کہ بدلہ لیوے اور قوم غزی مال لوٹ کر اپنے وطن بھاگ
گئے اور منتصر اور ایلک خان مین درک اور خاوس سروشنی کے میدان مین جنگ شروع ہوئی ابو الحسن ابن
طاق نے ایلک خان سے امان مانگی اور اوس سے جا ملا اور اپنے پانچ ہزار آدمی اپنے ساتھ لے لیے
اب ایلک خان نے منتصر کے لوگ خوب کاٹے اور منتصر لاچار بھاگا اور تختون پر بیٹھکر دریا اوتر گیا کہ
اون دنون مین کشتی اور پل نہ تھا اور پھر اپنی جان بچاکر اندخوز جوزجان کے علاقے مین گیا اور اوس
جنگل مین جو گھوڑون کا ریوڑ چرتا تھا اوسکو ہانک لیگیا اور اپنے لوگون مین تقسیم کر لیا اور پھر جنگل کو چڑھ گیا
کنزاغول کے پل پر جا پونہچا سلطان یمین الدولہ کو جو خبر ہوئی تو بدین خیال کہ منتصر کچھ سامان اور مدد
بہم نہ پہنچا لے ارادہ کیا کہ بلخ جلد چلے اور فرلغون ابن محمد کو چالیس سردار فوج کے دیکر اسکے پیچھے
دوڑایا کہ اوسکو وہانسے دور کرین سو منتصر نے اوسکو بہت عاجز کیا اور پھر چند علاقہ قہستان مین چلا گیا
کہ جہان جاتا تھا وہان تلوارین نظر آتی تھین اور جدھر بھاگتا تھا موت سامنے موجود تھی اور اب نصر بن
ناصر الدین سبکتگین مع طغانجق والی سرخس کے اور ارسلان جاذب والی طوس کے اوسکی گرفتاری کے
لیے دوڑے اور وہانسے بچکر جوبند اور وہانسے بسطام گیا وہان قابوس نے دو ہزار کردی شاہ جانی لیکر
اوسکو نکالدیا کہ وہانسے بیار گیا اور جسکے مشورے پر بسطام آیا تھا اوسکو ملامت کی اور بہت تنگ اور
حیران ہوکر قصبہ نسا مین آیا اب سرخک سامانی نے جو ایلک خان سے ملا ہوا تھا اوسکے مشورے سے

ایک فریب بنایا کہ منتصر کو خط لکھا کہ تم ہمارے پاس آؤ اور ہم اور تم ملکر ایلک خان سے لڑینگے پس بہت سا تردد کیا اوسکی عقل مانع تھی اور حرص و امید اوسکو ابھارتی تھی پس آخرکار سوار ہوا اور چلا اور ابھی حماد کے کنوئین جو آمل کے جنگل مین تھا پونچا تھا کہ اوسکا لشکر اوس سے جیحون پر پہلے پونچا اور دیکھا کہ جیحون جما ہوا ہی اور اوسکے ساتھ بھاگتے بھاگتے تھک گئے تھے کہ نہ دن چین اور نہ رات نیند آور آپسمین مشورہ کیا کہ سلیمان اور صافی بلائی خان کے حاجبون کے پاس چلے گئے اور جاکر کہا کہ سامانی بہت پاس ہی اور اپنی محنتون اور کوشش سے لاچار اور تنگ ہوگیا ہی پس ہر شخص اوسکو پکڑ سکتا ہی اب ابو ابراہیم نے کچھ فوج دیکھی اور اونسے کچھ مقابلہ کیا اور پھر بھاگا اور آوسکے دو بھائی اور اونکی بارباط بشری پر پکڑے گئے اور اوترکند قید ہوکر بھیجے گئے اور بھاگتے بھاگتے فرودگاہ ابن بہیج عربی مین جو قافلہ عرب اس جنگل مین تھا آنکر دم لیا اور ماہ روی بندار منجملہ تابعین سلطان یمین الدولہ کے اوس قافلے مین تھا کہ اوس نے اوس قافلے کو اشارہ کیا کہ اوسکو ہر طرح اور ہر وقت و کے رکھین پس جب رات ہوئی تو ان لوگون نے اوسپر حملہ کیا اور حلال کر ڈالا کہ زمین اوسکی خون سے لال ہوگئی گویا ابو تمام نے اسی کے لیے یہ شعر کہے تھے شعر اوّل

شعر

	خود ہی نعرت تھا جب نہ نصرت		مرگیا اک جوان نیزون مین

مطابق ۱۰۰۴ء اور اوسکی لاش کو رود بازرم کے پاس آب مرغ مین ربیع الاول ۳۹۵ سنہ ہجری مین دفن کیا اب خبر سلطان یمین الدولہ کو پہنچی تو حکم دیا کہ بندار قید ہوکر آوے اور اوسپر سزا ناحق شناسی کی جاری ہووے اور حکم دیا کہ ابن بہیج عربی کو اور سب عرب کے قافلون کو لوٹ لین اور اوجاڑ دین

اور اب خاندان آل سامان کی خاک اوڑگئی

فہرست سلاطین سامانیہ ابتدا سے جبتک کہ سلطان یمین الدولہ اوسکا مالک ہوگیا

سلطنت بنی سامان کی ماوراء النہر اور تمام خراسان مین مع اوسکے سب متعلقات کے اور وقت بوقت سجستان کرمان جرجان طبرستان ری تا بحدود صفہان مین ایکسو دو برس اور چھ مہینے اور دس دن تک رہے سب مین اول ابو ابراہیم اسماعیل ابن احمد ہی کہ اسنے پندرھوین ربیع الاول

مطابق ۹۰۰ء ۲۸۷ سنہ ہجری روز سہ شنبہ کو عمرو بن لیث کو اطراف بلخ مین قید کیا اور خراسان کا مالک ہوا

مطابق ۹۰۷ء آٹھ برس تک سلطنت کی اور ۲۹۵ سنہ ہجری چودھوین صفر منگل کی رات کو مرگیا مرد نیک اور عادل اور خلیفۂ وقت کا مطیع تھا اور بعد اسکے ابو نصر احمد ابن اسماعیل نے چھ برس تین مہینے

سلطنت کی اور اوسکے غلامون نے شب پنجشنبہ تاریخ تئیسوین جمادی الآخر اوسکو مار ڈالا اور موافق اپنے
باپ کے نیکخو اور صاحب عدالت تھا اوسکے بعد سلطان شہید ابو الحسن نصر ابن احمد ہوا تیس برس خوب
شجاعت اور بلند ہمتی سے سلطنت کی بعد اوسکے نوح ابن منصور نے بارہ برس تین مہینے سات دن
سلطنت کی اور روز سہ شنبہ اونتیسوین ربیع الآخر ۳۴۳ سنہ ہجری کو بخارا مین مر گیا مطابق ۹۵۴ء
اوسکے بعد عبد الملک ابن نوح نے سات برس چھ مہینے گیارہ دن سلطنت کی اور چار گھڑی دن رہے
یوم پنجشنبہ گیارھوین تاریخ شوال ۳۵۰ سنہ ہجری مین گھوڑے کا پانون پھسل گیا زمین پر مطابق ۹۶۱ء
گر گیا اور بخارا مین مر گیا اور اوسکی جگہ منصور ابن نوح نے پندرہ برس نو مہینے سلطنت کی اور بخارا مین
سہ شنبہ گیارھوین شوال ۳۶۵ سنہ ہجری مین مر گیا اوسکے بعد نوح ابن منصور نے مطابق ۹۷۵ء
اکیس برس نو مہینے سلطنت کی اور بخارا مین بروز جمعہ تیرھوین رجب ۳۸۷ سنہ ہجری مطابق ۹۹۷ء
مین مر گیا بعد اوسکے ابو الحارث منصور ابن نوح نے ایک برس نو مہینے سلطنت کی اور بکتوزون اوسکے
غلام نے سرخس مین روز چہارشنبہ بارھوین صفر ۳۸۹ سنہ ہجری کو قید کیا اور اوسکے بھائی مطابق ۹۹۸ء
عبد الملک بن نوح سے بیعت کی گئی سو اسکا تخت سلطنت پر قدم دھرنا اور سلطان یمین الدولہ امین الملۃ
کا اوس سلطنت پر قبضہ کرنا برابر ہوا اور جب بخارا آیا تو ایلک خان نے اوسکو قید کیا اور سلطنت چھین لی اوسنے
آٹھ مہینے سترہ دن حکمرانی کی بعد اوسکے ابو ابراہیم منتصر اسماعیل ابن نوح کے وقعات ابھی گزرے فقط

ذکر اون سببون کا کہ جنکی سبب درمیان ناصر الدین سبکتگین اور خلف ابن احمد والی سجستان
کے کبھی اتفاق ہوا اور کبھی مخالفت ہوئی اور ذکر اوس سبب کا کہ آخر سلطان یمین الدولہ
امین الملۃ کو اوسپر حملہ کرنا پڑا اور ملک اوس سے چھن گیا اور ذکر واقعات
ہند کا اور ذکر اوسکا جو سلطان یمین الدولہ امین الملۃ نے ارادہ کیا پورا ہوا

اس کتاب کے شروع مین ذکر ہوا ہے کہ خلف ابن احمد والی سجستان کی امیر منصور ابن نوح نے مدد کی اور
اوسکو اوسکی جگہ پر پھر قائم کیا جب خراسان مین فتنہ پھیلا کہ سرداران و حاکمان خراسان تو اوسمین مصروف
ہوے اور یہ فارغ البال خوب آرام اور راحت سے سجستان کے محاصل سمیٹنے پر مصروف ہوا یہانتک کہ
اسکو ہمت اپنے ملک کے افزایش کی اور امرا کے ساتھ مقابلے کی پیدا ہوئی اور جب ناصر الدین سبکتگین
ہندوستان پر متوجہ ہوا کہ اوسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے تو خلف ابن احمد نے نسبت کا خالی ہونا کو توال اور

محافظین بادشاہی سے غنیمت جانا کہ کسی نے ابتک اوسپر قبضہ نکیا تھا اب اسی نے اوسپر اپنے کچھ لوگ بھیجے کہ اسپر قبضہ و عمل اپنا کیا اور اپنے نام کا خطبہ جاری کیا اور اموال اور محاصل اوسکے خوب فراہم کیے جب ناصرالدین سبکتگین ہندوستان سے پھرا تو اوس نے یہ حال بست کا سنا اور نہایت غضبناک ہوا بست پر حملہ کیا شوکت خلف کے لوگ اپنی جان بچاکر بست سے بھاگ گئے اور ناصرالدین نے اب خلف پر چڑھائی کا ارادہ کیا اور اوس باب مین استخارہ کیا تو خلف ابن احمد نے ناصرالدین کے پاس قاصد بھیجا کہ میرا مقصد اپنے آدمیون کا بست پر صرف آپکی دوستی اور رعایت کے لحاظ سے تھا کہ آپکی ولایت کی مینے بذات خود حفاظت کی اور جسقدر مال اور سب محاصل کہ دستیاب ہوا ہی اوس سب کا مین ضامن ہون اور جسقدر جو زیادہ مال ہین دیتا ہون صرف اوس قصور کے بدلے ہی کہ مین نے آپ کے آدمی بست پر سے اوٹھا دیے تھے تاکہ مین فضیحت جنگ سے محفوظ رہون ناصرالدین نے دیدہ و دانستہ اوسکا یہ عذر قبول کیا اور اوسکے عذر سے دست بردار ہوا کہ اوس نے اپنا قبضہ بست سے اوٹھا لیا اور عذر پیش کیا اور اوس سے زر محاصل وغیرہ طلب کیا سو اوس نے ادا بھی کیا اور باقی کے لیے اوسکی مرضی کے موافق ضمانت دی پس اب ان دونون مین جب تک صلح رہے کہ ابوعلی ابن سیمجور کا جھگڑا ہوا اور اوسکو نیشاپور پر شکست دی گئی کہ اوسکا ذکر اوپر ہو چکا لیکن حقیقت مین تو خلف کو ابوعلی ابن سیمجور سے عداوت تھی اس لیے وہ بذات خود اپنی فوج لیکر ناصرالدین کے ساتھ اوسکے مقابلے پر آن موجود ہوا اور ظاہر مین ناصرالدین پر احسان کھا اور وجہ اس عداوت کی یہ ہی کہ ابوعلی نے سبط دارالامارت مین خلف کو گھیر کر شکست دی تھی اب ناصرالدین اوسکو اپنے ساتھ قوشج لیگیا اور اوس مقام پر اوسکو چھوڑ دیا تا سفر کی محنت سے بچے اور خود طوس جاکر ابوعلی سے لڑا اور اپنا بدلہ لیا ابوعلی کو جب نکال چکا اور اس سے فارغ ہوا تو پھر خلف کیطرف اپنا لشکر اس شوکت اور شان کے ساتھ بھیجا کہ آگے اوسکے گھوڑے اور پیچھے مال و دولت کے اونٹ تھے شعر

کرین وہ تعریف تو ہی سزا	جو وہ چپ رہین مدح کرتا ہی مال

اب ناصرالدین سبکتگین اور خلف مین خوب صاف محبت ہوگئی کہ اوسمین کچھ شبہہ نرہا اور یہ صفائی جب تک رہی کہ ناصرالدین واسطے نکالنے ایلک خان کے ماورالنہر گیا اور یہ صلح کی کہ کچھ بلاد تو ایلک خان لیوے اور باقی سب مملکت رضی کے محفوظ رہے اور خلق خدا شہری یا صحرائی سب امان سے رہین اب خلف ابن احمد کیطرف سے یہ باتین ہوئین کہ اوس نے ایلک خانکو خطوط بھیجے کہ بست اور اوسکے

مضافات پر حملہ آور ہووے اور ایسے ہی غزنا اور اوسکے متعلقات پر برانگیختہ کیا اور بمقابلہ ابو علی کے سبکتگین کی مدد کرنے پر اوسکو ندامت ہوئے اور اوسنے چند بار بر مجلس سبکتگین پر یہ تعریض کی کہ بادشاہونکی بادشاہت چھین لینا اور اونکے خاندانون کا تباہ کردینا نہایت برا ہی اور بیوقوفی اور بیعقلی خوب معلوم اور ظاہر ہی یہ سب باتین اوسکی سبکتگین پر کھل گئین ناصر الدین کو غصہ آیا اور فورًا ارادہ کیا کہ سجستان پر جلد پونچکر اسکا علاج کیجیے پر ابو الفتح علی ابن محمد بستی نے نہایت نرمی اور خوبی سے یہ بات کہکر اوسکا غصہ ٹھنڈا کیا کہ بہت خبرین غالبًا جھوٹ ہوتی ہین اور اونکے موافق جو مرتکب ہووے وہ بھی مثل قایل کے گنہگار ہوتا ہی جانور ہوائی بے دانہ و دام اور بے حیلے قابو مین نہین آتے ہین اور ایسے ہی لوگونکے دل بے احسان دام مین نہین آسکتے ہین لیکن باوجود اسکے اگر کوئی سخت بات کہی جاتی ہی تو پھر ایسی وحشت و نفرت ہوتی ہی کہ پھر قابو مین آنا بہت دشوار ہی یہ سنکر ناصر الدین کا دل ذرا ٹھہرا اور اوس جلدی اور طیش سے باز رہا اور ابو الفتح نے یہ شعر اپنے مجکو سنائے شعر اول شعر

	اگر چاہو کسی دلبر ہو قابو		و یا چاہو کرو تم دوست اپنا

اب پھر خلف ابن احمد نے خط بھیجنے شروع کیے کہ مین ان سب امور سے بری ہون اور ایسی حرکت سے خود بیزار ہون پس ناصر الدین نے یہ بھی معاف کردیا اور اپنے دلمین سے یہ سب مٹا دیا اور پھر تمام عمر اوس سے مدارات اور صفائی سے گذری یہانتک کہ مرگیا پھر اوسکے بعد سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کو خبر آئی کہ خلف میرے باپکے مرنے سے خوش ہوا شعر

	نہ خوش ہونا کہ یہ جو ٹل گیا ہی		فقط یہ تھا مگر اک اور بھی ہی

یہ بات یمین الدولہ نے اپنے دلمین رکھی کہ کبھی وقت اور موقع پر دیکھا جاوے گا یہانتک کہ ملک خراسان کا مالک ہوگیا کہ اوسمین کچھ کھٹکا اور کسی کا لگاو نرہا کہ اوس ہنگام مین خلف نے اپنے بیٹے طاہر کو قہستان پر بھیجا کہ اوسنے اسپر آکر قبضہ کیا اور پھر یہانسے جاکر فوشنج پر قبضہ کیا اور یہ اور ہرات بغراجق کی جاگیر تھی پس اوسکے چچا بغراجق نے اوس سے اذن مانگا کہ اس متغلب کو اپنی جاگیر سے نکالدون اور اجازت لیکر چلا کہ فوشنج کے میدان مین اوس سے لڑائی ہوئی اور خوب سخت واقعہ ہوا آخر طاہر بھاگ گیا اور بغراجق نے اوسکا پیچھا کیا اور چونکہ بغراجق نے اس جنگ سے پہلے شراب پی تھی تو اوسکو ایک حرارت بہادری کی تھی اور ایک حرارت شراب کی تھی اس لیے

اسی جوش شراب مین طاہر کے پیچھے تنہا بھاگا چلا گیا آخر طاہر ابن خلف نے اسکے ایسی تلوار ماری کہ
گھوڑے سے گرا اور پھر اوسنے اسکا سر اوتار لیا سو ہزیمت پہلے طاہر کو ہوئی اب بغراجق کو ہوئی اور
یہ خبر یمین الدولہ امین الملۃ کو پہنچی سو اسکو اپنے چچا کے مارے جانیکا بہت غم ہوا اور طاہر کی ان
حرکات سے یمین الدولہ کو خوب معلوم ہو گیا کہ ان دونون باپ بیٹونکی اور اونکی سلطنت اور اونکے
امرا کی ہلاکت قریب ہے کہ گاہی قریب اپنی موت کے چھری سے اپنا سر کرتی ہے اور چیونٹی جب مرنے
مطابق سنہ ۹۹۹ع لگتی ہین تو اوسکے پر نکلتے ہین اور پروانے کی موت آتی ہے تو خود آگ پر دوڑتا ہے سنہ ۳۹۰ ہجری مین
سلطان یمین الدولہ خلف ابن احمد پر چڑھ گیا اور وہ اسپہند کے قلعے مین
جو بہت بلند تھا جا بیٹھا سلطان نے اوسکا محاصرہ کیا اور جب اوسکا سب آرام کھانا پینا چین سے بیٹھنا اور سونا جاتا رہا
تب لاچار ہو کر نہایت عاجزی سے اپنی امان اور رہائی کی درخواست کی اور یہ شرط کی کہ ایک لاکھ دینار اور
جو کچھ سلطان پر نذر و نثار کے لایق ہوگا حاضر کرونگا سلطان نے درخواست قبول کی اور اپنے لوگ متعین
کر دیے کہ اوس سے یہ زر وصول کرین ورنہ جبتک اسی طور سے قید مین رہے اور اگرچہ اوسکی نیت یہ تھی
کہ سیستان کسی طور سے فتح کیجیے لیکن بالفعل یہ ارادہ ہوا کہ ہندوستان پر یورش کرے سو یکایک قصبہ
پیشاور پر آ ڈیرے لگا دیے اور یہی خبر آئی کہ راجہ جیپال اوسکے مقابلے پر چلا اور اسوقت لشکر مین سے
سلطان نے پندرہ ہزار سوار چھانٹے اور حکم دیا کہ باقیون مین سے کوئی شامل ہونے پاوے اور
راجہ جیپال بارہ ہزار سوار اور تیس ہزار پیادہ اور تین سو ہاتھی لیکر چڑھ آیا پس لڑائی شروع ہو گئی اور خوب
جنگ ہوئی کہ دوپہر مین قریب پندرہ ہزار آدمی ہندوستان کے مارے گئے اور پندرہ ہاتھی کہ
اونکی سونڈ اور پانون تلوار اور نیزے سے چھد گئے تھے گر پڑے اور راجہ جیپال اور اوسکے بیٹے اور اوسکے
پوتے اور بھتیجے اور نامی آدمی اوسکے اقارب اور شہر کے گرفتار ہو گئے اور سلطان کے پاس حاضر کیے گئے
اور راجہ جیپال کے گلے سے جو مالے موتیون اور جواہر کے کھولے دو لاکھ دینار کی قیمت کے تھے اور
اوس سے دوگنا اون لوگون کے پاس سے نکلا کہ قید تھے یا مارے گئے تھے بلکہ اوس سے بھی زیادہ
سلطان نے پانچ لاکھ لونڈی غلام فوج مین تقسیم کر دیے اور یہ سب مال اور قیدی لیے ہوے اپنے
خیمے مین آیا اور یہ ملک ہندوستان جو اوسکو فتح ہوا بہ نسبت خراسان کے بہت عمدہ ہے اور یہ واقعہ
مطابق سنہ ۱۰۰۲ع جو مشہور ہے بروز پنجشنبہ ہشتم محرم سنہ ۳۹۲ ہجری مین واقع ہوا اور یہ رای ہوئی کہ

راجہ جیپال سے صرف پچاس ہاتھی بہت اچھے لیکر اوسکو چھوڑ دئے اور جبتک کہ ہاتھی آوین تب تک اوسکا
بیٹا اور پوتا یہان زیر نظر ہین جیپال جب اپنے مکان پر آیا تو اوسنے اپنے بیٹے انندپال کو کہ دریای جیحون
کے اودھر اوسکا راج ہی خط لکھا کہ ہمپر بہت سخت لڑائی اور بڑی مصیبت ہوئی ہی اور پچاس ہاتھی کی
جو ہمپر طلب ہی جلدی بھیجدو کہ وہان بھیجے جاوین تاکہ بیٹا اور پوتا وہان سے آوے اوسنے یہ ہاتھی فوراً اپنے باپ کے
پاس بھیجدیے کہ یہانسے سلطان کے پاس بھیجے گئے اور وہانسے قیدی بھیجدیے گئے اور راجہ انندپال کو
یہ معلوم ہوا کہ اوسکا باپ بہت بڈھا ہوگیا ہی اور اب اوسکا ادبار آگیا ہی تو مناسب ہی کہ اب مرجاوے اور
یہ بھی دستور تھا کہ جب کوئی مسلمانون کے ہاتھ مین قید ہو جاتا تھا پھر وہ لائق راج کے نرہتا تھا اور جیپال
نے بھی جو دیکھا کہ مین بہت بڈھا ہوگیا ہون اور بہت رسوائی اور ذلت ہوئی اور جینا مناسب نجانا تو اپنا
سر منڈایا اور آگ مین بیٹھکر جل گیا اب سلطان نے دیکھا کہ جو ارادہ کیا تھا وہ پورا ہوا تو دوسرے حملے کا ارادہ
کیا اور بھٹنیر پر متوجہ ہوا وہان جاکر بسینہ زوری مقام کیا اور معلوم ہوا کہ بہت گروہ ہندوون کے جنگل اور
پہاڑ کی کھوہ مین چھپے ہوے تیاری کر رہے ہین سو سلطان نے اونپر فوج بھیجی کہ اونسے جاکر لڑین وہ
چڑھ آئے اور جنگ برپا ہوئی اور ایسی بڑی لڑائی ہوئی کہ گویا دنکو تارے دکھا دیے گئے اور وہ سب
بھاگ گئے اسکے بعد سلطان نے غزنہ کا ارادہ کیا اور وہان خلف ابن احمد نے اپنے جیتے جی اپنے
بیٹے طاہر کو اپنا قائم مقام سجستان کا والی اور فرمانروا کردیا اور تخت اور ملک سب اوسنے سونپکر آپ
الگ ہوگیا تاکہ سلطان کو معلوم ہووے کہ اب خلف نے سلطنت چھوڑکر زہد و ورع اختیار کیا ہی اور
عبادت الٰہی مین مصروف ہوا ہی کہ اب سلطان اوسپر کبھی حملہ نکرے جب طاہر کو ایک مدت گزری تو اوسنے
اپنے باپ کی نافرمانی اور اوسکی ناحق شناسی کرنی شروع کی پر خلف اپنے بیٹے کی مدارات اور ملاطفت
مین ہمیشہ متوجہ تھا یہانتک کہ جو کچھ اسکو اوس سے امید تھی اوس سے مایوس ہوگیا اور اپنے بیٹے
کو قلعہ اسپہند مین اس بہانے سے بلایا کہ مین بیمار پڑا ہون اور اوسکو سب وصیت کرے اور سب کچھ امانت
اور رازہاے خفیہ اوسکو سونپ دے پر اوسکا بیٹا اس حقیقت سے غافل اور اپنی تباہی اور ہلاکی
پر متوجہ ہوا اور خلف نے چند آدمی فوج کے پوشیدہ کر رکھے تھے کہ انھون نے طاہر کو گھیر لیا اور اوسکو
قید کردیا یہانتک کہ وہ اوس قید مین مرگیا یہ خبر جب طاہر ابن یزید سپہ سالار سجستان اور اور سب سپہ سالارون
نے سنی تو اونکے دلمین خلف کیطرف سے فساد پیدا ہوا اور خوف سرداری اور تابعداری سب دور ہوا اور

یہ شہر خلف سے چھین لیا اور سلطان یمین الدولہ کے لیے مقرر کیا اور اوسکو لکھ بھیجا کہ ہم سب آپکی اطاعت اور طاعت مین آ گئے اور یہان آپکا معتمد آوے کہ آنکر اوسپر اپنا قبضہ کر لے اور ہم در دولت پہ حاضر ہووین سلطان نے اونکی درخواست کے موافق کیا اور اونکو بہت انعام و اکرام دیا اور سلطان کے نام کا ۳۹۳ھ ہجری مین خطبہ شروع ہوا اب سلطان نے کہا کہ خلف پہ حملہ کیجیے اور اس شر کو دور کیجیے سو خلف ان دنون مین قلعہ طاق مین تھا کہ اوسکی سات شہر پناہین تھین اور دیوارین بہت بلند تھین اور ایک خندق اوسکے گرد بہت گہری اور بہت چوڑی تھی کہ اوسپر سے گذر نا محال تھا یہ جب ضرورت ہوتی تھی تو ایک پل بنا رکھا تھا کہ وہ ڈالکر اوتر جاتے تھے پھر اوٹھا لیتے تھے پس اوسکو سلطان کے لشکر نے گھیر لیا اور متردد ہوے کہ یہ خندق کیونکر بھرین کہ پیادہ اور سوار خوب آمد و رفت کرین اور اوسکے گرد کثرت سے درخت تھے سلطان نے حکم عام دیا کہ درخت کاٹ کر خندق بھر دین سو سب اوسپر پل گئے اور درخت کاٹ کر خندق مین بھر دیے اور سوار اور پیادے قلعے مین گھس گئے اور پھر ہاتھی چلے گئے اور خلف کے لشکر نے اوسپر پتھر مارنے شروع کیے اور ایک ہاتھی نے قلعے کے دروازے پر اپنے دانت اڑا کر دروازے کو اوکھاڑ کر پھینک دیا سب فوج اوسمین گھس گئی اور خلف کے لوگ بہت مارے گئے اور باقی سب نے شہر پناہون مین امان لی اور دوسری شہر پناہ پر چڑھکر گوپھنون مین پتھر مارنے شروع کیے اور اوسوقت کہ جنگ بہت گرم تھی خلف بھی باہر نکلا اور دیکھا کہ لڑائی خوب ہو رہی ہے اور دیکھا کہ ہاتھی آدمیونکو اپنی سونڈ مین پکڑ کر پہلے اونچا اوٹھاتا ہے پھر دونون دانتون مین پیس دیتا ہے اور پھر اور لوگون کو اپنے پانون تلے ڈالکر اڑا لتا ہے اور پھر دروازے پہ متوجہ ہوا کہ اپنے دونون کندھے کا زور دیکر اوسکو اوکھاڑ پھینکا خلف یہ سب کچھ دیکھکر کانپ گیا اور وحشت اور ہول کے مارے بیتاب ہو کر سلطان سے امان مانگی سلطان نے جنگ موقوف کی اب خلف نے اوسکی فوجکو انعام دینا شروع کیا اور پھر بموجب حکم سلطان کے حاضر دربار ہوا اور باوجود بڑھاپے کے زمین خدمت پر جھکا اور سلطان کے پاانداز جواہر اور مروارید کی لڑیان بچھا دین کہ کچھ شکر اوسکے احسان اور عفو کا ہووے سلطان نے اوسکی خوب عزت کی اور اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا کہ تمہارا سب قصور اور حرکات ہم بھول گئے اور اوسکو اختیار دیا کہ اس قلعے کے اسباب موجود سے جو اور جسقدر پسند ہو لیجاؤ اور جہان مناسب جانو رہنا قبول کرو اوسنے کہا کہ مجکو جوزجان کی آب و ہوا پسند ہے وہان رہنا منظور ہے سلطان نے حکم دیا کہ بعزت اور حرمت وہان پونہچا دیا جاوے چنانچہ وہان

مطابق ۱۰۰۲ء

چار برس تک بآسائش تمام رہا پھر سلطان کو خبر آئی کہ خلف خفیہ خطوط ایلک خان کے پاس بھیجتا ہی تاکہ سلطان کے مقابلے مین آوے اس لیے سلطان نے اوسکو احتیاطاً گردیز مین بھیجا کہ وہان اس خبر کی حقیقت معلوم ہوجاویگی اور اسکی حفاظت بھی خوب رہیگی پس یہان آکر نظر بند رہا یہانتک کہ رجب ۳۹۹ سنہ ہجری مین مرگیا اور سلطان نے حکم کیا کہ اسکا سب متروکہ بحفاظت رکھا جاوے کہ اوسکے بیٹے ابو حفص کو دیا جاویگا اور اس واقعے مین ابو منصور ثعالبی نے اپنے یہ شعر مجکو سنائے شعر اول شعر مطابق ۱۰۰۸ء

کسیکا وقت ہمیشہ نہین رہا یکسان		کہ کار سہل ہو دشوار و سخت ہو آسان	

اور خلف ابن احمد کے پاس بسبب اوسکی سخاوت اور بخشش کے اطراف و اکناف سے ہر وقت لوگ آتے رہتے تھے اور اکثر علما اور شعرا نے اوسکی مدح لکھی ہی اور ذکر اوسکا دیار و امصار مین بہت مشہور ہی اور اوس نے علما کو جمع کیا تھا کہ قرآن شریف کی ایک ایسی تفسیر لکھین کہ کوئی بات کسی مفسر کی اور کوئی معنی اور کوئی نکتہ باقی نرہے اور سب طریقے قرأت کے اور سب بحث نحو و صرف کے اور ذکر مذکر و مونث کلمات کا اوسمین درج ہووے اور احادیث جسقدر کہ متعلق اوس سے ہووین سب مذکور ہووین اور تیس ہزار دینار اسپر خرچ کیے اور یہ تفسیر نیشاپور کے صابونی کتب خانے مین موجود ہی اور اتنی بڑی ہی کہ کاتب کی عمر تمام ہوجاوے اور یہ ختم نہووے جبتک کہ چند کاتب ملکر نہ لکھین اور ابو الفتح نے کہا ہی کہ مین نے بے ارادے یہ تین شعر خلف کی مدح کے کہے کسی نے اوسکے پاس پونہچا دیے وہانسے یکایک ایک ہمیانی تین سو دینار کی میرے پاس آئی شعر اول شعر

یہ ہی خلف سب باقیون مین بزرگ		ہوا سب بزرگون مین رتبہ بزرگ	

مین نے ابو الفتح سے کہا کہ یہ بات تو ایسی ہوئی کہ سیف الدولہ ہمدانی کا قاصد جو بغداد مین آیا تو ابراہیم ابن ہلال صابی سے اپنے بادشاہ کے لیے شعر مانگے وہ وعدہ امروز فردا کا کرتا رہا مگر چلتے وقت اوس نے یہ شعر اوسکو دیے شعر اول شعر

کرون تجھ سے مین دوستی ایکوقت		مذمت یہی ہووے تب سیف کی	

سو جب قاصد پھر آیا تو تین سو دینار لیکر آیا اور ابو الفتح نے یہ قصیدہ بھی خلف کے لیے لکھا تھا شعر اول شعر

جو زمانے سے چاہے کچھ عزت		جسنے لاکھون بنا بگاڑ دیے	

اور ابو الفضل ہمدانی نے یہ قصیدہ اوسکی مدح مین کہا ہی اور وہ اس مین اپنے باپ کا بھی

ذکر کرتا ہی کہ وہ حاجیان مکہ سے اپنے وطن کا حال پوچھتا ہی شعر اوّل شعر

بہت سارات کے سینے پہ ہی زیور ستارون کا ۔۔ مگر خالی ہوئی زیور سے گردن صبح کی بالکل

ابو جعفر محمد ابن موسی موسوی شاعر نے کہا کہ یہ شعر خلف کے دروازے پر لکھے ہوے تھے شعر اوّل شعر

جسے ہو آرزو دیکھے وہ جنت ۔۔ یہان آکر وہ دیکھے منزل ایوان

اب سجستان بالکل صاف اور بے کھٹکے سلطان کے ملک ہو گیا اور جتنے فساد اور فتنے تھے سب مٹ گئے اور خلف کے سب لوگونکی طمع اس ملک سے اب جاتی رہی اب سلطان فتحمند غزنہ کو پھرا کہ اللہ نے اوسپر احسان کیا کہ ملک سجستان جو کبھی کسی کے قبضے مین نہ آیا تھا اوسکے قبضے مین آگیا اور ابو منصور ثعالبی نے سجستان کی فتح مین یہ قصیدہ لکھا ہی شعر اوّل شعر

زمانہ خوب روشن ہی ترے چہرے کی خوبی سے ۔۔ اوسنے زینت ہوئی کامل ترے چلنے کی خوبی سے

اور یہ شعر ابو الفضل بدیع نے کہے ہین شعر اوّل شعر

خدا نے کسقدر رتبہ کیا عالی ۔۔ فریدون ہی و یا اسکندر ثانی

اور سلطان نے سجستان پر قنجی صاحب کو جو ناصر الدین سبکتگین کے سپہ سالارون مین سے تھا متعین کیا اسنے خوب سیاست کی اور نہایت نرمی اور مہربانی سے پاکباز لوگونسے پیش آیا اور اہل شبہہ پر چشم نمائی کی چند دن جو عیش اور آرام سے گذرے اور کچھ فراغت اور وسعت حاصل ہوئی تو چند اوباش اہل فتنہ وفساد نے آپس مین مشورہ کیا کہ کسیکو اپنے ساتھ ملایا جاوے کہ وہ ہمکو لیکر سلطان پر چڑھائی کرے پس ان لوگون نے جھگڑا کھڑا کیا اور فساد مچایا سلطان نے جب یہ دیکھا کہ ملک سجستان میرے نائب اور میرے امین پر فساد کرتا ہی تو سپہ سالار ابو المظفر ابن ناصر الدین اور تون تاش حاجب اور ابو عبد اللہ محمد ابن ابراہیم طائی کو لیکر فوراً سجستان پر آگیا اور قلعہ ارک کا محاصرہ کیا کہ جسمین سرکش لوگ تھے اور اسکے لشکر نے شہر پناہ کو گھیر لیا اور سب مقامات پر متعین اور تقسیم ہو گئے اور بروز جمعہ بندرھوین شعبان سنہ ۹۳ ہجری چار گھڑی دن رہے لڑائی شروع ہوئی اور باغی لوگ خوب ہمت اور مدد باہمی سے لڑتے تھے آخر جب خوب جنگ ہوئی اور کچھ تھکے تو اب شہر پناہ کی فصیلون مین پناہ لینے لگے یہانتک کہ اندھیری رات مین سلطان کی فوج نے شہر پناہ پر قبضہ کر لیا اور سلطان کی مدد اور حمایت کا آوازہ دیا سو یہ باغی بھاگ نکلے اور باقی مارے گئے اللہ تعالی نے دوبارہ یہ ملک

مطابق سنہ [illegible]ء

سجستان سلطان کو دیا کہ یہ سب فتنے اور فساد سے خالی و پاک ہو گیا اور اب سلطان کی ہیبت اور رعب سجستان پر ایسا ہو گیا کہ بچھو سے بھی امن ہو گیا یعنی آہن بھی طاقت نہ رہی کہ ایذا دیوے اور کسی کا یہ شعر ہی شعر

خدا کرے کہ ہمیشہ ہو فتح تجکو نصیب ۔ کہ تیرے رتبۂ عالی پہ آگ چمکے ہی

اور ابو منصور ثعالبی نے یہ قصیدہ کہا ہی شعر اوّل شعر

بادشاہون پہ ہو غالب بادشاہت کے نگین ۔ تمکو زیبا ہی یقینًا دار و گیر کفر و دین

اور یہ سجستان مع نیشاپور صرف خرچ ذاتی ابو المظفر نصر ابن ناصر الدین سبکتگین کا مقرر کیا اور بلاد مشرق مین دونو ملک نہایت عمدہ ہین اور ابو منصور نصر ابن اسحاق کو اسکا وزیر مقرر کیا اور سب انتظام اور بندوبست اسکو سونپا کہ وہ انتظام اور سیاست اور تحصیل محاصل پر خوب مصروف ہوا اب سلطان بارادۂ جنگ ہندوستان کے بلخ کیطرف گیا شمس المعالی اٹھارہ برس تک خراسان مین مبتلای گردش حوادث رہا مگر کوئی اوسپر دست درازی نکر سکا اور باوجود ان تغیرات کے اوسکے صفات مروت اور ہمت مین کچھ فرق نہ آیا اور کوئی سردار اور امیر ایسا نہو گا کہ اوس نے اوس سے کچھ نہ کچھ فائدہ اور انعام نہ لیا ہو جسکے پاس جو سامان ہی اور جو گھوڑا کسی کے زیر ران ہی وہ اوسی کا انعام و احسان ہی اور سلاطین سامانیہ کو ہمیشہ یہ فکر رہی کہ شمس المعالی کو اوسکے ملک پر پونہچا دین اور اوسکے دشمن کو وہانسے نکالین لیکن اونکو اپنے حوادث اور آفتون سے اسقدر فرصت نہوئی اور یہ سب مشقت اور محنت اسکی تجربہ کاری کے لیے تھی کہ آخر اقبال اوسکا غالب ہوا اور اوسکو فتح نصیب ہوئی اور یہ شعر گویا اوس کے لیے کہے گئے ہین شعر اوّل شعر

گردش سے زمانے کی ہمین تم نہ ڈراو ۔ جو صاحب عزت ہی اوسی پر ہی مصیبت

اور جب کہ ناصر الدین سبکتگین میدان خراسان طی کر چکا اور ابو علی ابن سیمجور پر فتح پائی تو قابوس سے ملکر بہت خوش ہوا اور وعدہ کیا کہ ہم تمہاری مدد کرینگے پر اوسکو بلخ پر اتفاقًا جانا پڑا اور اس وعدے پر اتنا زمانہ گذرا کہ ابو علی ختم ہو چکا اور اوسکا قصہ مٹا اور پھر بطلب ابو القاسم سیمجور کے طرف طوس کے گیا اب پھر شمس المعالی اور ناصر الدین کے لیے وعدے ٹھہرے اور بہت اخلاق سے ملاقات ہوئی اور یہ ذکر آیا کہ فخر الدولہ والی رے نے بدر بن حسنویہ کردی سے مدد مانگی ہی اب ناصر الدین سبکتگین نے ارادہ کیا کہ اپنی فوج شمس المعالی کی مدد پر اون لوگون کے اوپر چڑھاوے اور ایلک خان کے پاس تون تاش اپنے داروغۂ کلان کو بھیجا کہ ماوراء النہر پر جو ہمارا اور تمہارا وعدہ محبت اور مدد باہمی کا ٹھہرا تھا کہ جو ملک ہاتھ لگے گا اوسمین ہم اور تم شریک ہونگے

سواب دس ہزار ترک نہایت دلاور اور خلاصہ اپنی فوج کے بھیجدے بھیجے اور شمس المعالی کو اونکے آنے تک ٹھہرایا
اور اسکی انتظار مین ناصر الدین ملنج چلا گیا پس اتنے مین کہ ایلچی آوے ناصر الدین سبکتگین گیا اب یہ سب کام اور
تمام بند و بست برہم ہوگیا اب اشراف لوگ محمود یمین الدولہ اور شمس المعالی کے درمیان آنے جانے لگے
کہ یمین الدولہ محمود اوسکی امید برلاوے اور اوسکے دشمنونکو مٹاوے یمین الدولہ محمود نے اقرار کیا کہ ہم جرجان
پر قرار پذیر ہوکر دو مہینے بعد تمہاری مدد کرینگے اور وہ اس بات پر انکار کرتا تھا کہ اوسکی رعیت دشمنونکے
ظلم اور ستم سے تباہ ہوئی جاتی ہے جا ہیے کہ مملکت میری جلد دلائی جاوے لیکن سلطان یمین الدولہ
کو اوسکے باپ کے مرنے سے یہ امر ضروری پیش آیا کہ اپنے باپ کی میراث کا اہتمام کیجے اور اپنے
بھائی کے حال پر متوجہ ہووے اور وطن جلدی جاوے تو شمس المعالی سے اسقدر کام کے لیے
رخصت مانگی اور غزنہ کو روانہ ہوا کہ اللہ تعالی نے اوسکے سب کام آسان کیے اور سب زخم بھر گئے اور جب
فخر الدولہ مرا تو ابو القاسم قومس سے جرجان پر جا قابض ہوا شمس المعالی نے سلطان کو لکھا کہ جرجان پر میری
مدد کرے تا یہ ملک پھر میرے ہاتھ آوے سو سلطان وعدہ کیطرف چلا اور اب ابو القاسم استر آباد
مین تھا اور بمقام ری ابو العباس اور فیروزان ابن الحسین دار ان دیلم اور اکراد کو اکھٹا کرکے سامان درست
کیا اور ابو القاسم کو بخارا مین یہ لالچ دیا گیا کہ قہستان اور ہرات پر قبضہ کرلیوے اور حکم ہوا کہ خراسان
مین پھر آوے کہ اپنے سامان اور اسباب سے مدد کیا جاوے سو اوس نے ارادہ کیا کہ اس سب وعدے
پھر جایئے اور اس سب کے خلاف کیجیے اور کچھ خیال نکیا کہ جسکو اپنی مدد پر بلایا تھا اوس سے جدا ہونے
مین مذمت ہوگی اور اسفراین چلا گیا اور شمس المعالی بغرض بر امد امید نیشاپور چلا گیا اور جب دیکھا کہ
سامان آل سامان بگڑتا جاتا ہے اور دن پردن بے ترتیبی اور بے انتظامی ہوتی جاتی ہے تو اب فکر کیا
کہ کیا کیا جا ہیے تو یہ سمجھا کہ اسپہبد شہریار ابن شروین کو جبل شہریار کے اوپر بھیجے کہ اوسکی تو صفائی
ہووے تو اسپہبد چلا اور جبل پر ان دنون رستم ابن مرزبان حاکم تھا جو امیر ابو طالب رستم ابن فخر الدولہ
ری والے کا ماموں ہے یہ لوگ اپنی رسم کے موافق ڈھال تلوار باندھکر اسپہبد سے لڑنے کو آموجود
ہوے اور خوب جنگ ہوئی کہ اونکو بھاگنا پڑا اور جنگ مین متفرق ہوگئے اور بہت مارے گئے
اور جبل فتح ہوا اور شمس المعالی کے نام خطبہ پڑھا گیا اور بہت غنیمت ہاتھ لگی اور اسفندار یہ مین جو لوگ
جبل کے تھے او نمین بابی ابن سعید ایک جوان مرد تھا کہ بظاہر اپنے گروہ مین شامل تھا اور بحقیقت

شمس المعالی کا دوست تھا اور اتفاقاً نصر بن الحسین فیروزان کو بسبب تنگدستی اور تنگ حالی کے اسفندار یہ
کیطرف علاقہ دیلم مین جانا پڑا تو یہان پہنچکر یہ لالچ ہوا کہ اسفندار یہ پر اور جو لوگ کہ اسمین ہین اونپر غلبہ حاصل
کرے تو جو لوگ کہ اوسکو مزاحم ہوے اونپر اوسنے انگارے پھینکنے شروع کیے اور ابو الفضل کلار بائی ابن سعید کے
ماموں کو پکڑ لیا اور قید کر دیا کہ وہ اس قید ہی مین مر گیا اور پھر بائی ابن سعید کا قصد کیا اور یہ دونون قصد
آمل پر ملے اور وہان ابو العباس قریب دو ہزار کے لشکر ری کا لیے ہوے پڑا تھا ان دونون نے اوسکو
مار کر نکالدیا اور بائی نے ایک خط شمس المعالی کے پاس بھیجا کہ ہمنے تمھارے لیے یہ فتح کی پھر شمس المعالی
نیشاپور سے جرجان کو چلا اور بائی اوسیوقت نصر سے جدا ہو کر استرآباد کو چلا اور جو لوگ جیل کے کہ بائی
کے ساتھ دوستی رکھتے تھے وہ سب اسکے پاس آن جمع ہوے اور شمس المعالی نے اسپہند کو حکم
دیا کہ بائی کے پاس حاضر ہووے وہ بموجب حکم کے اس سے آملا اور ابو العباس اسوقت جرجان مین تھا
اوسکو خبر ہوئی کہ یہ لوگ اسطرح جمع ہوتے ہین سو وہ انکے دفع کرنیکے لیے چلا اور استرآباد کے دروازے
پر لڑائی ہوئی اور قریب تھا کہ بائی کو ہزیمت ہووے لیکن کردی اور عرب انکے ساتھ ہوگئے
اس لیے ابو العباس کو شکست ہوئی اور بھاگا اور یہ اوسکے پیچھے دوڑے کہ اوسکو مع ایکہزار اور بیس آدمی
اوسکے لشکر کے قید کر لیا اور باقی رات کے وقت جرجان بھاگ گئے اور جرجان پر سالار بن خرم کاشکو
شمس المعالی نے بھیجا کہ وہانسے وہ لوگ بھاگ کر جرجان پونہچے ہی تھے کہ اونپر اوسیوقت یہ سالار
جا پونہچا تو سوا فریاد اور زاری کے اور کچھ اونسے نہ بن پڑا اور کوئی راہ اور قابو اونکو نہ ملا اگرچہ بھاگنے پر
بہت تڑپے اور اللہ تعالی نے اس فتح کی بھی خبر شمس المعالی کو سنائی اور وہ یہ سنکر جرجان کو آیا اللہ نے اوسکا
دل خوش کیا اور غم دور ہوا اور مشکل آسان ہوئی اور رتبہ اوسکا اور بھی بلند ہوا اور شعبان ۳۸۸ ہجری مین
جرجان مین داخل ہوا اور ایک شاعر کا یہ قصیدہ ہے شعر اول شعر

سعی جاری ہے جبتلک ہے تخت	مرد کو صعب ہے بکار سخت

اور ابو بکر ابن ابی العباس طبری معروف خوارزمی کا یہ قصیدہ ہے شعر اول شعر

اوسنے رخصت کیا با شک روان	اور رکھا تھا دست خود بدہان

اور اوسی شاعر کا دوسرا قصیدہ یہ ہے شعر اول شعر

بہت خورشید رو ہین صاحب پردہ	نکلتا ہے جدائی اور جدائی ہے

اور ایک قصیدہ قاضی ابوالحسین علی ابن عبداللہ جرجانی کا ہی بسبب پرانی ہونے کتاب کے شعر بے کاغذ پھٹا ہوا ہی اور وہ لوگ شکست کھا کر جب ری پونہچ چکے اونکو بہت سی قلت اور ندامت ہوئی اور آب یہان ابوعلی حسین ابن احمد حمولہ وزیر تھا اسنے سب دیلم اور ترک اور عرب اور کرد مین سے دس ہزار آدمی نہایت عمدہ اور بہتر چھانٹے اور منوچہر ابن قابوس اور بے ستون ابن تخاسب اور کتان ابن فیرزان اور شاموخ رئیس دیلم کے بھانجے کو اور موسی حاجب اور شار ابن کردویہ اور ابوالعباس ابن خانی اور عبدالملک ابن ماکان سرداران جیل اور دیلم کو اپنے ساتھ لیکر چلا اور جیل شہریاری پر پونہچا شمس المعالی کو جو خبر ہوئی تو اوسنے سب جگہ سے لوگ سمیٹے اور شہریار سے مدد مانگی کہ اللہ تعالی نے جو یہ ملک پھر عطا کیا ہی قائم رہے اور ابوعلی حمولہ کو اس سے زیادہ تردد ہوا کہ نصر ابن الحسین فیرزان شمس المعالی کے ساتھ ملا ہوا ہی تو اوسنے اوس سے بہت جادو آمیز باتین کہین اور کہا کہ تجھ مین اور فخرالدولہ مین قرابت بھی ہی اگر اسوقت تجھ سے کوئی کام اسکی جانب درست ہووے تو باعث تیری عزت اور ترقی کا ہوگا نصر نے یہ سب باتین اوسکی سنکر ابوطالب فخرالدولہ کیجانب آمیزش کی اور ساریہ کو چلا پھر اباذان وطراسک کے داہنے بائین گیا جب قومس کے قریب گیا تو اپنے سب ہمراہیون مین اپنی یہ راے ظاہر کی کہ شمس المعالی سے ترک اور قطع کرکے مینے ابوطالب فخرالدولہ کی اطاعت اور طاعت کی اسکے ہمراہیونمین اب اختلاف ہوا کوئی اسفندار یہ گیا کوئی جرجانمین بابان حاضر ہوا کوئی وہین رہا اور اسنے قومس پر مقام کر دیا اور ابوعلی بن حمولہ سے درخواست کی کہ کسی قلعے مین مجکو اجازت ہووے کہ وہان اپنی آل وعیال اور اپنا اسباب محفوظ رکھون اونھونے جومند کا قلعہ اوسکو بتا دیا کہ اوسکو اپنا وطن بنا وے اور جو کچھ مال واسباب ہی اوسکے سپرد کیا اب اس سے ابوعلی خاطر جمع کرکے ساریہ کو بارادۂ جرجان چلا یہان جب آگیا تو منوچہر ابن شمس المعالی اپنے باپ کے عقوق اور نافرمانی سے توبہ کرکے اپنے باپ کیخدمت مین آنکو روانہ ہوا اب ابوعلی کو یہ ڈر ہوا کہ بے ستون ابن تخاسب اوسکے ساتھ جیل مشترک ہی ایسا نہو کہ یہ بھی شمس المعالی پاس چلا جاوے اور اور لوگون کو بھی اپنے ساتھ لیجاوے تو اوسکی مشکین باندھکر ری بھیجدیا اور خود جرجان چلا گیا اور قبر داعی کے پاس ٹھہر کر لشکر درست کیا اور اپنے ہمراہیونکو خوب وصیت کی کہ آپسمین مدد کرتے رہین اور خوب جنگ کرین اور اپنی آبرو اور غیرت پر نگاہ رکھین اور لڑائی شروع ہوئی اور صبح وشام یہ کام جاری رہا یہانتک کہ دو مہینے گزر گئے اور جرجان مین لشکر کو جو رسد غلے کی نہ پونہچی تو نہایت تنگی ہوئی لیکن وہین جمے رہے اور جو کچھ باقی تھا

اودہر گزارہ کیا اور پہر وہانسے نکلے اور قبر داعی کے میدان سے ہوکر محمد آباد پونہچے کہ جہناشک کیطرف سے
غلّا وین سوانپر اسقدر بارش ہوئی کہ غلہ لانے سے بند ہوگئی اور زمین موج زن ہوگئی اور خیمے گر پڑے
اور سب جانور اور آدمی کیچڑ مین دھنسنے لگے اور شمس المعالی کا لشکر خندق کے اودہر سے آپونہچا اور لڑائی شروع
کردی اور ایسے حملکر لڑے کہ طلوع آفتاب سے قریب غروب تک لڑتے رہے اور اوس وقت جیل نے دیلم پر ایسا
حملہ کیا کہ اونمین کوئی بدلہ لینے والا نرہا اور اوسکے سردار اسفلار ابن کورانکج اور زرہوا ور حسیتان ابن ارسلکی اور
اوسکا بھائی جند ابن سالار اور محمد ابن وہشوذان گرفتار ہوگئے اور ایک ہزار تین سو آدمی مارے گئے اور اللہ تعالی
نے مال بحساب جیل کو دلوایا اور شمس المعالی نے زخمیونکا علاج کیا اور گرفتارونکو رہا کیا اور اونکو انعام و خلعت
دیکر اونکے ملک کو روانہ کیا ابو منصور ثعالبی نے یہ قصیدہ اس فتح مین لکھا ہی شعر اوّل شعر

بہت ہی خوش زمانہ فتح کا مل ہی — سبھی ہین خوبیان شمس المعالی مین

اور امیر فاضل ابو الفضل عبید اللہ ابن احمد میکالی شاعر نے ایک شعر کہا ہی شعر

نہو شمس المعالی کا مخالف — نہین تو آفتین آدینگی تجہپر

ابو علی ابن حمولہ ہزیمت کہاکر قومس گیا اور نصر ابن الحسن فیروزان سے درخوست کی کہ اس ہزیمت
پر ہماری مدد کرے پر دیکہا کہ پیچھے دوڑ آتی ہی تو ری کو بھاگ گیا اور ادہر اوسکی تلاش مین نصر آیا وہ سمنان
آکر ٹھہر گیا اور ابو طالب مجد الدولہ رستم ابن علی ابن فخر الدولہ کو مدد کے لیے بہت خط بھیجے سو ہمین ایک زمانہ
دراز گزر گیا پہر ابن بلکتگین حاجب سے چھ سو آدمیونکی مدد ملی اور کچھ طاقت بہم پونہچی انکے مقابلے
مین شمس المعالی نے بائی ابن سعید کو بھیجا اور اسپہند شہریار کو بھی بلایا کہ اوسکی مدد کرے نصر ابن
فیروزان نے سب طرف کے راستے بند کر لیے تھے کہ کوئی اوسپر نہ آسکے اور کسیکو اوسکی خبر نہووے اور
تنہا رہنا اختیار کیا تھا جو بائی اوسپر چڑھ آیا اور لڑائی شروع ہوگئی نصر نے بھی اوسپر ایسا حملہ کیا کہ بائی
لاچار ہوکر بھاگا اور اوسکے ہمراہی سب بھاگ گئے اور بہت خونریزی ہوئی اور اسکی مدد کو رستم ابن مرزبان
مجد الدولہ کا ماموں تین ہزار آدمی لیکر آیا اور جیل شہریار پر اوسکو سپہ سالاری اور اسپہندی دیے گئے
اور نصر نے دنباوند پہاڑ پر اوس سے ملاقات کی اور اوسپر اور اوسکے حدود پر اوسکو مدد دی اب اسپہبد
شہریار کو ہسار پر جانا پڑا کہ یہان منوچہر ابن شمس المعالی محفوظ اور امن سے بیٹھا ہوا تھا اور اتفاقاً اہل
فریم پر قحط پڑا کیونکہ وہانکی رعایا نے غلہ وغیرہ اسباب جو کچھ جمع کر رکھا تھا وہ سب ان لوٹون مین گیا

لاچار بسبب اس قحط کے نصر رستم بن مرزبان کو چھوڑکر اولٹا چلا سو اسکا جانا کہ اسپہند سالار رستم پر چڑھ آیا اور
اوسکو مار کر رے کی حدود مین نکالدیا اب یہ ٹکڑا تو پھر صاف ہوگیا اور اوسکے قبضے مین آگیا اور رستم نے جو
ابو نصر کو تنگ کیا تو لاچار اوسکو شمس المعالی کے پاس جانا پڑا سو اوس نے بہت خاطر اور مدارات کی اور بہت
کچھ اوسکو دیا اور حصول مطلب اوس سے وعدہ کیا اور بقدر کفایت سپاہ اور سامان دیکر ابو نصر کو نصر کے اوپر بھیجا
اور بہت سخت لڑائی ہوئی پہلے تو خود حملہ کیا اور پھر اپنی فوج لیکر حملہ کیا کہ اوسکی جمعیت کو متفرق کردیا اور
جیستان بن داعی اور ابن ہند وغیرہ سردار پکڑے گئے اور زمین کشتون سے بھر گئی اور نصر سمنان کو بھاگا
اور یہ واقعہ جمادی الثانی ۳۹۵ھ ہجری مین ہوا اور نصر باوجود شرافت خاندان اور | مطابق سنہ [illegible]ء
عظمت خانمان کے مبتلاے مصائب رہا اور مکے کے مسافرون کا رستہ اوسکی ولایت مین تھا تو ان
مسافرون کو ہرسال طرح طرح کی تکلیفات پہنچتی تھی کہ اونکی دعا بد اسکے حقمین باعث مصائب کی ہوئی
اور نصر اپنی مدد کے لیے پے در پے رے خط بھیجتا تھا سو وہان سے بجز وعدہ امروز فردا کے اور کچھ نہ تھا کہ اسپر ایک مدت
گزر گئی اور اسکو خبر آئی کہ مجد الدولہ اور شمس المعالی نے اتفاق کرلیا ہی کہ نصر کو پکڑ لین تو اب اور بھی اسکو تنگی تکلیف اور
ہولی اور یہ بھی خبر آئی کہ ارسلان ہندو بچہ والی قہستان سردار یمین الدولہ امین الملۃ نے ابی القاسم سیمجور
پر شبخون مارا اور وہ بچکر جنابذ بھاگ گیا تو اب اوسکی مدد اور رفاقت کے لیے جنابذ گیا اوسکی مدد اور سامان کے
لیے حیلہ بہانہ ڈھونڈنے لگا اور بار بار رے کی خوبیان بتلاتا تھا تاکہ اوسکے ساتھ چلکر ابو طالب پر یورش
کرے کہ ابو طالب کی اطاعت و رطاعت سے اکثر لوگونکی نیت اور ارادے مین خلل ہو گیا ہی ابو القاسم بھی
اوسکے دم مین آکر رے پر چلا تو راستے مین بہت سخت لشکر اوسکو ملا کہ اوسکی سبب رستہ بند تھا یہ حال
سخت اور دشوار دیکھکر ابو القاسم اولٹا پھرا اور اس سفر پر بہت پشیمان ہوا اور شمس المعالی نے جو سنا
کہ یہ دونون رے سے اسطرح اولٹے پھرے تو اونکے مقابلے کو لشکر بھیجا کہ اوسکے حدود ملک سے اونکو
نکالدیا جب ان دونون نے دیکھا کہ سب طرف سے دھکے ملتے ہین اور کہین ٹھکانا نہین لاچار یہ مشورہ
کیا کہ سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کی امان مین حاضر ہو وین اور چلے آئے لیکن پھر ابو القاسم بھاگ
نکلا کہ سلطان نے اوسکو پکڑوا کر قید کیا اور اوسی قید مین وہ مرگیا اسکا ذکر اوپر ہو چکا ہی اور نصر ایک
مدت تک اوسکی خدمت مین رہا یہانتک کہ سلطان نے پیار اور جومند دو پرگنے اوسکی مدد معاش مقرر کردیے یہ وہان
گیا لیکن اوسکی ہمت نے اوسپر قناعت نہ کی ہمیشہ اپنی تدبیر مین تڑپتا تھا یہانتک کہ فریب مین آکر رے گیا او

وہانسے استونا وند بھیجا گیا کہ یہ اسکے لیے بُرا قیدخانہ ہوا اور جو قلعے کہ درمیان جرجان اور استراباد کے واقع تھے
شمس المعالی نے اپنی فوج بھیجدی کہ اونھونے اون قلعوں کو آخر بحیلہ و بہانہ فتح کرلیا اب سب ملک مع تمام قلعون
اور اطراف اور حدود کے بالکل صاف ہوگیا اور سب مال و دولت کہ عمرون مین لوگون نے جمع کیے تھے سب
شمس المعالی کے قبضے مین آئے اب اسپہند سالار کے دلمین یہ آیا کہ اب سامان اور لشکر ہمارے پاس تو خوب
جمع ہی شمس المعالی سے نافرمانی اختیار کرکے جبل شہریار کو اپنے قبضے مین لائیے اور بالاستقلال خود حکومت
کیجیے شمس المعالی نے اوسکے مقابلے مین ابوعلی رستم ابن مرزبان ابوطالب کے ماموں کو مع سرداران دیلم کے
اور بے ستون ابن تحاسب کو پہلے جو جگان دوستی قابوس اپنے آقا کے گرفتار ہوچکا تھا بھیجا اور جنگ
شروع ہوئی سو اسپہند کو شکست ہوئی اور قید ہوا اور رستم نے فرمان شمس المعالی کی رُو مین منادی کروائی اور
اوسکے نام کا خطبہ پڑہا گیا اور اوسکو اس فتح کی خبر دی اور بے ستون ابن تحاسب اپنے آقا و ولی نعمت کی خدمت
مین حاضر ہوا اوسکے احسان اور اکرام سے بہت خوش ہوا پر اوسکی موت آئی اور مرگیا اور تمام ملک جبل جرجان
اور طبرستان کے متعلق ہوگیا شمس المعالی نے اپنے فرزند منوچہر کو دیدیا اور آب اس منوچہر کو رویان و
شالوس اور حدود اسفندار یہ ہاتھ لگے اور اسکے عدل جہان کی شہرت ہوئی اور اسکے امن و امان کا ذکر
ہونے لگا اور شمس المعالی نے سلطان یمین الدولہ کو خطوط بدین غرض بھیجنے شروع کیے کہ بوقت نزول
مصائب مددگار رہے اور اسکے ساتھ بہت تحفہ اور عمدہ چیزین بھیجین کہ دوستی اور محبت خوب ہوگئی
اور جرجان اور طبرستان دریا کے کنارے تک مع دیار دیلم کے اسکے مملکت مین ایسے داخل ہوگئی کہ اونمین
بے تکلف احکام جاری تھے اور شہری اور دیہاتی سب خوش تھے اللہ شمس المعالی کو سلامت رکھے
کہ بہت بلند ہمت اور صاحب کرم ہی کہ ایسا اگلے سلاطین مین نہین سنا گیا ہی اور صاحب عقل اور علم
اور صاحب حکمت اور صاحب احتیاط اور کبھی لغو اور کار بیہودہ پر متوجہ نہین ہوا کہ وہ یہ جانتا تھا کہ ملکداری
اور لہو یعنی کھیل دونون آپس مین ضد ہین اور معًا دونون باقی نہین رہ سکتے ہین یا یہ ہی رہے یا وہ ہی
رہے اور اس رای کی تائید مین ابوالفتح بستی نے یہ شعر کہے ہین شعر اوّل شعر

جو مشغول ہو بادشہ لہو مین		تو برباد ہو مملکت جلد تر	

اور اوس سے زیادہ کوئی انصاف اور عدل والا نہین ہوا اور اب وہ آداب اور حکمت مین
کامل اور طریقہ سیف اور قلم مین جامع اور اوسکی تصنیفات بہت ہین کہ وہ ان بلاد مین جاری رہین

اور منجملہ اوسکے ایک سالہ ہے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے بیان مین اور خط اوسکا ایسا عمدہ تھا کہ اسمٰعیل ابن عباد اوسکو دیکھکر یہ کہتا تھا کہ یہ خط ہے یا مور کے پر ہین گویا متنبی نے اوسی کے لیے شعر کہے ہین شعر

اوسکا خط ہر شخص کو مرغوب ہے	روشنائی اوسکی بھی بس خوب ہے

سلطان یمین الدولہ وامین الملۃ کی ایلک خان سے دوستی اور رشتہ مندی ہوئی اور پھر مخالفت ہوئی

ایلک خان جب آل سامان پر غدر کرکے خراسان کا مالک ہوگیا اور یہ وقت اوسکو غنیمت ہوا کہ اوسنے سب خانمان اور ہر خاندان کو جو خراسان مین کچھ بھی نامور تھے مٹا دیا اگر کسیکا ناخن بھر بھی لگاؤ تھا یا کچھ بھی صاحب عزیمت تھا تو فوراً اوسکو قلم کردیا اور اوکھاڑ دیا پھر سلطان یمین الدولہ وامین الملۃ کو خط بھیجا اور لکھا کہ یہ ذخیرہ اموال اور یہ خالص ملک وملک اور یہ عزت ظاہری اور احسان باطنی کہ اللہ نے آپکو دیا ہے مبارک ہو اور اپنی بر آمد آرزو برفعت اقبال وحصول جاہ وجلال کا بھی اوسمین ذکر کیا اور طرفین سے قاصد آنے جانے لگے کہ اوسمین وہ ملاقات ہوئی جوکہ مراتب حال کو سرسبز رکھے اور دوستی اور ملاقات ثابت رہے اور یہ سب ایک ہوجاوین اور مصلحت باہمی پر مددگار رہین اور جبکہ سلطان بمقام نیشاپور منتصر ابی ابراہیم کی تلاش مین تھا اوسوقت ابوالطیب سہل ابن محمد ابن سلیمان صعلوکی امام اہل حدیث کو ایلک خان کے پاس مع بغراجق کے بھیجا اور اپنی لڑکی بھی اوس سے منسوب کرکے بحساب جہیز دیکر انکے ساتھ روانہ کی سو یہ قاصد کہ دریای ترک سے ملک ایران کو ایک در یتیم لیکر جلد تر وہان پہونچا تو بہت خوشی اور نہایت تعظیم ہوئی کہ سلطان کا ایلچی اور خصوصاً ایسا ایلچی کہ خود بھی امام اہل فضل تھا سو جبتک کہ رسم شادی اور نکاح سے فارغ ہوا وہان رہا اب وہانسے نہایت تحفہ گھوڑے وغیرہ اسباب اور عمدہ عمدہ لونڈی اور غلام لیکر روانہ ہوا پس دوستی اور محبت ان دونون مین خوب ہوگئی گویا ایک ملک مین دونون شریک ہین یہانتک کہ شیطان نے انمین فساد ڈالدیا اور نوبت بجنگ وجدال پہونچی کہ اپنے اپنے مواقع پر ذکر ہوگا اب ہم اس قاصد بزرگ کا حال لکھتے ہین پھر خراسان کی رعایا اور ارکان سلطنت کا حال لکھین گے سو منجملہ کلام امام مذکور کے ہے جو کوئی کہ وقت سے پہلے سلطان بنے ضرور ذلت بھگتے گا اور یہ گویا منجملہ کلام منصور فقیہ کے ہے عقل موجب خوش عیشی ہے اور منجملہ رعایا سلطان کے نیشاپور مین ابونصر احمد ابن علی ہے سلطان آپ بہت احسان کرتا تھا کیونکہ یہ شخص ایسا صاحب علم وادب تھا کہ گویا اوسکی سلطنت کا جمال تھا ابوالطمحان قینی شاعر نے اوسکے لیے شعر کہے ہین

اور ابو الفضل عبید اللہ ادیب اور ابو ابراہیم اسمٰعیل و رطوس ہین ابو جعفر محمد و رابی القاسم ابن حمزہ لپسران
موسیٰ ابن جعفرؑ ابن محمدؑ ابن علیؑ ابن الحسینؑ ابن علیؑ ابن ابی طالب ورابی عبد اللہ العلکانی غواص شاعر

ذکر واقعات سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کا اور اوسکا لڑنا ایلک خان سے

ذکر جنگ سلطان کا ہندوستان مین بمقام بھاٹنیر یا بھٹنڈا

جب سلطان یمین الدولہ سجستان کا بند و بست خوب کر چکا بھاٹنیر پر متوجہ ہوا اور اپنا لشکر دریا سے جو ملتان کے اودھر ہے اوتار کر بھاٹنیر پر پہونچا اور اوسکی دیوارین نہایت بلند تھین اور اوسکے گرد ایک خندق نہایت گہری اور بہت چوڑی تھی اور وہان اسباب اور فوجین اور کارخانہ آہنی اور ہاتھی بہت تھے اور وہان کا راجہ ان دنون مین بجے راے تھا سو راجہ بجے راے اپنے سب سامان اور قوت دلیری اور فوج اور ہاتھیون پر بھروسا کرکے میدان مین آموجود ہوا اور مردانہ جنگ شروع کی اور سلطان نے خوب تلوار اور نیزے کے ساتھ جنگ کی تین رات دن جنگ برابر رہی اور چوتھے دن کی صبحکو بھی یہی حال تھا جب دوپہر ہوئی تو سلطان نے پکارا کہ حملہ کرو اور سب فوج نے اللہ اکبر کہکر جو حملہ کیا اور سلطان نے بھی بذات خود تلوار اپنے اور بائین چلانی شروع کی تو چند ہاتھی کہ جنکو راجہ بجے راے نے اپنا قلعہ جانا تھا چھین لیے اور آب گرد اوٹھی اور خوب ہی کشت خون ہوا سو سب فوج راجہ کے بھاگ کر شہر مین گھس گئے کہ اندر پناہ لینگے اور سلطان کی فوج نے احتیاطاً اونکا پیچھا نکیا اور سلطان قلعہ پر قابض ہوگیا اور لشکر سلطان سب متفق ہوگیا خندق بھر دی دیوارین توڑ ڈالین اور رستہ تنگ کو کشادہ کردیا اور دروازے کھولدیے اور راجہ بجے راے نے جو دیکھا کہ جنگ نہایت گرم ہے اور تباہی اور ہلاکت بہت ہوتی جاتی ہے تو چند پیادہ لوگونکو لیکر کبھی کسی جنگل مین کبھی کسی پہاڑ کی کھوہ یا چوٹی پر جا چھپا کہ کچھ امان ہو اور کسیطرح جان بچے پر سلطان نے اپنی فوج اوسکی تلاش مین بھیجی اونہون نے جاکر راجہ کو گھیر لیا اور تلوار چلنے لگی راجہ نے جو یہ آفت اور تباہی دیکھی تو خنجر اپنے سینے مین ایسا مارا کہ سینے کا سب پردہ پھٹ گیا اور بیچارے نے اپنی جان دی پھر لشکر بھر اور جو کچھ فوج راجہ کی تھی اوس سے خوب قتال کیا اور بہت دولت ہاتھ لگی اکیسو بیس ہاتھی تو صرف سلطان کے حصے مین آئے اب بھاٹنیر پر اپنا معتمد صوبہ مقرر کرکے خود غزنہ کو روانہ ہوا اور اتفاقاً اس سفر مین بہقدر بارش ہوئی اور دریا ایسے چڑھے اور پہاڑون سے ایسے نالے بہے اور اکثر جنگ و جدال کا

بھی راہ مین اتفاق ہوتا رہا تو بہت سا اسباب رہ گیا اور بہت فوج کے لوگ اسمین ڈوب گئے اور متفرق ہوگئے پر سلطان محفوظ چلا گیا ابو الفتح بستی نے اس فتح مین شعر یہ کہے ہین شعر اوّل شعر

کہدو سلطان کو مرا پیغام	ساتھ اوسکے ہر دوستی اور عقل

بیان جنگ ملتان

سلطان کو خبر ہوئی کہ والی ملتان ابو الفتوح بہت بدکار اور شریر ہے سلطان نے استخارہ کیا کہ اوسپر فوج کشی کرے اور اوسکو بدکاری اور شرارت سے روکے اور اوسپر آفت کو چھاپہ مارے اور حکم جاری کیا کہ سب اطراف واکناف سے لوگ جمع ہوگئے اور موسم ربیع مین روانہ ہوا کہ اندنون مین خوب بارش ہوئی اور دریا خوب چڑھے ہوے تھے کہ یکایک اوترنا بہت دشوار تھا سلطان نے راجہ انندپال سے رستہ مانگا کہ آپکے ملک سے ہوکر ہم ملتان جاوینگے راجہ انندپال نے انکار کیا اسپر دونون مین لڑائی ہوئی اور قتال اور آتش زنی خوب ہوئی لاچار راجہ بھاگا اور کبھی کسی تنگ تاریک مکان مین اور کبھی کہین چھپتا تھا یہانتک کہ بھاگتے بھاگتے کشمیر پونہچا اب یہ حال راجہ انندپال کا ابو الفتوح والی ملتان نے سنا اور جانا کہ راجہ ہندوستان کا کہ جنکی یہ نسبت مین نہایت مختصر اور کمتر ہون جب یہ حال ہوا تو یہان کیا ہوگا وہ جھٹ اپنا سامان اور اسباب ہاتھیون پر لادکر سراندیپ کو چلدیا اور خالی ملتان سلطان کے لیے چھوڑ دیا کہ جو چاہے سو کرے سو سلطان ملتان پر چڑھ گیا اور وہانکی رعایا نے اوسکا مقابلہ کیا اور خوب جنگ کی اور سلطان کی فوج نے اونکا محاصرہ کیا یہانتک کہ اللہ نے فتح دی اور دو کروڑ درہم اوپر خراج مقرر کیا کہ اونکی جان اور اونکا ملک بچا ابو تمام شاعر نے یہ شعر کہے ہین شعر اوّل شعر

مبارک ہوئین تجکو یہ دونون جنگ	ترے گھوڑے زور آور دخنگ ہین

ایلک خان کے لشکر کا آنا خراسان پر اور سلطان سے لڑنا

اب تک سلطان اور ایلک خان مین دوستی تھی اتفاقا فساد برپا ہوا جب سلطان ملتان پر متوجہ ہوا تو ایلک خان نے فرصت پائی اور سباشی تگین اپنے سپہ سالار اور رشتہ دار کو بہت سا لشکر دیکر خراسان پر کنون پر بھیجا اور بلخ مین جعفر تگین کو مع اوسکے چند اوباش ہمراہیون کے کوتوال کیا اور سلطان کیطرف سے ارسلان جاذب والی ہرات وطوس اسپر مامور تھا کہ غزنہ تک کا انتظام اور خبرگیری رکھے کہ کوئی فساد ہونے نہ پاوے یہ بہت جلد غزنہ آیا کہ درباب جنگ وجدال احتیاط رہے سباشی تگین نے

هرات پر قبضه کیا اور وطن بنالیا اور حسین ابن نصر کو نیشاپور مین دیوان مقرر کیا اوسنے پرگنون کا خوب انتظام کیا
اور زر حاصل خوب حاصل کیا اور چونکه سلطان یمین الدوله کی خبر ملتان سے کچهه نه پونهچتی تهی اور اگر کچهه افواه غلط
هوتی تهی تو موافق اوسکی خواهش کے تهی تو اوسنے سرداران خراسان کو اپنی طرف متوجه کیا اور وزیر ابو العباس
فضل ابن احمد کو حکم دیا که غزنه اور حدود ہجبیر بامیان کے راستے کا بندوبست کرے اور اوسکے گهاٹون اور
ناکون پر بہت دلاور لوگ متعین کرے اور یه خبر بادشاه کو کچهه پیش وه کام که شروع تها اوسکا پورا کر یا اور وهان ٹهہرنا
دشوار هوگیا اور جلد غزنه مین پونهچا اور جمله ارکان دولت کو سقدر مال دیا که اونکو مالامال کردیا اور اتراک خلجی کو لیکر
جنگ پر چڑها اور بلخ کو چلا که وهان سے جعفر تگین فورا ترمذ کو بهاگ گیا اور سلطان نے بلخ مین قرار پکڑا اور
ارسلان جاذب کو حکم دیا که دس هزار فوج لیکر شاباشی تگین پر چڑه جاوے سو وه بهاگا که جنگل کو اوتر جاوے گا
لیکن اودهر فوج سلطانی نے رسته روکا تو اولٹا پهرا اور مرو کو چلا که اسطرف سے دریا پار هوکر جنگل کو نکل جاوےگا
کر اودهر کنوے اور چشمے اور غار تهے اور آندهی تیز چلتی تهی که اوس کے مارے رسته نه چل سکا ناچار سرخس کو پهرا
وهان محسن ابن طاق رئیس ترک قوم غزی تها اوس نے اوسکو اس میدان مین گهیر لیا که کهین بهاگ نسکے لیکن
شاباشی تگین نے اوس محسن کے دو ٹکڑے کردیے اور اوسکے همراهیون سے بهی لڑا اور بهاگ نکلا که ارسلان جاذب
پیچهے آتا هے اور ابی ورد گیا اور وهانسے پهر نسا گیا که ان دونون مین ایک منزل هے جب ارسلان یهان آوے
تو یه ابی ورد بهاگ جاوے اور جب وه ابی ورد آوے تو یه نسا بهاگ جاوے اور شاباشی تگین کے بهت
مال هرات سے هاته لگا تها اوسکی محبت اوسکو کهین جانے ندیتی تهی یونهین داہنے بائین پهرتا تها اور
ارسلان جاذب نسا کے قریب هوا تو یه سینا ربهاگ گیا اور دیکها که پیچهے دوڑ آتی هے تو جرجان کو بهاگ گیا اور وهان
پهاڑون اور جنگل مین چهپتا رها اور اسکا مال قوم کرگیل نے چهین لیا اور تو نگر هو گئے اوسکے همراهیون نے
اب شمس المعالی سے امان مانگی که اونکے پاس نه سواری رهی اور نه کهانے کو رها اور وه خود دهستان کو
گیا اور وهانسے نسا کو پهر پهرا اور اپنا بچا کهچا مال سمیٹ کر خوارزم شاه ابی الحسن علی ابن مامون کے
پاس بهیجا که یه امانت ایلک خان کی رکهے اور یه بهی فکر هوا که خوارزم شاه خود همین دست درازی نکرے
اس لیے جو لوگ اسکے ساته عاجز اور تهکے هوے تهے اوسکے ساته کردیے اور خود مرو کو گیا اور
سلطان طوس مین یه منتظر تها که ارسلان جاذب آوے تو اوسکو کچهه مدد دیکر شاباشی تگین کے پیچهے
بهیجے اور ارسلان جاذب کو خبر هوئی که شاباشی تگین بیابان مین هے تو رات کے وقت مرو کے راستے پر

اوسکو روکنے چلا اور سفر کی تکلیف جو ہوئی تو ابو عبد اللہ محمد ابن ابراہیم طائی کو مع سرداران عرب اور اور سرداروں
کے اوسکے مقابلے پر بھیجا ان لوگون نے اوسکو گھیر لیا اور جنگ ہوئی اور اوسکا بھائی مع قریب سات سو آدمیوں
کے گرفتار آیا اور سلطان نے اونکے پانون مین زنجیر اور گردن مین طوق ڈلوا کر غزنہ کو بھیجدیا اور شباشی تگین
اپنے چند آدمیون کی اور اپنی جان بچا کر بھاگا اور جیحون سے اوتر کر ایلک خان کے پاس گیا اور اس اثنا مین
ایلک خان نے اپنے بھائی جعفر تگین کو چھ ہزار فوج دیکر بلخ پر دوبارہ بھیجا مگر سلطان نے اس لیئے پہلے
شباشی تگین کا بند و بست کر لے اوسپر توجہ نکی اب کہ شباشی تگین سے فراغت ہوئی فوراً اوسپر گھوڑے
دوڑائے اور اوسکی گھات مین لگا رہا اوسکو جو یہ معلوم ہوا تو بھاگ نکلا اور سپہ سالار ابو المظفر نصر نے اوسکا
پیچھا کیا کہ مارتے مارتے جیحون سے پار اوتار دیا اب خراسان ان فسادیوں سے صاف ہو گیا پر ایلک خان کو اسپر
غیرت آئی کہ اوسکے لشکر کو اسقدر تباہی اور ہزیمت ہوئی تو اوسنے قدر خان اپنے قرابت دار سے مدد مانگی تو
سب قبائل ترک اپنے اپنے مکان سے نکلے اور اولاد خاقان کی بھی آئی اور ہر ہر گھر سے ایک ایک آدمی
لیا گیا پچاس ہزار یا زیادہ آدمی لیکر ایلک خان چلا اور جیحون سے اوترا اور قدر خان پادشاہ ختن بھی اوسکے ساتھ
تھا سلطان کو جو خبر پہنچی تو اوسکے آنے سے پہلے طخارستان سے نکل کر بلخ مین جا دم لیا اور اپنا لشکر
ترکی اور ہندی اور خلجی اور افغانی اور غزنوی لیکر شہر سے چار کوس پرے جرجان کے پل پر جا کر ڈیرے لگائے
اور ایلک خان بھی سامنے آیا اور دن بھر کچھ کچھ لڑائی ہوتی رہی کہ اتنے مین رات ہو گئی اور لڑائی تھم
گئی اب صبحکو سلطان نے اپنا لشکر مرتب کیا قلب مین اپنے بھائی نصر کو اور ابو نصر احمد ابن محمد فریغونی
والی جوزجان کو اور ابو عبد اللہ محمد ابن ابراہیم طائی کو مع فوج کردی اور عرب اور ہند کے مقرر کیا اور داہنے پر
حاجب کبیر ابو سعید تونتاش کو مع اوسکی فوج کے کھڑا کیا اور بائین طرف ارسلان جاذب کو مع اوسکی
فوج کے متعین کیا اور پانسو ہاتھیونکی صف علاحدہ لگائی اور ایلک خان اپنے سب غلامون اور خواص
کے ساتھ قلب مین کھڑا ہوا اور داہنی طرف قدر خان اور جعفر تگین بائین طرف اب لڑائی ہونے لگی اور ایسی
بڑی لڑائی ہوئی کہ عالم سیاہ و تاریک ہو گیا اوسوقت سلطان نے اوتر کر ایک ٹیلے پر نماز پڑھی
اور دعا مانگی اور پھر ہاتھی پر سوار ہو کر اپنے سب خواص اور ہاتھیونکو لیکر ایلک خان کے قلب لشکر پر
حملہ کیا اب ہاتھی نے اوسکے علمدار کو اپنی سونڈ مین لپیٹ کر اوپر اوٹھا لیا اور ہوا مین پھینک دیا اور
پھر حملہ کرتا تھا اور کسیکو سونڈ سے مارتا تھا اور کسیکو دانت سے اور کسی کو پانون تلے ملتا تھا

اور ادھر اوسکے ارکان اور اولیاے دولت نے وہ شمشیر زنی کی کہ اونکو اوکھاڑ دیا اور بے تحاشہ بھاگے اور اونکے پیچھے فوج سلطان کی دوڑی کہ خراسان سے مار کر ماوراء النہر کی طرف نکال دیا اور یہ واقعہ سنہ ۳۹۶ ہجری میین ہوا ابو الحسن سلامی شاعر نے یہ شعر فتح مین کہے ہین شعر اوّل شعر ۳۹۶ سنہ ہجری مطابق ۱۰۰۶ء

تری سیف جاری ہو گر مثل عدل ❊ تو ما نند احباب دشمن ہون خوش

اور ابو القاسم محسن ابن عبد اللہ المستوفی نے یہ شعر کہے ہین شعر اوّل شعر

ہوا غالب وہی جو امر حق ہی ❊ بلند اختر بلندی مستحق ہی

سلطان جب اس جنگ سے بخوشی خاطر فارغ ہوا ارادہ کیا کہ ہندوستان پر حملہ کرے کہ نواسہ شاہ جو کسی ہندی راجہ کی اولاد تھا اور اوسکو سلطان نے اپنی طرف سے بادشاہ کیا تھا پھر گیا اس لیے سلطان کو اوپر حملہ کرنا ضرور ہوا اور اوسپر فوج کشی کی اور اوسکو اوسکے مکان سے نکالا اور اوسکا سب مال اور دولت ہاتھ لگا اور یہ ملک سلطان کے پاس پھر آگیا اور نہایت خوشی اور فتحمندی سے غزنہ کو واپس گیا

ذکر فتح قلعہ بھیم نگر یا نگرکوٹ

دونون فتح مذکورہ کرکے سلطان غزنہ گیا کہ کچھ آرام کرے اور ان انعامات الٰہی کا شکر بجا لاوے اور کوئی تدبیر کسی جنگ کی بھی در پیش نہ تھی جب اس سال کا ماہ ربیع الاول ختم ہوا تو سلطان نے استخارہ کیا اور چلا اور جب ویہند بھٹنڈا یا بھاٹنیر کے پاس دریا کے کنارے پونچا تو راجہ برہم پال فرزند راجہ انندپال فوج جرار وکرار ومردان دلاور وکارزار لیکر سلطان کے مقابلے کو آیا اور لڑائی ہونے لگی اور حملے پر حملے ہوے ایسا کشت وخون ہوا کہ زمین سرخ ہو گئی اور ایسا کچھ سامان ہوا کہ راجہ فتح پاوے لیکن سلطان نے جو اپنے خواص غلام لیکر حملہ کیا تو اونکو ہٹا دیا اور جگہ اونسے چھوٹ گئی اور تیس ہاتھی نہایت عمدہ ہاتھ لگے اور پھر فوج سلطان نے جنگلون گھاٹیون میین ڈھونڈ ڈھونڈ کر مارنا شروع کیا اور خود سلطان راجہ کے پیچھے چلا کہ جاتے جاتے قلعہ بھیم نگر جا پونچا کہ پہاڑ کی چوٹی پر یہ قلعہ ہی اور راجہ ہندوستان کے اور سب درویش اور عابدین اور سب تو نگر لوگ یہان آتے تھے اور ایک بت جو اوس قلعہ میین تھا اوسپر جواہر اور مال اور دولت چڑھاتے تھے سلطان نے اسکے گرد اپنی فوج متعین کر دی اور آمادہ بقتال ہوا وہان کے لوگون نے جو دیکھا کہ ہم گھر گئے اور ہر طرف سے آگ تیر و تلوار کی برسنے لگی اور دہشت غالب ہوئی تو دروازہ کھول دیا اور سلطان کی حکومت اور سلطنت کی منادی کر دی اور سلطان کے آگے بطلب پناہ وامان نہایت

عاجزی سے حاضر ہوے سو بے محنت اور بے مشقت یہ قلعہ مع تمام دولت اور مال کے سلطان کو ہاتھ آگیا اور قلعے مین مع ابونصر والی جوزجان اور اپنے خواص کے سلطان گیا اور حاجب کلان تونتاش کو خزانہ ہاے چاندی اور سونے اور سب مال قیمتی پر محافظ مقرر کیا اور جواہر کے خزانے پر خود بند و بست رکھا اب جسقدر کہ وہ لاد کر لیچلا اور جو اوسکی سپاہ نے لیا تو چاندی سات کرور درہم شاہی تھی اور سونا سات لاکھ چار سو من تھا اور تھان تستری اور سوسی ایسے تھے کہ پرانے لوگون نے جو دیکھا تو کہا کہ ہمنے ایسا باریک و عمدہ کپڑا کبھی نہین دیکھا اور ایک کوٹھری چاندی کی بنی ہوئی تھی کہ طول اوسکا تیس گز اور عرض پندرہ گز تھا اور اوسکے تختے وغیرہ سب کلدار تھے جب چاہین جدا کرلین جب چاہین جوڑ کر کھڑا کرلین اور اوسکے اوپر ایک سائبان دیبای رومی کا چالیس گز طول بیس گز عرض چار ستونون پر تنا ہوا تھا کہ دو ستون سونے کے تھے اور دو چاندی کے پس سلطان نے اس قلعے پر اپنا معتمد متعین کیا اور خود غزنہ کو چلا گیا اور اپنے گھر مین یہ سب جواہر وغیرہ پھیلوا دیے اور اطراف و اکناف کے قاصد یہ دریافت کرنے آئے کہ اسقدر جو سلطان کو ہاتھ لگا ہے کسیکو پہلے یہ فتح و فتوحات میسر نہوئی اور طغان خان برادر ایلک خان پادشاہ ترکستان نے بھی قاصد بھیجے کہ جاکر دیکھین سو دیکھا جو کبھی نہ دیکھا تھا اور جو کبھی گمان مین نہ تھا

ذکر آل فریغون کا

ولایت جوزجان ایام سلطنت سامانیہ مین آل فریغون کی تھی کہ یہ لوگ اپنے بزرگون سے وارث ہوتے چلے آتے تھے سب بزرگ اور عالی ہمت اور نیک خو اور شریف ہوتے تھے اکثر لوگ حاضر ہوتے تھے اپنی آرزو کے موافق خوش ہوکر جاتے تھے اور اہل علم اور منشی اور شاعر کی قدر اور عزت کرتے تھے بہت غریب انکے احسان مند بہت ادیب انکی دولت سے تونگر بہت مظلوم انکے انصاف سے فتحمند اور بہت عاجز انکی نعمت اور مہربانی سے بہرہ یاب تھے ابتداء اس حکومت پر ابو الحارث احمد ابن محمد جلوہ افروز ہوا کہ نہایت صاحب کرم اور بہت صاحب ہمت تھا سلطان امیر سبکتگین نے اسکی بیٹی سے اپنے فرزند سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کا نکاح کیا اور اسکے فرزند سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا یہ مضبوط قرابت اور رشتہ بندی تھی جب یہ مرگیا تو سلطان سبکتگین نے بدستور یہ حکومت اوسکے بیٹے ابونصر کو سنہ ۴۰۱ ہجری مین دی اور شاعرون نے اسکے لیے بہت قصیدے تعریف مین لکھے اور انعام پائے بغداد مین جب امیر المومنین طایع باللہ عباسی سلطنت سے معزول ہو

مطابق سنہ ۱۰۱۱ء

قادر باللہ اوسکی جگہ قائم ہوا اور اوسکے عہد مین سلطان یمین الدولہ امین الملۃ اور بہاء الدولہ ضیاء الملۃ نے آپس مین دوستی کی

بہاء الدولہ ضیاء الملۃ طایع باللہ سے اس لیے ناراض تھا کہ اوسکی بے مرضی اوس نے کچھ کام کیے تھے
اور اسکے درپے ہوا کہ جو شخص نہایت دیندار اور محافظ دین وملک ہوا اوسکو اب سلطنت پر ممتاز کیا جاوے
کہ دین کی حمایت اور مملکت کی حفاظت اور رعایای مسلمین کی رعایت خوب کر سکے اور اس تدبیر مین مصروف
تھا کہ اوسکو اسقدر قدرت ملی کہ اوس نے طایع باللہ کو سلطنت سے معزول کیا اور اوسپر اور اوسکے سب
مال و دولت پر ۳۸۱ سنہ ہجری مین غالب ہوگیا اور بطایح سے آدمی بھیجکر قادر باللہ ابو العباس مطابق ۹۹۱ع
احمد ابن اسحاق مقتدر باللہ کو بلوایا کہ اوسکو سلطنت دیوے تا فساد رفع ہووے اور امت پر شفقت اور
عوام کے لیے مصلحت کرتا رہے قادر باللہ ماہ رمضان بغداد مین آیا اور خلقت نے اوس سے بیعت کی
اور سب اوسکی امامت پر راضی اور اوسکی اطاعت سے خوش ہوے اور قادر باللہ اب کار خلافت پر مستقل آمادہ اور
مصروف ہوا سو نہایت بردبار عقلمند اور پرہیزگار نیک خصلت تیز فہم روشن راے ظاہری اور باطنی
اور استحکام وجلالت اور سیاست وحراست مین ایسا کوئی اور نہین ہوا ہی سوا اوسنے طایع باللہ کو اپنا
مصاحب اور ندیم مقرر کیا کہ ندامت اور ذلت جو اوسکو ہوئی ہی دور ہووے اور بعد مدت ان دونون مین
مفارقت واقع ہوئی اور ابو الحسن محمد ابن الحسین ابن موسی علوی موسوی نے یہ قصیدہ کہا ہی کہ جسمین مفارقت
احباب کی شکایت ہی شعر اول

شعر

اگر یہ پہاڑ اب گرا کیا عجب	کہ اوسکی بلندی بہت دن رہے	

اور بہت شاعرون نے قادر باللہ کی تعریف مین شعر کہے ہین جب اہل خراسان مین خطبہ بنام قادر باللہ
بموجب حکم سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کے جاری ہوگیا تو اوس نے ابو الفضل اپنے بیٹے کو اپنا ولیعہد
بنایا اور غالب باللہ اوسکا لقب رکھا اور اپنے نام کے ساتھ اوسکا بھی نام خطبے اور سکے مین جاری کیا
اور یہ حکم سلطان یمین الدولہ کے پاس بھیجا تو اوسنے اسکے موافق عمل درآمد کیا کہ دونون کا نام خطبے اور
سکے مین برابر جاری رہا اب ذکر بہاء الدولہ ضیاء الملۃ کا یہ ہی کہ اللہ تعالی نے عضد الدولہ تاج الملۃ
ابو شجاع کو فناخسر کا ملک دیا اور کتاب صابی معروف ناجی مین اسکے سب واقعات کا ذکر ہی کہ اسی نے
بختیار کو پکڑا اور اوسکو قتل کیا اور اوسکے مدد کا ابی تغلب پر یہ حیلہ کیا کہ ابن جراح نامی کو جو حدود شام مین

بنزور کچھ ملک دبا بیٹھا تھا بہت تحفہ اور ہدیہ بھیجکر ابی تغلب کے قتل پر آمادہ کیا اوس نے اوسکو پکڑا اور اوسکا
سر کاٹ کر عضد الدولہ کے پاس بھیجدیا تو ان واقعات کا پھر ذکر کرنا لاحاصل ہی اور جبکہ مؤید الدولہ اوسکا بھائی
مطابق سنہ ۹۸۲ء حسام الدولہ تاش اور فائق سے لڑائی مین مشغول تھا تو ان دونون مین رمضان سنہ ۳۷۲ہ ہجری
مین عضد الدولہ مر گیا اسکے سب ارکان دولت نے متفق ہوکر اوسکے بیٹے صمصام الدولہ شمس الملۃ
کو اوسکا جانشین کیا اور اوس سے بیعت بمتابعت اطاعت کی اور خلیفہ طایع باللہ دریاء دجلہ مین کشتی
مین بیٹھکر آیا کہ اسکے باپ کی تعزیت کرے اور اسکے نیابت کی تہنیت کرے اور اسنے اب فرمانروائی
اور حکمرانی بالاستقلال کرنی شروع کی اور اسکا بھائی ابو الفوارس شیرزیک اوسوقت یہان نہ تھا
کرمان مین وا شہر گیا ہوا تھا اوسکو جب اپنے باپ کے مرنیکی خبر گئی تو فوراً چلا اور فارس پر قبضہ کیا اور
نصر ابن ہارون نصرانی اپنے باپ کے وزیر کو پکڑا اور اوس سے سب مال اور دولت اور آمدنی پرگنون
اور علاقون کی وصول کی اور وہانسے اہواز کیا اور ابی الحسین احمد اپنے بھائی پر قبضہ کیا اور بصرہ
مطابق سنہ ۹۸۶ء بھی اوس سے رجب سنہ ۳۷۶ہ ہجری مین لیا اب بغداد پر متوجہ ہوا کہ اپنے باپ اور
بھائی کا منصب اور سب اوسکا علاقہ لیوے تو صمصام الدولہ اسکے بھائی نے جو کچھ مال اور ملک باپ کا
تھا سب بسبب اسکی بزرگی اور بڑائی کے اسکے حوالے کر دیا کہ فساد سے باز رہے پر یہ نجانا کہ دو چھری ایک
میان مین نہین رہ سکتی ہین پس ابو الفوارس نے پہلے تو اوسکی خوب قدر اور منزلت کی پھر اوسکو
سلطنت سے معزول کرکے اوسکی آنکھین پھوڑین اور ملک عمان مین قلعہ کوہستان مین قید کیا اور
خود مستقل پادشاہ ہوا اب طایع باللہ نے اوسکو شرف الدولہ زین الملۃ لقب دیا اور اس طور چند برس
مطابق سنہ ۹۸۹ء گزرے کہ جمادی الآخر سنہ ۳۷۹ہ ہجری مین مر گیا اور اوسکے قایم مقام بہار الدولہ
ضیار الملۃ ابو نصر ابن عضد الدولہ ہوا اور سب امور مملکت کا انتظام اور انصرام بہت خوبی سے کیا
کہ نہایت تجربہ کار اور واقف انجام کار تھا اور فارس کے ترک سب ملگئے اور صمصام الدولہ کو قید سے
نکال لائے اور اوسکا غلام سعادت نام اوسکو بھی اپنے کندھے پر اوٹھا کر لیگیا سو وہان پہنچتے ہی
فارس کا مالک ہوگیا اور سب اوسکے علاقے اور پرگنے اور جملہ اوسکے محاصل در آمدنی پر قبضہ کیا پھر
اوس سے سب پھر گئے اور اوسکے بیٹے ابو علی کو سلطان بنایا اور شمس الدولہ قمر الملۃ اوسکو لقب دیا
اور اوسکی مدد پر ہر وقت آمادہ تھے کہ صمصام الدولہ نے اوس پر چڑھائی کی اور خوب مارا کہ یہ شکست کھا کر

بغداد بھاگ گئے اور بہاء الدولہ ضیاء الملۃ نے صمصام الدولہ سے لڑائی کی یہانتک کہ بصرہ اور بہت قصبے ہونے کے تباہ ہوگئے اور آل اولاد بختیار اطراف فارس مین قید تھے کردی اور خرد کی لوگون نے اونکو قید سے نکالا اور اونکو ساتھ لیکر فتنہ برپا کیا اور صمصام الدولہ ان فتنون اور فسادون کے رفع کرنے مین مصروف رہا آخر مارا گیا اور بہاء الدولہ کو اس واقعے پر بہت غصہ آیا اور گھات لگائے رہا کہ آخر ان فسادیونکو خوب مارا اور نکالدیا اور لاچار اولاد بختیار کو بھی نکلنا پڑا اور ان بختیاریون کا سردار انہون مین سالار بن بختیار تھا کہ لقب اوسکا نور الدولہ ہے یہ جب یہانسے نکالا گیا تو لاچار رہزنی اور سوداگرون کا لوٹنا شروع کیا کہ وجہ معاش ہووے اور بہاء الدولہ نے اوسپر لشکر کشی کی اور بمقام واشہر اوس سے لڑائی ہوئی اور اوسپر غالب ہوے اور اوسکو گھیر کر قتل کیا اور اوسکا سر بہاء الدولہ کے پاس لے گئے بہاء الدولہ کو جو اوس سے رشتہ داری تھی اس حال پر رحم آیا اوسکے قتل ہونے پر بہت رنج ہوا اور جو غلام اوسکا سر کاٹ کر لیگیا تھا اوسکی کھال سر سے پاؤن تک ادھڑوائی کہ اورونکو عبرت ہووے کہ کسی بادشاہ اور رئیس کے ساتھ پھر یہ حرکت نکرین اور بہاء الدولہ نے عمید الجیوش ملقب صاحب کو بغداد بھیجا کہ وہانکے علاقون کا بندوبست کرے اور بیت المال کی رعایت کرے اسکی حالت اور خو بہت اچھی تھی اور لڑکے کے حاجیون کے ساتھ بہت سلوک کرتا تھا کہ سب خاص عام اوسکا شکر کرتے تھے یہانتک کہ مر گیا پھر اوسکی جگہ وزیر الوزراء کو مقرر کیا یہ بنسبت عمید الجیوش کے یہ شخص بہت اچھا تھا ہر وقت شفقت اور مصلحت عام کا پابند تھا اور اطراف فارس اور کرمان بہاء الدولہ کی اب خالص مملکت ہوگئی اور سب فتنے جاتے رہے اور امن و امان ہوگیا اور روز کے فساد اور لڑائیون سے اب رعیت کو آرام ہوا اور ابو علی ابن الیاس سامانیونکی طرف سے بعد حکومت عضد الدولہ کرمان پر فرمان روا تھا کسی نے اسکے ساتھ جھگڑا اور فساد نہ کیا پر اوسکو یہ گمان ہوا کہ اوسکا بیٹا الیسع آمادہ بفساد ہے اس لیے اوسکو کرمان کے کسی قلعے مین قید کردیا اور ایک مدت دراز تک اوسکی خبر نہ لی اور اوسکو قید مین بہت تکلیف تھی تو اوسکے باپ کی بی بیون کو اوسکے حال پر رحم آیا اور اوسکی رہائی کی تدبیر کی اور اپنے دوپٹے لپیٹ کر قید خانے مین گئین اور اوسکو چھڑا لائین لشکر کو جب اوسکے چھوٹنے کی خبر ہوئی تو اوسپر متوجہ ہوا کہ اوسکے ساتھ مدد اور رفاقت کرین اس حادثے کی خبر جو ابو علی کو آئی تو اوسنے اپنا آدمی بھیجا کہ لشکر سے یہ حال دریافت کرے تو سب نے جواب دیا کہ ہم تمھارے ہونے سے تنگ ہیں بہت اور ناراض ہین اب کرمان سے جدا ہوجاؤ کہ تمھاری جاہی تمھارے فرزند الیسع کے لئے مناسب معلوم

ہوتی ہی کہ ہم سب اوسکے فرمان پذیر اور اوس سے موافق ہین ابو علی نے یہ خبر تو مدارات اور احتمال کے طور پر ٹالنے
اور کسیقدر مال کے اکٹھا کرنے پر متوجہ ہوا کہ یہ لیکر بخارا گیا اور اپنے بیٹے کے لیے ولایت خالی کر دی ورد بوس
مہدی اور ترش حاجب کو اوسکی خدمت ور نگہبانی کے لئے مقرر کیا کیونکہ ابھی لڑکا نوجوان ہی اور دانا اور آزمودہ لوگونکا
اوسپر نگہبان مقرر ہونا ضرور ہی اور ابو علی جو بخارا گیا تو اوسکی بہت تعظیم اور تکریم ہوئی اور وہان بہت عزت سے
رہا اور شوال سنہ ۳۵۶ ہجری مین مرگیا اور یہان الیسع نے کرمان پر خوب فرمان روائی مطابق سنہ ۹۶۶ء
کی اور محاصل اور آمدنی خوب لی اور سلیمان اوسکا بھائی سیرجان پر والی تھا اب بسوس مہدی نے الیسع کو
سلیمان پر ابھارا اور بے درستی سامان ور بے انتظام اسباب کے اوسپر آمادہ کیا الیسع نے سلیمان کو
بلایا کہ ایک امر ضروری ایسا درپیش ہی کہ جسمین تمھاری شرکت ضرور ہی اوس نے بہت سے بہانے کیے
عذر کیا کہ مین نہین آسکتا الیسع اوس سے بہت ناراض ہوا اور سوا جنگ کے اور کچھ چارہ نہ پایا اوسپر چڑھ گیا
اور لڑا اور شکست دیکے اوسکا مال چھین لیا اور وہ بخارا بھاگ گیا اب الیسع کو جوانی کی ترنگ مین یہ سوجھا کہ
عضد الدولہ ابی شجاع کے کسی پرگنے اور علاقے پر حملہ آور ہووے تو وہ چلا اور کرمان اور فارس کے درمیان
پہونچا تو اسکا ایک سپہ سالار کچھ جمعیت لیکر آیا اسنے سبکو انعام اور خلعت دیا اتفاقا اوسمین سے کچھ لوگ بھاگ
گئے اوسکو سب کیطرف شبہ ہوا اور اونکو ایذای سخت اور سزا دینے لگا اس لیے اسکے سب ہمراہی عضد الدولہ
کے پاس چلے گئے اور امان لی اوسنے انکو بہت خاطرداری اور تسلی سے رکھا اور برآمد امید پہ امیدوار کیا جب
الیسع کے ہمراہیونے دیکھا کہ یہان ظلم و ستم ہی اور وہان رحم و کرم ہی سب بہم ہوے اور اوس سے
برہم ہوے اور ایک ہی بار اکثر آدمی سرداران دیلم عضد الدولہ کے پاس چلے گئے اور وہ اطراف اصطخر مین
تھا اور یہانسے آہستہ آہستہ سب جانے لگے یہانتک کہ آخر کار کوئی نہ رہا صرف چند غلام اور کچھ نوکر ذاتی
اوسکے پاس رہے اب لاچار و اشہر کو اولٹا پھرا اور وہانسے اپنے اہل و عیال اور سب مال لیکر بخارا کو چلا گیا
یہ خبر جو عضد الدولہ کو آئی تو وہ فورًا واشہر پہ آ قابض ہوا اور جسقدر کہ وہان مال اہل شہر اور اولاد الیاس
کا تھا سب لیا اور کور تکین ابن جستان کو اوسپر اپنا نائب چھوڑا اور فارس کو روانہ ہوا اور الیسع جب
حدود قہستان خوش مین پہونچا تو اپنا اسباب اور غلام کہ جنکا لیچلنا دشوار تھا یہان چھوڑا اور تنہا آپ بخارا گیا
کہ وہانسے مدد اور کمک لاوے وہان اسکی خوب تعظیم اور تکریم کی گئی اور دربار خصوصیت اور موانست
مین بلایا گیا وہان جو اوس نے شراب پی اور اوسکو نشہ غالب ہوا تو یہ بکنے لگا کہ اگر مجھکو یہ حال معلوم ہوتا

کہ آل سامان کی اب ہمت ایسی سست ہو کہ فریاد رسی کی فریادرسی نہین ہو سکتی ہی تو مین یہان نہ آتا بلکہ کہین اور جا ہی پناہ ڈھونڈھتا یہ کلام اوسکا بہت ناگوار گزرا حکم ہوا کہ اسکو خوارزم نکال دین اور ابو علی ابن سیمجور کو جو یہ حال معلوم ہوا تو فوراً بمقام خوش آ پونہچا اور اوسکا اسباب اور غلام وغیرہ جو یہان تھا سکو غنیمت مفت لیگیا اور الیسع کا حال ہوا کہ اوسکی آنکھ دکھنے لگی تھا تقت اور حلاوت اوسکی جاتی رہی آنکھ مین جب بہت درد ہوا تو اپنے ہاتھ سے پھوڑ دالی اور وہ گال پر نکل پڑی اور اسی مین مرگیا پھر کسیکو آل الیاس مین سے کرمان دیکھنا نصیب نہوا عضد الدولہ کی عزت اور قدرت کامل ہوئی آخر بہاء الدولہ ضیاء الملۃ اوسکا وارث ہوا اسنے بھی ویسے ہی عدل اور انصاف اور حفاظت حدود و اطراف جاری رکھے اور سلطان یمین الدولہ امین الملۃ جو خراسان اور سجستان کا مالک ہوا اور اسنے بہاء الدولہ ضیاء الملۃ کی حدود متصل تھی تو دونوں مین حق ہمسایگی ثابت ہوا تو بہاء الدولہ نے پیغام محبت اور دوستی کے خطوط بھیجنے شروع کیے اور تحفے بھی بھیجے سلطان نے سب قبول کیا اور ایسے ہی اس نے بھی تحفے اور ہدیے پیغام دوستی اور محبت کے بھیجے اور اتحاد و محبت اور وداد و مودت خوب ثابت ہو گئی +

ذکر جنگ نارائن

مطابق ۱۰۰۹ء — سلطان نے ۴۰۰ھ ہجری مین جو ہندوستان پر لڑائیان کین اوس سے بہت خوش تھا اب پھر ہندوستان پر چڑھا اور ہندوستان کے بیچمین آ پونہچا اور جگہ جگہ لوٹ مار کرتا ہوا جاتا تھا ایک بڑے راجہ سے مقابلہ ہوا اور بہت مال اور ہاتھی اور گھوڑے ہاتھ لگے اور اوسکی فوج نے جنگل کوہ کھاٹیون مین جہان اوسکے لوگونکو دیکھا قتل کیا یہ سب مال اور دولت لیکر غزنہ کو پھرا اور جب راجۂ ہندوستان نے دیکھا کہ سلطان بار بار حملہ کرتا ہی اور لوٹ مار کر تباہ کرتا ہی تو کوئی صورت اوس سے نجات اور مقابلے مین برسر آنیکی نہین ہی تو چند سردار رشتہ مند اور مصاحب سلطان کے پاس روانہ کیے کہ سلطان ان شرطون پر صلح کرے کہ پہلے تو پچاس ہاتھی عمدہ لیجا دے اور بہت مال اور بہت تحفے اس ملک کے لیجا دے اور بعد ہر سال دو ہزار آدمی جو انمرد سلطان اور لشکر کی خدمت کے لیے خراج سالانہ کے ساتھ بھیجا کرون گا تاکہ مین اپنی ملک رانی مین مصروف رہون سلطان نے یہ سب صلح قبول کی اور اپنے معتمدین بھیجے کہ راجہ سے یہ سب مال اور اسباب کہ جسپر صلح قائم ہوئی ہی لا وین راجہ نے نہایت خوشی سے دیکر اونکو رخصت کیا اور یہ صلح قائم اور مستحکم ہو گئی

ذکر جنگ غور کا

سلطان کو فکر ہوئی کہ کوہستان غور کے لوگ سرکش اور متمرد ہین اونکا بند و بست کرنا اور اونکو اپنے حلقۂ اطاعت مین لانا ضرور ہے کیونکہ بسبب بلندی اپنے کوہستان کے بہت مغرور ہین اور مسافرین اور سوداگرون کو لوٹتے ہین اور رہزنی کرتے ہین اپنا لشکر لیکر اونپر متوجہ ہوا اور تونتاش حاجب والی ہرات اور ارسلان جاذب والی طوس کو آگے روانہ کیا سو یہ دونون کوہستان غور مین گھسے چلے گئے اور دیکھا کہ گھاٹیان اور ناکے سب والاوران غور سے بھرے ہوے ہین کہ اپنے اپنے دیہات سے نکلکر آ کھڑے ہوے ہین اور لڑنے لگے کہ خوب تلوار اور نیزہ چلا اور دونون فریق خوب جمکر لڑے کہ یہ خبر سلطان کو آئی تو اپنے خواص غلامونکو لیکر روانہ ہوا اور اونکو پیچھے ہٹانا شروع کیا اور اونکی گڑھیون اور پناہ کی جگہون پر قبضہ کرنا شروع کیا یہانتک کہ وہ لوگ اپنے کوہستان مین بھاگ گئے اور سب متفرق اور منتشر ہوگئے اور اونکا سردار ابن سوری نام تھا اوسپر جا حملہ کیا اور عین تختگاہ پر اوسکے لڑائی کی اور اوسکے قصبے کا نام آہنگران تھا اوسکو گھیر لیا اور لڑائی شروع کی اور وہ بھی بمقابلے سلطان کے دس ہزار آدمی لیکر آیا اونھون نے صف بندی کرکے اپنی بہادری اور دلیری کا اظہار خوب کیا سلطان نے اپنی فوجکو حکم دیا کہ باحتیاط تمام اونپر حملہ کرنا شروع کرین کیونکہ اونکو پہاڑون اور خندقون کی امان بہت ہے اور لڑتے لڑتے دوپہر دن آگیا سلطان نے حکم دیا کہ تم اولٹے پھرو یہ سب اولٹے پھرے اونھون نے جانا کہ یہ بھاگے اور اونکو شکست ہوئی وہ سب اپنی اپنی پہاڑیان اور امانکی جگہ چھوڑکر اونکے پیچھے میدان مین نکل آئے پھر جو سلطان کے لشکر نے پیچھے پھرکے جنگ کی تو ایسا مارا کہ کوئی نہ بچا اور ابن سوری اور اوسکے اقارب اور خواص گرفتار ہوے اور اللہ تعالی نے یہ فتح اوسکو دی اور سب مال اور دولت کہ پشت در پشت جمع ہوتے تھے سب ہاتھ لگے اور ان قلعون اور مقامات پر اپنے لوگ متعین کردیے اور سلطان اس فتوحات او ظفرمندی کے ساتھ اپنے وطن کو روانہ ہوا اور ابن سوری نے جو دیکھا کہ اس ذلت اور رسوائی سے قید ہوے تو اپنی زندگی اوسکو ناگوار ہوئی اور اوسکے پاس ایک انگوٹھی تھی کہ جسمین زہر تھا اوس نے چوسی اور فورًا مرگیا + + +

قحط جو ۴۰۱ ہجری مطابق ۱۰۱۰ عیسوی مین نیشاپور مین واقع ہوا

خاص نیشاپور مین اور خراسان کی سب مملکت مین قحط ہوا صرف نیشاپور اور اوسکی اطراف مین ایک لاکھ سے زیادہ آدمی مرگئے تو ہر شخص کے لیے کفن کہان اونھین کی چادرون مین لپیٹ کر دفن کردیا جب

نوعمر جوان بڈھے جوان عورتین بڑھیان روتی روتی پکارتی تھین پر بن گھلا جاتا تھا آنکھین بیٹھی جاتی تھین
کھڑے کھڑے یکایک ایک کروٹ پر گرکر مرجاتے تھے کچھ گھانس کھاتے تھے کھیتی سے ناامید ہو گئے
پیداوار جاتی رہی بہت دشواری ہوئی گوڑون پر سے ہڈیان لاکر کھاتے تھے قصائی جو بکری ذبح کرتا تو ایک بھیڑ
روسپر لگ جاتی کوئی اپنا آبخورہ لاتا کوئی رکابی تاکہ خون لیکر پیوین کچھ تو بھوک سے تسکین ہووے اور جو کوئی بیٹا
فوراً گر جاتا اور مرجاتا اور مین نے دیکھا ہے کہ لوگ لید اور گوبر مین سے جو کہ دانہ ڈھونڈھتے تھے جب یہ حال آدمیون کا
ہوا تو اور جاندارون کا کیا حال ہوا ہوگا اب یہ حال ہوا کہ ما نے بچے کو پکا کھایا اور بھائی نے بھائی کو اور خصم نے
جورو کو بلکہ راستے پر سے کسیکو اوٹھا لیگئے اور ویران جگہ مین اوسکو پکا کھایا آدمیونکی چربی اسقدر پھیلی کہ گھی وغیرہ
کی چربی چھوٹ گئی اور بازارون مین بکنے لگی اور بہت مسافرون کو پکڑ لیجاتے تھے کہ اونکی چربیان بھونتے
تھے اور لوگون کے گھرون مین بہت کھوپریان پائی گئین جنکے گوشت اور چربیان کھائی گئین اور کتے اور بلی
کچھ تھوڑے سے رہ گئے اور اشراف یا اہل حرفہ شام کے وقت ایک محلے سے دوسرے محلے مین جا نسکتے
تھے جبتک کہ کئی آدمی ہتھیار بند نہون ایک شخص اہل علم امام صعلوکی کے پاس بہت دن بعد آیا امام نے
پوچھا کہ اتنے دن کہان تھے اوس نے کہا کہ مین ایک سخت حادثے مین مبتلا ہوا تھا اس لیے نہ آسکا
اور حال یہ گزرا کہ ایکروز شام کے وقت مین بر سر راہ جاتا تھا یکایک کمند میرے گلے مین آن پڑی اور
گلا گھٹنے لگا اور کمند والے نے جو کھینچا تو گھسٹنے لگا مین نے چاہا کہ دوڑ کر اوسکے پاس جاؤن تاکہ کمند ڈھیلی
ہووے اور گلا نہ گھٹے کہ اتنے مین ایک عورت نے میرے خصیون پر لات ماری مین بیہوش ہو کر
گر گیا پھر جو ہوش آیا تو دیکھا کہ بیہوشی دور کرنے کے لیے میرے چہرے پر پانی چھڑکا گیا ہے اوسکی سردی
ہے اور راہ چلتے ہوے لوگ جو مجھپر اکٹھے ہو گئے اس لیے کمند والا مجکو چھوڑ کر بھاگا اور کمند بھی چھوڑی
پھر جو کچھ طاقت اور ہوش زیادہ ہوے تو مین اپنے گھر آیا اور بیس دن تک بیہوش دیوانہ وار بیمار
تپ ولرزے مین گرفتار پڑا رہا پھر جو کچھ ہوش آیا اور طاقت اور صحت ہوئی تو ایک روز مسجد مین
گیا اور پکار کر اذان کہی اور پھر تکبیر کہتا تھا کہ ایک کمند آئی اور گلے تک نہ پہونچی صرف پگڑی پر لگی اوسکو
لیگئی اوس دن سے یہ عہد کیا کہ پکار کر اذان نہ کہونگا تا میرا ہونا کسیکو معلوم نہووے اور گھر سے باہر
نہ نکلون جبتک کہ خوب دن روشن نہو لیوے اور شام سے پہلے گھر چلا آونگا اس لیے مین اتنے دن تک
نہ آسکا اس قصے سے بہت تعجب ہوا اور اوستاد ابو سعید عبد الملک ابن عثمان جو بہت نیک اور خدا پرست اکثر

کہتا ہی کہ مجکو ایکروز اوس مکان مین لیگئے کہ جہان بیمار اور محتاج اور مسافر اور فقیر ونکی خدمتگذاری ہوتی تھی تا کہ
چار سو آدمی جو بھوک کے مارے مرے پڑے ہین اونکی تجہیز و تکفین کیجاوے اور مجہسے نانبائی نے یہ بھی کہا
کہ ان چار سو آدمیون کے لیے روٹی بھی پکی ہوئی موجود ہی ابو نصر داعلی مشتی نے بھی شعر کہے ہین اور ابو محمد
عبد الکافی زوزنی نے ایک عبارت اس حال مین لکھی ہی سلطان یمین الدولہ امین الملہ نے اپنے صوبون کو
لکھا کہ فقرا اور مساکین مین زر بیشمار خرچ کرین کہ اس قحط مین انکی جان بچے اور یہ قحط سنہ ہجری تک باقی رہا عطاتوس

ایلک خان کا احوال جو بعد معاودت ماوراء النہر کے سلطان کو پہنچا

سلطان یمین الدولہ امین الملہ کو ترکون کی ہزیمت کے بعد یہ انتظار تھا کہ ایلک خان اور اوسکا بھائی
طغان خان اب کیا تدبیر کرتے ہین کہ اوسکا بھائی طغان خان ہمیشہ سلطان سے موافقت ظاہر کرتا تھا اور
بہت قسمین کھاتا تھا اور بہت عہد و پیمان کرتا تھا اور بہت قاصد بھیجتا تھا کہ مین ایلک خان کی حرکات سے
کہ تمسے لڑا اور تمہاری مملکت مین دخل کیا بالکل بری ہون اور ایلک خان یہ قصور ذمے طغان خان کے
لگاتا تھا کہ یہ جو کچھ مجھسے ہوا ہی سب اوسکے اغوا اور بہکانے سے ہوا ہی کہ یہ بار بار اس باب مین مجکو خط
بھیجتا تھا ایلک خان نے جو یہ دیکھا کہ طغان خان نے یہ سب قصور میرے ذمے لگایا ہی اور آپ
بری ہوتا ہی تو یہ رای ہوئی کہ پہلے طغان خان کو تباہ کرے اور اوسکا قصہ مٹا دے یعنی اوسکو قتل کرے
اور ماوراء النہر کی فوج جمع کرکے روانہ ہوا اور شہر اوزگند سے ہوکر اوسکی طرف چلا اور رستے مین برف
اسقدر پڑی کہ راستے بند ہو گئے اس لیے یہ رای ہوئی کہ اگلے سال پر اسکو موقوف رکھے اور الٹا
پھر آیا اور دونون کے قاصد سلطان کے پاس حاضر ہوے کہ ایک دوسرے پر تہمت لگاتا تھا
اور اپنی برات کرتا تھا پر سلطان نے دونون کے قول پر توجہ نکی اور دونونکو بیہودہ سمجھا اور اون قاصدون
کی ضیافت کی اور حکم دیا کہ لشکر آراستہ کیا جاوے سو اپنے دونون جانب لشکر کھڑا کیا ایک طرف
قریب دو ہزار غلام دو رویہ صف باندھے ہوے اور بہت عمدہ عمدہ لباس دیبا وغیرہ کے
پہنے ہوے تھے اور پادشاہ کے قریب پانسو غلام خواص لباس زرین وغیرہ سے نہایت آراستہ
کھڑے ہوے اور اونکے پاس چالیس ہاتھی نہایت آراستہ کھڑے کیے گئے اور دونون صفون
کے گرد سات سو ہاتھی خوب آراستہ ہوکر کھڑے کیے گئے اور سب لشکر اپنے اپنے حاجبون سے
ایسا مرتب تھا کہ یکایک آنکھ اوسپر نہین ٹھہرتی تھی اور سوارون کے آگے پیدلونکو ڈھال تلوار اور

یہ وتیرے سے صلح کرکے کھڑا کیا اور اپنے آگے حاجبونکو کھڑا کیا اور آپ اون قاصدونکو حکم دیا کہ اب آوین
اور اِس حالت مین ملاقات اور ادای رسم اوجب کرین اور اس حالت سے دسترخوان تک چلین اور دسترخوان
پر جو تکلف فرش فروش او ظروف اور کھانیکا کیا تھا ایسا تھا کہ کسی نے دیکھا نہ سنا اور بعد اس ضیافت کے
سلطان نے اپنی ہمت کے موافق اونکو انعام و اکرام دیکر رخصت کیا اور وہ دونون بھائی
مدت تک آپسمین برسر عداوت رہے آخر اون مین صلح ہوئی کہ اسکا ذکر آگے ہوگا۔

ذکر فتح قصدار

سلطان یمین الدولہ امین الملۃ ایلک خان اور طغان خان کی روز نئی نئی باتین سنتا تھا جو اون مین
بربنا عداوت و فساد ہوتی تھین اور قصدار کے والی نے بخیال مضبوطی اپنے ملک کے اور درستی اپنی
فوج کے جو مال کہ دینا ٹھہرایا تھا ندیا اس لیے سلطان نے اوسپر یورش کا ارادہ کیا اور استخارہ کیا اور یہ
واقعہ سنہ ہجری کا ہے اور غزنین سے بست کو چلا اور ارادہ ہرات کا ظاہر کیا — سلطان سنہ ۶
پھر یکایک قصدار کو متوجہ ہوا اور پہاڑ اور راہ دشوار طے کرتا ہوا چلا اور قصدار کے والی کو بالکل خبر ہوئی
کہ یکایک سلطان کے غلامون نے دن نکلنے سے پہلے اوسکا گھر گھیر لیا وہ یہ دیکھتے ہی چیخا
الامان الامان اور جھٹ نکلکر سلطان کیخدمت مین حاضر ہوا سلطان نے ایک کرور پچاس لاکھ درہم
اوسکے ذمے کیے اوس نے اوسکا بھی ذمہ کیا اور بہت کچھ دیا اور بیس ہاتھی بہت زبردست
دیے اور اپنا آدمی اوسپر مقرر کرکے کہ اوسکا زر وہی لیکر آوے آپ چلدیا اور اوسکو بدستور خلافت قصدار کی دی

ذکر دونون شار کا ایک باپ نام اوسکا ابونصر محمد ابن اسد دوسرا اسکا بیٹا شاہ محمد نام اور جو انکا انجام ہوا اوسکا بیان

جو کوئی غرشستان کا والی ہوتا تھا اوسکو شار کہتے تھے کہ اپنے لئے انھون نے یہ علامت مقرر کی تھی
اور اسکے معنی مالکیت و عظمت کے ہین اور ابونصر شار وہان کا والی رہا یہانتک کہ اوسکا بیٹا شاہ محمد بالغ
ہوا اور یہ دیوانہ مشہور تھا اوس نے اپنے زور جوانی اور اپنے یارونکی مدد سے باپ سے ملک چھین لیا
اوس نے بھی اوسکو ملک سونپ دیا اور اوسکی تدبیر پر نگران رہا اور خود پڑھنے پڑھانے اور مطالعہ کتب اور
علم ادب پر مصروف تھا کہ سوای اسکے اور کسی امر مین اوسکا دل نہ لگتا تھا اور علما اور فاضل لوگ طرف سے
اوسکے پاس آتے تھے اور یہ سبکے ساتھ سلوک کرتا تھا اور ابوعلی محمد ابن محمد ابن سیجور سپہ سالار نے

اپنی سرکار نامدار رضی نوح بن منصور سے باغی ہوکر چاہا کہ مملکت غرش کو مع اوسکے سب علاقے کے
اپنے ساتھ ملا لے اور دونون شار کو اپنا تابعدار کر لے یہ آن دونون باپ بیٹون کو ناگوار گزرا کہ سلاطین
سامانیہ کے بدلے اوسکی اطاعت کرین کہ اونھون نے اوسکو عزت سپہ سالاری اور سرداری کی دی ہی اور اونکو
اپنے قلعے کی مضبوطی اور سامان کی درستی کا بھی خیال تھا اس لیے اوسکے حکم سے اونھون نے تمرد کیا
کہ اسمین رضی نوح ابن منصور کے بھی حق کی حمایت اور اوسکی عزت کی حفاظت ہی ابو علی نے انکا ملک
موروثی یا انکے مال قدیمی کا لالچ کیا تو ابو القاسم فقیہ اپنے معتمد کو بہت فوج دیکر انپر روانہ کیا
اسنے جاکر اونکے دار الملک کے بیچ مین لڑنا شروع کیا وہ اپنے ایک پہاڑ پر گئے وہان بھی جا لڑا اور
جہان وہ نکلے وہان گیا آخر یہ دونون اپنے وطن سے نکلے اور ایک قلعے مین جو آن کوہستان
کے پیچھے انکا موروثی ہی بھاگ گئے اور ابو علی سیمجور اونکے سب قلعے اور ملک کا مالک ہوگیا اور جب
امیر ناصر الدین سبکتگین بحمایت امیر رضی نوح ابن منصور کے ابو علی پر متوجہ ہوا تو ابو علی نے ابو القاسم کو وہان سے
بلوایا کہ اوس کام سہل سے اب اس کام سخت مین مشغول ہووے اور اوس کلنگ کو چھوڑکر اس شہباز کا مقابلہ
کرے اب اس جنگ مین کہ امیر ناصر الدین سبکتگین بحمایت امیر رضی کے ابو علی پر حملہ آور تھا وہ
دونون شار بھی امیر کے ساتھ شامل ہوگئے یہانتک کہ ابو علی سب کچھ مال قدیم اور جدید اور ولایت
نئی اور پرانی چھوڑکر بے سمجھے بوجھے جرجان گیا اور یہ دونون شار بدستور نہایت امن اور آرام کے ساتھ
اپنی جگہ مین رہے یہانتک کہ سلطان یمین الدولہ امین الملۃ اوسکا وارث ہوا اور سب ملک اور اونکے حکمران
اسکی اطاعت اور طاعت مین آگئے اور سب جگہ خطبہ اسکا پڑھا جانے لگا تو سلطان نے مجھ کو انکے پاس
بھیجا کہ سلطان کی اطاعت کرین اور اوسکے نام کا خطبہ پڑھین انھون نے بخوشی خاطر اوسکی اطاعت
قبول کی اور اوسکا خطبہ سنہ ۳۸۹ ہجری مین جاری کیا اب جو لوگ کہ مرو سے ہزیمت مطابق ۹۹۹ء
کھاکر بخارا مین جمع ہوے تھے اونھون نے ان شارون کو لکھ بھیجا کہ جنگ کی تدبیرین کرین کہ اب ہم
اپنے بدلے کے لئے آمادہ ہین ابو نصر شار نے یہ خط میرے پاس بھیجدیے کہ ان خطوط کو تامل سے
دیکھکر سلطان یمین الدولہ امین الملۃ والدین کے پاس بھیجدے تا اوسکو ہمارا حال بخوبی دریافت اور
معلوم ہووے کہ اوسکے ساتھ ہماری محبت دلی اور دوستی قلبی ہی اور ان اہل عداوت سے
بدرجہ غایت بغض اور عداوت ہی مین نے انکو بتامل دیکھا اور شار کو جواب لکھ بھیجا کہ اس طرحکا لکھنا اونکا

صرف بیحیائی ہے اور اونکا ارادہ حملہ آوری کا ہے تو کرین اونکے لیے وہ ہی تلوارین موجود ہین کہ جنسے اونکو
ذلت اور رسوائی پہلے ہو چکی ہے اور قریب ہے کہ شار حال ان باغیونکا دیکھے گا پس اسیا ہی گزرا کہ ایلک خان
بخارا پر تسلط ہوا اور بڑے بڑے باغیونکو گرفتار کیا اور باقی سراسیمہ و حیران بھاگ گئے اور مین نے یہ سب ماجرا
سلطان کو لکھ بھیجا اور پھر اوسکا بیٹا شاہ محمد شار سلطان کے پاس حاضر ہوا اور بہت عزت واکرام پایا پر کچھ
ہمین غرور اور نخوت ملکداری کی تھی اسنے بعد چند دن کے رخصت مانگی بہت کچھ انعام و خلعت
واکرام و عزت پاکر رخصت کیا گیا اور افشین کہ اوسکا گھر تھا گیا اب چند دن کے بعد سلطان نے بغرض
کسی مہم کے سب امرا اور ارکان کو مع اونکے ساز و سامان کے طلب کیا اور شار مذکور کو بھی بلایا
اوس نے کچھ ایسے حیلے حوالے کیے کہ جنسے نافرمانی اوسکی تحقق ہو گئی سلطان نے کہ اس مہم کے اہتمام مین
مصروف تھا ابھی اسکی تدبیر کو ملتوی رکھا جب سلطان نے اوس جنگ سے خاطر خواہ فتحیاب ہو کر رجوع کی تو اوسکو
پھر لکھا کہ بشیوۂ اطاعت و فرمانبرداری حاضر ہووے اور بدستور مؤانست پیدا کرے اور وحشت زایل
کرے اوس سے ابھی بجز سرکشی اور نافرمانی کے اور کچھ ظہور مین نہ آیا اب سلطان نے اپنا حاجب کبیر ابو سعید
تونتاش اور اپنا غلام ارسلان جاذب والی طوس کو بھیجا کہ اوس سے لڑین اور غرشستان لیوین اور اوسکو نافرمانی
کی سزا دیوین یہ دونون چلے اور ان رستون سے ابو الحسن منیعی مرو الروذ والے کو خوب واقفیت
تھی اس لیے اوسکو بھی شامل کیا اور راہ دشوار گزار اور گھاٹیان سخت سخت طے کر کے پونہچے اور اون
دونون شار کو خوب سزا دی ابو نصر بڑا شار تو اپنی جان کی امان دیکھکر تونتاش حاجب کے پاس آگیا
اور ظاہر کیا کہ مین اوس معاملے سے بالکل بری ہون جو کچھ کیا میرے اس بیٹے نے کیا اور یہ مجھ سے
ہمیشہ سرکش اور نافرمان رہتا تھا اس لیے آپ میری سفارش کرین کہ مین بالکل بیگناہ اور بیقصور
ہون اور اطاعت مین بالکل سرگرم ہون تونتاش نے اوسکو ہرات بھیجدیا اور سلطان کو اوسکی
سفارش لکھی وہانسے جواب اوسکی رہائی کا آیا اور اوسکا بیٹا شاہ محمد شار اپنے اوس قلعے مین جا چھپا کہ اوسنے
ایام مجبوری مین بنایا تھا اور اپنے ساتھ اپنے خاص غلام لیگیا اب تونتاش نے اوسکا ارادہ کیا اور
یہ اور ارسلان جاذب اور ابو الحارث سب وہان چڑھ گئے اور لڑائی شروع ہوئی یہانتک کہ ایک دیوار
فصیل کی ڈھادی اور دوسری فصیل پر جا چڑھے اور پھر خوب شمشیر زنی کی لاچار اوس نے امان مانگی
آخر انھون نے اوسکو پکڑ لیا اور قید کیا اور سب کچھ مال و ذخیرہ وہانکا لوٹ لیا اور سب اوسکے عزیز

اور مصاحب اور افسانہ خوان اور حاجب پکڑے گئے اور اوسکو خوب دھمکینچا کہ اوسنے اپنا مال اور
دولت سب بتادیا اور اسقدر لوٹا کہ اونکے کپڑے تک اوتروا لیے اور ننگا کر دیا اور جو آمدنی اس ملک
کی شار کو تھی اوسکے موافق ابو الحسن منیعی نے مقرر کی اور اپنا عامل اور کوتوال مقرر کیا اور سلطان نے
حکم بھیجا کہ شار کو ہمارے پاس بنرمی تمام بھیجدیا جاوے جب لانے والے کے حوالے ہوا تو اونے
اوسکو بازنجیر کیا اور مین نے سنا ہی کہ اوسنے اوسوقت اپنے ایک غلام کو کہا کہ ہمارا یہ حال ہمارے گھر لکھ بھیجے
اور انشاء اللہ تعالی ہم چند دن بعد بخیر و عافیت آوینگے سو سلطان نے اوس قید ہی مین شار کو
بلوایا اور حکم دیا کہ یہ خط خود لکھے تو پہلے خود فکر کیا اور پھر شکر کیا اور پھر لکھا ای قحبہ تو مجکو غافل جانتی ہی
جو کچھ تو نے کیا سب مجکو معلوم ہی اور دیکھ مین اب آنے والا ہون تجکو اور تیرے ماباپ کو کیسی سزا
دونگا اور اور بھی برا بھلا اوسمین لکھا اور خط لفافہ کر کے اپنے غلام کو دیا اور اوسنے یہ خط اوسکے یہان
پونہچا دیا یہان قیامت برپا ہوئی اور ڈرے کہ کسی دشمن نے ہماری چغلی کھائی ہی اونھون نے
یہ تدبیر کی کہ یہ گھر خالی کر دین اور کہین چھپ جائین تا اوسکے عذاب سے نجات ہووے پھر جو اوسکا
ایک غلام وہان گیا تو دیکھا کہ مکان بالکل ویران خالی میدان پڑا ہی ہمسایے سے جو پوچھا تو اونھون نے
کہا کہ اوس خط کے خوف سے یہانسے سب بھاگ گئے اوسنے یہ سنکر کہا کہ لعنت ہی خدا کی لکھنے والے
پر اور لکھوانے والے پر اور بھیجنے اور لانیوالے پر اور اوسکے اہل و عیال کو پھر لایا اب یہ سب خبر
سلطان کو آئی اوسکو شار کے اس حیلے سے ہنسی آئی کہ اوسنے یہ حیلہ کر کے لعنت کروائی اور شار نے
کہا کہ یہ سزا ہی اوسکی جو ہمسے لکھواے سلطان نے اوسکو بلوایا اور ننگا کروا کر کوڑون سے پٹوایا کہ یہ سزا ہی اوسکی جو
حق نعمت فراموش کرے اوسنے بہت واویلا اور فریاد و زاری کی پھر سلطان نے حکم دیا کہ اسکو ایسی جگہ
قید رکھین کہ سزاوارون کے قابل ہووے اور اوسکا علاج اور اوسکا خرچ بہت عمدہ کرین اور اوسکو یہ
معلوم نہو کہ یہ بحکم سلطان ہی اور اسنے اپنا غلام بلوایا جو اسکے کار خدمت کرتا رہے اور اور بھی اوسکی
آسایش کی چیزین موجود کر دی گئین اور اوسکا باپ ابو نصر شار جو ہرات مین تھا اوسکو سلطان نے
بلوایا اور اپنا مقرب اور معزز کیا اور جو انکی جایداد غرش مین تھی وہ سب خرید لی اور اپنی مملکت مین
شامل کر لی اور قیمت اونکی دیدی کہ انکی تکلیف تنگدستی کی رفع ہووے اور شمس الکفاۃ وزیر
ابو العباس ابو نصر شار کے ساتھ بہت مہربانی کرتا تھا یہانتک کہ وہ سنہ ۴۰۶ ہجری مین مرگیا مطابق ۱۰۱۵ء

ذکر جنگ ناردین

مطابق سنہ ۱۰۱۳ء

سلطان یمین الدولہ نے پھر سنہ ۴۰۴ ہجری مین ارادہ کیا کہ ہندوستان پر یورش کرے اور یہ رای ہوی کہ ابکی بار وسط ہندوستان تک جاوے سو آخر فصل خریف مین روانہ ہوا اور ہندوستان مین جب چلا آیا تو ہقدر برف پڑی کہ سب راستے بند ہوگئے اور بہت تکلیف ہوی تب اولٹے پھرے کہ پھر سامان درست کرکے آوینگے پس جب موسم بہار آیا اور سب سامان جنگ فوج اور غلہ وغیرہ خوب درست ہوگیا تو پھر ہندوستان کا ارادہ کیا اور استخارہ کیا اور روانہ ہوا گویا ایک دریا امڈا چلا آتا ہے یہانتک کہ جب مقصد پر پہونچا تاکہ اپنے لشکر کی ترتیب کرے اپنے بھائی نصر کو معہ ایک انبوہ لشکر کے داہنی طرف اور ارسلان جاذب کو بائین طرف کھڑا کیا اور ابو عبد اللہ محمد ابن ابراہیم طائی کو مقدمۃ الجیش کیا اور قلب لشکر کو تناش اور سب اپنے خواص اور غلامونکو قائم کیا راجہ ہند نے جو یہ ہنگامہ برپا دیکھا تو بہت خوف غالب ہوا اور اپنے ٹھاکرون اور سردارون سے پناہ مانگی اور پھر ایک پہاڑ کی گھاٹی مین گھس گیا کہ جان بچے اور دونون پہاڑون کے درون پر ہاتھی کھڑے کردیے کہ انکی سبب فوج سلطان کی اندر نہ آسکے گی اور حکم دیا کہ میری مملکت کے سب لوگ انکے مقابلے مین آوین اور ان مین کوئی باقی نہ رہے یہانتک کہ پھر اوٹھا کہ یارا نابھی جو جاتا ہے وہ بھی آوے جب سلطان کو معلوم ہوا کہ راجہ لڑنے مین بہت دیر لگاتا ہے اور تاخیر کرتا ہے تو اپنا دیلمی اور افغانی لشکر لیکر جا چڑھا اور لڑائی شروع ہوئی اور ہقدر چند دن تک لڑائی ہوتی کہ لاچار راجہ کو میدان مین نکلنا پڑا اور اب فوج سلطان خوب جان توڑ کر لڑی یہانتک کہ کچھ سردار فوج کے راجہ پر جا پہونچے اب راجہ نے پھر پہاڑ مین سے نکلنے کا قصد کیا کہ گرد اوسکے ہاتھی تھے اب اور بھی لڑائی سخت ہوئی اور گرمی بھی بہت ہوگئی اور سردار اور نوکر یکسان ہوگئے اور جسوقت وہ ہاتھی کو حملہ کرنے کے لیے سنکارتے تھے تو اوسی وقت ہاتھیون پر گرز بیشمار پڑتے تھے اور راجہ نے جو دیکھا کہ ابو عبد اللہ محمد ابن ابراہیم طائی خونریزی مین بہت کوشش کرتا ہے تو بہت سے اپنے دلاور لیکر خاص اوسپر متوجہ ہوا لیکن وہ اس سے کچھ نہ گھبرایا اور اپنے کام مین بالکل مصروف رہا یہانتک کہ زخمی ہوگیا اب سلطان نے جو اوسکا حال دیکھا تو اوسکی مدد کی اور اوسکو چھڑایا کہ مارے تلوارون اور تیرون کے چھد گیا تھا پھر حکم ہوا کہ اسکو ہاتھی پر بٹھلاوین کہ جب تک اسکے زخم اچھے ہووین اور وہ ہاتھی اوسکی ملک ہوگیا کہ اور دن یہ فخر اسکو

زیادہ ہوا اولڑائی ایسی ہی جاری تھی کہ یکایک سلطان کے فتح کی ہوا چلی اور اونکو گھیر کر خوب مارا اور پھر
پہر غار اور جنگل اور گھاٹی اور میدان مین یہان تک قتل کیا اور اسقدر مال و دولت ہاتھ لگا کہ ایک کو دوسرے پر
رشک نرہا اور جو ہاتھی کہ اونکے یہان بہت مضبوط تھے لے لیے اور نارین پر فتح ہوگئی اور اوسکے بتخانے مین
ایک پتھر تھا کہ اوسپر یہ کندہ تھا کہ یہ عمارت چالیس ہزار برس سے ہی پس سلطان کو بہت تعجب ہوا کہ اسقدر مدت سے
تو دنیا بھی نہین ہی اب سلطان یہ سب کچھ لیکر اولٹا پھرا اور لونڈی غلام بہت سے لے گئے
یہانتک کہ ہر شخص کے یہان غلام اور لونڈی ہوگئے +

جنگ تھانیسر

سلطان نے سنا کہ نواح تھانیسر مین ہاتھی خوب ہوتے ہین جیسے صیلان مین ہوتے ہین اور وہان
کا راجہ اپنے ہاتھیون کے زور پر بڑا گھمنڈ کرتا ہی اور بہت سرکش اور مغرور ہی سو اوسپر متوجہ ہوا اور لشکر لیکر
چلا اور سخت رستہ اور دشوار راہ طی کرتا ہوا وہان پونہچا اور اوس جانب اوسکے بہت بڑا دریا ہی اوسکے
کنارے پر ایک پہاڑی ہی کہ جسکی اوٹ مین راجہ اپنی فوج اور ہاتھی لیے ہوئے کھڑا تھا سلطان
اس دریا سے اوتر کر راجہ کے مقابلے مین گیا اور دو جانب لڑائی شروع ہوگئی اور حکم دیا کہ دریا اور پہاڑ
کے بیچ مین اونسے لڑائی کیجاوے اور بہت سخت لڑائی ہوئی یہانتک کہ جب دن ڈھلنے لگا تو سلطان کی
فوج نے سب طرف سے ایک حملہ کیا کہ وہ اپنے ہاتھی وغیرہ سب چھوڑ کر بھاگ گئے کہ جن پر اونکو بڑا گھمنڈ
تھا اور یہ لوگ ہاتھی گھیر لائے اور اگر رات نہو جاتی تو اور بھی جنگ جاری رہتی اور سلطان
یہ سب غنیمت اور فتوحات لیکر غزنہ کو واپس چلا گیا +

ذکر ابی العباس فضل ابن احمد اور جو اوسکا انجام ہوا جب تک کہ مرا

اور ابو العباس فضل ابن احمد فائق کے خواص لوگون مین سے تھا اور اسکا لقب عمید الدولہ تھا اور
نہایت معتمد اور معزز تھا اور جب کہ سلطان نیشاپور مین سپاہ سالار تھا تو یہ مرو کی ڈاک کا داروغہ تھا
ناصر الدین سبکتگین کو اسکی امانت اور دیانت اور ہوشیاری کی خبر پونہچی تو اوسنے امیر رضی سے اوسکو
مانگا کہ سلطان کی وزارت کرے گا وہاں سے موافق اس درخواست کے ابو العباس نیشاپور بھیجا گیا
اور احمد ابن حسن کے قایم مقام وزیر مقرر ہوا اور احمد ابن حسن اس لیے موقوف ہوا کہ امیر ناصر الدین سبکتگین نے
جب احمد ابن حسن کے باپ کو بمقام نسبت معتمد اور وزیر اپنا کیا تھا اور دشمنون کے بہکانے سے اوسکو قتل کیا تھا

اس لیے احمد ابن حسن سے کچھ اوسکے دلمین خیال تھا اس لیے اوسکو موقوف کیا اگرچہ وہ نہایت ہوشیار
اور کارگزار اور تیز قلم اور ذہین اور چالاک تھا کہ باوجود نو عمری کے سب کار ریاست ایسا خوب کرتا تھا کہ
اوسکا ہم عمر کوئی ایسا نہ تھا اور بلحاظ اپنے باپ کے سلطان بھی کچھ نکر سکا اور ابو العباس مذکور کو اپنا معتمد
اور وزیر ریاست کیا اور یہ سبب اس لیے ہوا ہے کہ اہل خراسان کو قدر احمد ابن حسن میمندی کے معلوم
ہووے کہ وہ پروردہ سلطان کا تھا اور جو کچھ کہ کسی سے بگڑ چکا تھا اوسکی درستی مین ساعی اور جو اور لوگ
اوجاڑ گئے تھے اوسکے تدارک پر کوشش جاری تھی اور ہر امر کی اوسکے موافق تدبیر کرتا تھا اور جو پانی کہ خشک
ہو جاتا تھا اوسکو پھر لاتا تھا اور یہ ابو العباس مدد کرنا مملکت کا خوب جانتا ہے اور نہ اور کوئی درستی مگر صرف
مال اکٹھا کرنا اور پیداوار اور محاصل لینا اور توفیرات سمیٹنا جانتا ہے کہ چند سال مین بہت مال جمع کر لیا کہ اب
تو خراسان پرمایہ اور تو انگر تھا پھر جب اسنے اوسکا مال سونت لیا اور جو کچھ تری اور تازگی تھی سب وک
لی اور مال و ذخیرے سب لے لیے تو اب خراسان ایک مفلس تہیدست بے مغز و بے پوست رہ گیا
اور بہت تختے ویران ہو گئے اور بہت پانی سوکھ گئے اور بہت سے بونے جوتنے والے شہرون مین
بھاگ گئے تو باقیون سے باقی لی جانے لگی اور جو آباد رہے اونسے بھاگے ہوؤن کا بھی محصول لیا جانے لگا یہ مصیبت
پھیلی اور شکایت ہونے لگی اور لوگون پر بہت مصیبت ہوئی اور سب کے مال تباہ ہو گئے اور
یہی ہو رہا تھا کہ پھر قحط کا صدمہ گزرا تو تو نگر مفلس اور مفلس مردہ ہو گئے تو اب مملکت خراسان مین بے مقدار
باقی رہ گئی کہ کچھ بھی وصول نہین ہو سکتا کل کی تو کیا صورت ہووے اب سلطان کو اس کمی آمدنی سے تنگی
ہوی اور وزیر سے مطالبہ ہوا کہ جو کچھ نقصان ہوا خرچ کیا گیا ہے حاضر کرے اور وزیر براہ فریب
کبھی اپنی برات کرتا تھا اور کبھی اورون کے ذمے بتلاتا تھا پھر سلطان کے دھمکانے سے جو اوسکو رنج ہوا تو
اسنے استعفا دیا اور اپنے اوپر بلا لی اور قید قبول کی اور لوگون نے سلطان سے یہ سفارش کی کہ جسقدر وزیر نے
پرگنون سے پر زیادہ روپیہ لیا ہے وہ لیکر آپ اپنا نقصان پورا کر لین پر وزیر نے نمانا اور کہا کہ سوا اسکے کہ
موقوف ہون اور جس کسی قلعے مین جاہون قید رہون اور کچھ نہو گا ایک درہم بھی ندونگا کہ گویا خود ہی
بلا اپنے سر پر لیتا تھا اور مرنے کے لیے آمادہ تھا یہ بات ابھی پوری نہین تھی کہ سلطان نے ابو اسحاق
محمد ابن الحسین دہقان کو سررشتہ دار دیوان کیا اور وہ بلخ مین رئیس تھا کہ زر باقی صوبون اور رعایائے
نیشاپور سے وصول کرے اور سنہ ہجری مین اوسکو روانہ کیا اور وہ ہرات پر چلا مطابق سنہ ء

اور جسقدر کہ وہان پیدا ہوا اور اوسکے ہاتھ لگ سکا وصول کیا اور تھوڑے دن مین بہت ساز رسمیٹ لیا
اور عہدۂ وزارت اب تک ابو العباس ہی کے نام پر ہی اور ابو القاسم ابو العباس کو نصیحت کرتا تھا کہ پھر اپنے عہدے کا
کام کرے اور اپنی عزت اور حالت درست کرے اور وہ اپنی سخت مزاجی سے اوسی طرح اصرار کیے جاتا تھا
کہ اوسکی قسمت مین اسی طرح مرنا لکھا تھا اور یہی حالت اوسکی جاری رہی کہ خود بخود قلعہ غزنہ پر قید کے لیے
چلا گیا کہ اس تکلیف مطالبہ اور کشاکشی سے نجات اور آرام پاویگا اور جسقدر کہ روپیہ جمع کیا تھا سب سلطان کو
بھیجدیا پس ایسا کوئی نہین سنا گیا کہ خود قید مین جاوے اور بلا کا استقبال کرے سو سلطان کو یہ آنا اوسکا بخود
بہت برا معلوم ہوا اور حکم دیا کہ جو کچھ ہمارے مال اور ہماری رعیت پر زیادتی کی ہی اوسکی بابت ایک تمسک
ایک لاکھ دینار کا لکھدے تو اوسنے ایک تمسک لکھدیا کہ سلطان پھر ہمیشہ اوس سے لیتا رہا کہ اوسکو فاقے ہونے
لگے اور کچھ طاقت نرہی اب سلطان نے اوس سے قسم لی کہ اس مطالبے پر میرے پاس کچھ مال نہین نہ جمع اور نہ متفرق نہ زمین
مین دبا ہوا اور نہ امانت اور اوسکے پاس اوسکی اولاد بھی آتی جاتی تھی اتفاقاً کچھ مال اوسکا کسی سوداگر کے پاس بلخ مین
نکلا اب سلطان نے اوسکو اور بھی دھر کھینچا اور جو کچھ کہ اوسنے اپنی قوت کے لیے بچا رکھا تھا وہ بھی لیا گیا
اب اتفاقاً سلطان کو کوئی مہم درپیش ہوئی کہ اوسکو اسی حالت مین شکنجے مین چھوڑ کر چلا گیا کہ سنہ ۴۰۴ ہجری مطابق ۱۰۱۳ء
مین مرگیا اور پھر سلطان کو کہ جب واپس آیا اوسکے مرنے کا بہت غم ہوا اور اوسکے ایام وزارت مین
اوسکا بیٹا ابو القاسم بالغ ہوا تھا اور بہت صاحب علم و ادب اور جامع فضائل باوجود نو عمری کے تھا
کہ اوسکا ذکر بہت پھیلا اور قدر خوب ہوئی اور نظم و نثر اوسکے دونون خوب تھے اپنے باپ کے لیے اوسنے
قصیدہ کہا ہی اور چونکہ ہنرمند اکثر بے نصیب ہوتے ہین بے نصیب جوان مرگیا اب جوزجان کی عملداری
ابو الحسن علی ابن فضل معروف حجاج کو دی گئی کہ نہایت صاحب علم اور صاحب حلم اور صاحب حیا و
صاحب وفا اور صاحب عقل تھا بہت عمدہ انتظام اور فقط آبرو کے ساتھ کام کیا اور صوبونکی آبرو بھی اپنی آبرو کے موافق حفاظت کرتا تھا

ذکر ابو القاسم احمد ابن حسن میمندی کی وزارت کا

جب کہ سلطان خراسان کا سپہ سالار تھا تو ابو القاسم اوسکا میر منشی تھا اور یہ شخص شریف حسب و نسب مین
درست ہی صاحب رائے کامل ہی اور اوسکی تدبیر معقول ہی ہر طرف اوسکی خوش قلمی اور دلیری اور بلند ہمتی
اور ترقی خو کی شہرت ہی اور دینار و درہم کی بہت حقارت کرتا تھا اور سلطان کے سب حالات پر جو رفیق رہا تو
سلطان نے اوسکو درجہ بدرجہ یہان تک ترقی دی کہ تمام فوج کی موجودات لینے کا اوسکو دیوان کیا

اور ہر پرگنہ لبست اور رنج مع اونکے سب متعلقات اور آمدنی کے اوسکی تنخواہ معمولی پر زیادہ کیا پس توفیق خداوندی
سب امور مفوضہ پر نہایت استحکام سے کام کیا اور اوسکی سخاوت کے آرزومند اطراف واکناف سے آنے لگے تو
ہر شخص اپنی آرزو کے موافق اوس سے تونگری اور فارغ بالی حاصل کرتا تھا اور وزیر ابو العباس بھی اسکی رائے
پر عمل کرتا تھا اور اسکی خوب عزت کرتا تھا اور جب کہ سلطان کو ابو العباس پر توجہ نرہی اور اوسکا کام بہت
سست ہو گیا تو سلطان نے بروقت وانگی جنگ نارائن کے ابو القاسم کو دہلیز کا نگہبان اور ابو اسحاق کا مددگار
کیا تھا اور اگرچہ وزیر نہ تھا پر وزیر کہلاتا تھا اور سنہ ۴۰۷ ہجری تک یہ ہی حال رہا جب کہ (مطابق سنہ ۱۰۱۶ء)
سلطان نے وزیر اور خراسان کے عاملون کو باقیات پر گرفتار کیا اور سب عامل اور رعیت اور شریف اور غریب اور
عزت دار اور خدمتگار سب حاضر آئے اور سب کو قید کیا اور دو روز کی معیاد مقرر کی کہ زرباقی ادا کرین تا سفر
ہندوستان مین کہ ابھی درپیش ہے کام آویگا اور کسی کی کھال نوچنی شروع کی اور کسیکو آگ پر بٹھلایا اور کسیکو
اولٹا لٹکایا اور ابو القاسم کو خلعت وزارت دیا اور سب ضروریات ریاست اوسکو سونپی اور زرباقی
کے وصول کا حکم دیا اور بنسبت باقیداروں کے اوسکو اختیار تام دیا کہ جسکو چاہے رکھے اور جو چاہے
جس سے لیوے سلطان تو ہندوستان کو گیا اور اس نے سب کار خدمت پر نہایت خوبی اور
اہتمام سے کام کیا اور ابو اسحاق کو خراسان کی تحصیلداری پر سررشتہ دار کیا جب سلطان آیا تو دیکھا
کہ نہایت عمدہ انتظام ہے اور ہر کام کا خوب بندوبست ہے اور خزانہ بھی بھرا ہے اور ہر بات کی خوب رونق ہے
تو اوسکو حکم دیا کہ خراسان جاوے اور جو کچھ وزیر اور ابو اسحاق کے سبب سے نقصان یا باقی رہی ہے اوسکو وصول
اور درست کرے تو یہ ہرات کو گیا اور وہان کے لوگون پر ایسا اسکا رعب و داب ہوا کہ خود بخود مال نکلا
چلا آتا تھا اور خود آواز دیتا تھا کہ یہان دبا ہون تو اسقدر مال اس نے سمیٹا کہ کبھی نہ سنا گیا تھا اور ابو اسحاق
سررشتہ دار کی نالش ہوئی کہ اسقدر زر اس نے بطور طمع و رشوت کے لیا ہے یہ امر سلطان کو بہت
برا معلوم ہوا اوسکو موقوف کیا اور حکم دیا کہ جو کچھ لیا ہے سب بیت المال مین داخل کرے اور پھر اپنا
خاص ملک اور موتی اور اسباب اور اپنی عورتون کا زیور سب حاضر کرے پس سب ہی کچھ لونچا دیا وزیر
ابو العباس کو علم عربی نہ تھا اس لیے اوسکی سب تحریرات فارسی کی تھی اور اسی لیے بہت بیرونق ہا اور
ابو القاسم جو وزیر ہوا تو سب دفتر اور سب منشی لوگ عربی دان مقرر ہوے اور فارسی ترک ہوئی مگر
مکتوب الیہ جو فارسی دان ہوا اور عربی سے واقف نہ ہوا تو فارسی مین تحریر ہوتے تھے

اور جملہ کار سلطنت اور رعایا کا اور دفتر کا خوب با رونق ہوا

بیان شمس المعالی قابوس ابن وشمگیر کا اور اوسکے انجام کار کا اور بعد اوسکے اوسکا فرزند فلک المعالی منوچہر ابو منصور اوسکا وارث ہوا

شمس المعالی اگرچہ صاحب اعلی عالی تھا لیکن نہایت سخت بند و بست اور دشوار کار تھا ہر خطا کی سزا بجز خونریزی کے اور کچھ نتھی اور کوئی قصور اگرچہ بے ارادہ محض ہو جاوے تو ہرگز معاف نہوتا تھا اور صرف تلوار ہی سے انتقام لیا جاتا تھا اور کوڑی اور لکڑی کے تو کیا معنی اور قید سوای سنگستان کے اور کہین نہین کرتا تھا اوسکے خدام اور حواشی بہت لوگ تباہ ہو گئے کاش با وجود قصور کے اگر زندہ بھی رہتا تو خوب ہوتا ہر شخص اوس سے متنفر تھا کوئی اوس سے محبت نہ رکھتا تھا اور کوئی اوسکی صحبت پر رغبت نکرتا تھا کیونکہ نفس انسانی سے بے گناہی تو ممکن نہین ہی اور یہان اگر کچھ بھی قصور ہووے تو معافی تو کیا بلکہ سزا قتل ہی دیجاتی ہی اوسکا ایک دار وغہ حاجب نعیم کر وکیل قوم حدود جرجان پر متعین تھا نہایت بے فساد بے ضرر اور بہت ہی نیک خو شمس المعالی نے اوسکو استراباد پر مقرر کیا کہ اوس کا انتظام اور بند و بست کرے اوسکو خبر پہنچی کہ نعیم نے کچھ مال بطمع لیا ہی اسنے حکم دیا کہ قتل کیا جاوے سو قتل کیا گیا اور وہ چیختا ہی رہا کہ یہ بالکل غلط ہی مین بیگناہ ہون اب اوسکی فوج نے یہ مشورہ کیا کہ اوسکو سلطنت سے اوتار دین اور اوسکی اطاعت سے نکلین تا جان بچے ورنہ یہی حال سبکا ہوگا اور خود تو جرجان سے خناشک کی چھاونی پر تبدیل آب و ہوا کے لیے گیا ہوا تھا کہ یہان گرمی بہت تھی اس لیے اوسکو اس مشورہ کی خبر نہوئی تھی سو ایکدن رات کیوقت وہ اپنے ایک قلعے مین تھا کہ فوج یکایک چڑھ گئی اور جو کچھ اوسکا مال اور گھوڑے اور خچر تھے سب لوٹ لیا پر جو لوگ اوسکی حفاظت پر پہرہ دار تھے وہ اونپر غل مچانے لگے اس لیے یہ سب بھاگ گئے اور اس سے نافرمانی اختیار کر کے جرجان کو مڑے اور اوسکے بیٹے ابو منصور منوچہر کو طبرستان سے بلایا کہ اوسکو سلطنت دیوین اور اوسکی اطاعت کرین وہ یہ سنتے ہی دوڑا کہ بظاہر اونکے موافق رہے اور باپ پر اونکی یہ حرکت اوسکو بہت ناگوار ہوئی اس لیے اسکا بدلہ لینا اپنے دلمین چھپا رکھا اور اسوقت اونکی بہت مدارات کی کہ اسوقت اگر اونسے کچھ بگاڑے تو بدلہ بھی نہین ہو سکے گا اور ملک بھی تباہ ہوگا اور اب یہ سب حال جو شمس المعالی کو کھلا تو وہ بسطام گیا کہ دیکھے انجام ان لوگون کا کیا ہوتا ہی فوج نے سنا کہ وہ بسطام آیا تو منوچہر کو کہا

کہ جلکر اوسکا مقابلہ کرے وہ لاچار برعایت وقت اونکے ساتھ گیا شمس المعالی نے صرف منوچہر کو اپنے پاس
بلایا یہ اوسکے پاس تنہا گیا اور زمین خدمت کو بوسہ دیا اور اس حادثے اور حالت پر بہت رویا اور اپنے حقوق
بہت یاد کیے اور یہ بھی عرض کیا کہ میری نیازمندی جو حضور مین ہے فوج باغی کو معلوم نہووے اب
شمس المعالی نے جو راستی اور درستی اپنے فرزند کی دیکھی اور خیال کیا کہ انجام کار یہی ہے کہ سلطنت اسی کے لیے ہے
تو اوسنے اپنی سلطنت اوسکو دیدی اور یہ وصیت کی کہ جبتک کہ مین زندہ ہون میری خدمتگزاری بخوبی
کرتے رہنا اور خباشنک کے قلعے مین عبادت خداوندی مین مصروف رہون جبتک کہ موت آوے اور
کار سلطنت صرف تم ہی کرتے رہو کہ تم اب بادشاہ ہوے پس شمس المعالی اپنے خواص خدمتگار لیکر خباشنک کو
گیا اور منوچہر جرجان کو گیا کہ مسند آرای سلطنت ہوا اور اپنی فوج اور رعیت کی خوب خاطرداری اور مدارات
کرتا تھا اور جبتک شمس المعالی زندہ رہا ہر وقت انکو اندیشہ رہا جب وہ مرگیا تو سب کو اطمینان ہوگیا
اور جرجان کے باہر بر سر راہ خراسان اوسنے اپنے لیے آپ قبر بنوائی تھی اوسمین دفن کیا گیا اور منوچہر نے
موافق اپنی رسم جیل کے تین دن ماتم کیا ننگے سر رہا سونا اور کھانا ترک کیا اور سینہ زنی کرتا رہا بعد اسکے
سلطنت مین ایسا مسرور اور مصروف ہوا کہ پھر باپ کبھی یاد نہ آیا اور قادر باللہ خلیفۂ بغداد نے
شمس المعالی کے مرنے کی خبر سنی تو منوچہر کو خط تعزیت اور تہنیت لکھا اور فلک المعالی لقب دیا اور منوچہر نے
جو مصلحت دیکھی تو سلطان یمین الدولہ امین الملہ سے متابعت اور دوستی پیدا کی اور اپنے چند خواص
کو بہت تحفہ اور ہدایا دیکر یہ پیغام نیاز اور محبت کے سلطان کی خدمت مین بھیجا سلطان نے بھی اوسکی
درخواست کے موافق دوستی اور محبت کا اظہار کیا اور امتحان کے لیے حکم بھیجا کہ ہمارا خطبہ اپنی ولایت
مین جاری کرے اور ابو محمد حسن ابن مہران کو بہت تحفہ اور ہدیہ دیکر بھیجا سو اوسنے خوب اطاعت کی
اور جرجان اور طبرستان اور قومس اور دامغان مین خطبہ سلطان کا جاری کیا اور پچاس ہزار دینار
سالانہ مقرر کیا اور جب سلطان نے ارادہ نارائن گڑھ پر یورش کا کیا تو اوس سے جیل اور دیلم کے
لوگ مانگے کہ وہ بہت دلاور اور واقف کار ہوتے ہین اوسنے دو ہزار آدمی خالص جیلی مقرر کیے اور
اونکی تنخواہین اور انعامات دیکر کہ اونکی سب حاجات اور ضروریات دفع ہووین سلطان کے پاس
بھیجدیے جب یہ سب کار خدمت اوسکا سلطان کی رای مین متحقق ہوا تب اوسنے ابو سعید جو لکی
رئیس جرجان کو منوچہر کے پاس یہ پیغام رشتہ کے بھیجا اوس نے بھی قبول کیا اور اوسکا نکاح سلطان کی

دختر سے ہوگیا اور منوچہر نے اپنے اور سلطان کے آدمیون کو بہت سا انعام و اکرام دیا اور ایسا ہی سلطان
نے بھی بہت کچھ صرف کیا اب منوچہر نے اون لوگون کو کہ اسکے باپ کے قتل پر آمادہ اور شریک ہوے تھے سب کو
قتل کیا اور ابن خرکاش سنے کہ اسکا رشتہ مند اور دشمن تھا جو یہ دیکھا تو بھاگا اور کہین اوسکو ٹھکانا نہ ملا جہان
جاتا تھا وہان دھکے کھاتا تھا اور خون قابوس اوسکے درپے ہوتا تھا اور پھر ایسا گم ہوا کہ پتا بھی نہ لگا اور
منجملہ اون لوگون کے کہ شمس المعالی پر حملہ آور ہوے تھے ایک اوسکا سپہ سالار ابوالقاسم جعدی تھا یہ سرحد
گانون مین چلا گیا امیر فلک المعالی نے چندے اوسکو مہلت دی اوسکو یقین ہوا کہ امیر کو مجھ سے
کچھ پرخاش نہین ہے صرف اونسے تھی کہ جنکا کام کر چکا ہے اسکے پاس چلا آیا اوس نے اوسکو جھٹ قید کر دیا
یہ قید مین سے کچھ حیلہ کر کے نکل بھاگا ادھر اودھر بھاگتا پھرتا تھا اور نیشاپور بھی کسی گمان پر گیا پر
کچھ حاصل نہوا پھر سلطان یمین الدولہ کے پاس آیا اوس نے جو اسکا حال سنا تو پھر اسکو قید کیا

ذکر دارا ابن شمس المعالی قابوس ابن وشمگیر

دارا کو جو ابوعلی محمد ابن سیمجور سے امان ملی تو امیر نوح ابن منصور کی خدمت مین جبتک رہا کہ اوسکے
باپ کو جرجان طبرستان ملا اب وہ اپنے باپ کی خدمت مین آموجود ہوا کہ باپ کی خدمت اور کی
خدمت سے بہتر ہے اوسکے باپ نے اوسکو طبرستان دیا کہ اوسمین رہے اور اوسکا انتظام کرے پھر جو کسی نے
اوسپر تہمت لگائی اوسکے باپ نے اوسکو بلوایا وہ نہایت نیاز سے اوسکے پاس استرآباد مین حاضر آیا باپ بہت
اچھی طرح سے اوس سے ملا اور اوسکو نہایت خاطر سے اوتارا پھر جو کچھ شبہہ ہوا تو پھر بلوایا وہ اسکے پاس آنے کو
سوار ہوا اور چلا کہ رستے مین سے اپنے چند خواص اور اپنے غلام لیکر خراسان کو چلا آیا اتنے عرصے مین کہ شمس المعالی
کو خبر ہووے اور اپنا لشکر اوسکے پیچھے دوڑاوے وہ بہت دور نکل گیا اور خراسان کے قریب پہنچکر
دم لیا اور سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کے پاس حاضر آیا اور نہایت نیاز سے پیش آیا اور سلطان نے
اوسکی بہت خاطرداری کی اور اوسکو رتبہ برتبہ ترقی دیتا تھا یہانتک کہ اوسکو دماغ ہوا اور گستاخی اور تکبر
سے سلطان کے ساتھ پیش آنے لگا کہ سلطان نے اسکی وہ عزت اور رتبہ کم کر دیا یہ اوسکو ناگوار ہوا اور اوسکے
تغیر مزاج سے ڈر لگا تو رات کو بھاگ گیا سلطان نے اونکے پیچھے گھوڑے دوڑائے پر یہ شاہ شار کے
پاس پہنچا سلطان نے شاہ شار کو لکھا کہ دارا کو ہمارے پاس بھیجدے اوس نے بھیجا سلطان نے بہت تکلیف
سے اوسکو قید کیا اس نے جو کچھ موقع پایا پھر بھاگ گیا پھر پکڑ آگیا اور بہت سخت قید کیا گیا لیکن سلطان نے

دلمین جو کچھ آیا تو جھوڑ دیا اور بھر وہی عزت اور توقیر اور اکرام و تعظیم کی اور ابی الحارث ارسلان جاذب کی
مددگاری اور تقویت کے لیئے اوسکو جرجان اور طبرستان بھیجا اور بھر بلا کر اپنا معتمد الخدمت کرکے اپنے پاس
رکھا کہ کسی وقت اپنے سے جدا نکرتا تھا اتفاقا ابوالفوارس ابن بہاء الدولہ سلطان کے پاس آیا کہ اس سے
مدد لیکر اپنے بھائی کے اوپر فوج کشی کرے مجلس ضیافت مین یہ سب جمع ہوے اور دور چلا اور اس
حالت مین اگلے پچھلے سب فکر آئے دارا نے ایک ایسی بات کہی کہ اگر خاموش رہتا تو خوب ہوتا سلطان نے
اوسکو ایک قلعے مین بھر قید کر دیا اور سب اسباب و ملک اوسکا ضبط کر لیا کہ جیسے اور سرگنون کا محصول آتا تھا
اوسکا بھی آنے لگا ایکروز وزیر نے اوسکی سفارش کی تو بھر اوسکا ملک اوسکو عنایت کیا گیا کہ اوسکی حالت
درست ہووے اور اوسکے قید خانے مین اوسکی آمدنی کام آوے اور یہ سب حال محرم ۴۰۹ھ ہجری مین گزرا مطابق ۱۰۱۸ء

ذکر مجد الدولہ ابوطالب ابن فخر الدولہ کا

فخر الدولہ نے ابوالعباس تاش کو جب کہ وہ خراسان سے جرجان پونچا یہ لکھا کہ خدا نے مجکو ایک فرزند
عنایت کیا ہی کنیت اوسکی ابوطالب رکھی اور نام اوسکا رستم کہ یہ نام ہمارے بزرگون مین تھا اور خط اپنے
وزیر صاحب ابن عباد سے لکھوایا اور جب فخر الدولہ مر گیا تو مجد الدولہ اوسکی جگہ ہوا اور اوسکی ما اسپہبند کی
بہن نہایت زور آور اور صاحب تدبیر تھی ملک دیلم دبا بیٹھی اور حکمرانی کرنے لگی ان دونون ما بیٹون مین
خوب جنگ ہوئی یہانتک کہ بدر ابن حسنویہ مجد الدولہ پر حملہ آور ہوا کہ ملک رے اوس سے چھین لے اور دونون
مین ایسی لڑائی ہوئی کہ تکلیف فاقہ اور سختی اور خونریزی اہل دیلم اور بھر اہل رے پر پڑی اور اب قریب
تھا کہ اور بھی سخت فساد ہووے اور نہایت خونریزی ہووے اور بہت لوگ تباہ ہووین اور باجی
لوگ فساد برپا کرین اور مجد الدولہ نے جو دیکھا کہ روز بروز فساد برپا ہی اور زیادہ ہوتا جاتا ہی تو اوس نے
سلطنت ترک کی اور گوشہ نشین ہوا اور اپنی ما کی اطاعت قبول کی اور نافرمان برداری سے توبہ کی
کہ جس سے خلقت اور تابعان سلطنت تباہ ہوے جاتی تھی اور الگ ایک گھر مین ہو بیٹھا اور شغل صرف
لکھنے پڑھنے کا شروع کر دیا اور اوسکا بھائی شمس الدولہ ولایت ہمدان اور قرمیسین اور اونکے سب علاقہ
حدود بغداد تک کا فرمانروا ہوا اور بدر ابن حسنویہ نے اوس مال اور دولت پر کہ قلعون مین سے جمع تھے
قبضہ کیا اور لوگون کو اسقدر دینا شروع کیا کہ چند دن مین سب مال خرچ ہو گیا اور ابن فولاد کے پاس
کہ سلطنت آل بویہ مین جلیل القدر اور صاحب علو مرتبت تھا وسے دیلمی اور کردی اور عربی سردار جمع ہو گئے

اوس نے مجد الدولہ اور اوسکی ماں سے کہا کہ مین ہر وقت تمہاری ولایت کا مددگار رہونگا اور تمہاری سلطنت کا ایک رکن ستون ہون مجھکو قزوین جاگیر دیدو اونھون نے صاف یہ عذر کیا کہ ہماری مملکت بہت قلیل اور مختصر ہے اس لیے ہم نہین دے سکتے ہین ابن فولاد یہ جواب سنکر اطراف رے پر چڑھ گیا اور لوٹ مار اور رہزنی غلہ والون پر کرنے لگا اور قریب دو طرف کا اونکا ملک دبالیا ان دونون نے اسپہبد سے مدد مانگی وہ بہت لوگ جیل کے لیکر چڑھ آیا اور خوب جنگ ہوئی بہت کشت و خون ہوا دونون طرف کے لوگ بہت مارے گئے اور ابن فولاد کی ٹانگ مین تیر لگا کہ وہ زخمی ہوگیا اور دامغان کو بھاگا اور اپنے زخم کا علاج کیا اور منوچہر فلک المعالی کو لکھا کہ میری مدد کرے تو مین اوسکی اطاعت کرونگا اور اوسکا خطبہ جاری کرونگا اور اوسکو خراج دیا کرونگا اوس نے دو ہزار آدمی نہایت زور آور اور قوی بھیجدیے یہ سب جمعیت لیکر ابن فولاد رے پر چڑھ گیا اور لوٹ مار پھر کرنے لگا اور اہل دیلم کو بھی بہت تکلیف ہوئی اس لیے لاچار مجد الدولہ اور اوسکی ماں نے علاقہ اصفہان اوسکو لکھدیا کہ مجھکو امان ہو دے اب وہ راضی ہوگیا اور فساد جاتا رہا اور اپنے لشکر سے ملک کا انتظام اور بند و بست اور درستی کرنے لگا اور ہر فساد سے اونکو روکنے لگا اور منوچہر کا لشکر اولٹا پھر گیا اور اس نے اصفہان جا کر مجد الدولہ کا خطبہ جاری کیا اور یہ سنہ ۴۰۷ ہجری کا ماجرا ہے اور نصر ابن الحسن ابن فیروزان سلطان یمین الدولہ کی خدمت مین الیاس سرگرم رہا کہ اوسنے پرگنہ بیار اور جومند اوسکی جاگیر کردی وہ وہان پہونچا اور خوب انتظام کیا اور محاصل بہت حاصل کیا اور مجد الدولہ نے رے مین جو اوسکو بلا دیا وہ بہراہ لیا کہ شمس المعالی قابوس کے لشکر کا ڈر تھا وہ ہر وقت موقع اور قابو دیکھتے تھے اور جب وہان پہونچا تو حق قرابت اور فرمان پذیری سب جتائی گئی اور یہ وہان چند سال رہا کہ اچھی طرح سے اسنے وہان کا انتظام کیا اتفاقا یہ معلوم ہوا کہ یہ مخالفین سے موافقت رکھتا ہے تو اوسکو قلعہ استونا وند مین قید کردیا گیا پھر اوسکا قصور معاف ہوا اور اوسی کام پر پھر ممتاز ہوا کہ دیلم نے پھر سر اوٹھایا اور لوٹ مار اور رہزنی اور نقب زنی کرنے لگے کہ سیاست بالکل نہ رہی تھی اور مجد الدولہ سوای لکھنے پڑھنے کے اور کچھ شغل نہ رکھتا تھا اب نصر نے پھر اونکا بند و بست اور قلع و قمع کیا تو اونھون نے اب ارادہ کیا کہ نصر کو قتل کرین اور اوسکو گھیر لیا پہلے تو صرف اکیلا اونکو بہت دن تک ٹالتا رہا پھر بھاگ نکلا اور سب مال ان لوگون نے لوٹ لیا اور اوسکو اتنا رنج رہا کہ مرگیا

مطابق ۱۰۱۶ء

ذکر بہاء الدولہ کا اور جو کچھ اوسکا انجام کار ہوا

جب سلطان یمین الدولہ سجستان کا مالک ہوگیا تو بہاء الدولہ نے اوس سے دوستی کے لیے پیغام وخطوط بھیجے کہ ان دونوں کی مملکت آپس میں متصل تھی سو سلطان نے بھی یہ دوستی قبول کی کہ وہ بھی شریف ہیں اور اوسکے بزرگ بھی بزرگ تھے اور سلطان نے بھی پیغام محبت بلکہ رشتہ داری و قرابت کا قاضی ابو عمر و بسطامی محدث نیشاپور کے ہاتھ اوسکے پاس بھیجا جب قاضی وہان پونہچا تو بہت تعظیم وتکریم ہوئی اوس نے سب پیغام ادا کیے بہاء الدولہ نے کہا کہ میرا وزیر فخر الملک بغداد میں ہے اوس سے جاکر یہ پیغام دینا چاہیے بعد اوسکی صلاح کی جو ہوگا کیا جاویگا پس قاضی جب تک کہ بغداد سے واپس آیا بہاء الدولہ بیمار سخت ہوا اور مرگیا اور لوگون نے اوسکے فرزند ابو شجاع سے بیعت کی اور قادر باللہ خلیفہ بغداد نے اوسکو سلطان الدولہ لقب دیا اور سلطنت اوسکی جم گئی اور اقبال اوسکا درست ہوگیا اب قاضی نے سلطان الدولہ سے پیغام دوستی پونہچایا اوسنے جواب صاف نہ دیا کہ یہ پیغام اصل میں اوسکے باپ کے لیے تھا نہ اوسکے لیے بجز اسکے کہ مجمل یہ کہا کہ ہماری اور سلطان کی دوستی موروثی ہے اور وفاداری قدیم اور اوسکا بھائی امیر ابو الفوارس اوسوقت کرمان میں تھا اب ان دونون میں جنگ اور مخالفت قائم ہوئی اور سلطان الدولہ نے لشکر مرتب کیا کہ کرمان اوسکے ہاتھ سے لیوے آخر جنگ ہوئی اور بہت کشت وخون ہوا اور ابو الفوارس کو شکست ہوئی اور بھاگا اور سلطان یمین الدولہ کے پاس مدد کے لیے جاکر دم لیا سلطان نے نصر ابن اسحاق نائب کو اسکے استقبال اور مدارات اور اہتمام مہمانی پر مامور کیا نصر نے پونہچتے ہی دس ہزار دینار نثار کیے کہ اس سے اوسکا سجستان میں نام ہوگیا کہ ایسا کام اور ایسی سخاوت کسی اگلے پادشاہ سے نہوئی تھی جب سلطان سے جاکر ملے تو طرفین سے ہدایا اور تحفے اسقدر لیے دیے گئے کہ جنکا بیان نہیں ہوسکتا بلکہ تمام دنیا کی مالیت سے بھی زیادہ ہیں اور تین مہینے تخمینا مہمان رہا اوسکے بعد اسنے رخصت اور مدد مانگی سلطان نے بہت خوشی سے بہت سا مال اور دولت دیکر رخصت کیا اور ابو سعد عبد الرحمن ابن محمد طائی کو کچھ فوج دیکر اسکے ساتھ کیا ابو الفوارس یہ سب کچھ لیکر کرمان پر چلا تو جو لوگ اوسمیں تھے فورا بھاگ گئے کہ اونمیں تاب مقابلہ نہتی اور ابو الفوارس نے ابو سعد کو کرمان پر مقرر کیا کہ اوسکا انتظام کرے اور محاصل حاصل کرے پھر ابو سعد ہمراہیون کو لیکر روانہ ہوا اور جو کہ یہان ایک مدت گزر گئی اس لیے سلطان کی طرف سے ان لوگون کو ایک طرح کا خیال ہوا لیکن جب یہ لشکر وہان پونہچا تو سلطان نے حکم دیا کہ پھر جاؤ اور مملکت ابو الفوارس سے

چھین لو سو وہ لوگ واپس آئے اور جنگ واقع ہوئی اور ابو الفوارس شکست کھا کر بھاگا اور ہمدان مین شمس الدولہ ابن فخر الدولہ کے پاس گیا اوسنے بلحاظ قرابت اسکی خوب خاطرداری کی اور ایک مدت باامید مددگاری رہا آخر اوسکو یہ معلوم ہوا کہ مجکو فریب دیکر رکھا ہے اور اپنے بھائی سلطان الدولہ کے پاس مین بھیجا جاونگا سو یہ سنتے ہی بھاگا اور بغداد کی راہ لی اسکے بعد جو اسکا حال ہوگا لکھا جاوے گا

ذکر ایلک خان اور جو اوسکا انجام ہوا

ایلک خان کو اوس شکست کا جو بلخ پر اوسکو ہوئی بہت رنج اور افسوس تھا اور اپنے بھائی طغان خان کو ہر وقت ملامت کرتا تھا اور قدر خان سے ہر وقت مدد کا تقاضا تھا لیکن تقدیر اوسکی برخلاف تھی اتفاقا بیمار ہو گیا اور سنہ ۴۰۳ ہجری مین مر گیا اور طغان خان اوسکا بھائی اوسکا وارث ہوا اور اوسنے سلطان سے آشتی اور دوستی پیدا کر لی اور جو کچھ کہ اسکا بھائی خلل انداز ہوا تھا وہ سب رفع ہوا مطابق ۱۰۱۲ء

اب ملک چین سے ایک فوج کثیر طغان خان اور بلاد اسلام اور بلاد ترک اور ماوراء النہر پر چڑھ آئی اور قریب تین لاکھ کے خرگاہ تھا کہ اسقدر اسلام مین کسی کے پاس نہین ہوا اب اوسنے بھی بلاد اسلام اور تمام ترک مین سے لوگ بلوائے قریب ایک لاکھ کے جمع ہوئے لیکن اونکی کثرت سے سب ڈرتے تھے اب طغان خان یہ سب جمعیت لیکر اونکے مقابلے پر گیا اور جان لیا کہ بیشک مارے جاوینگے چند دن تک برابر لڑائی رہی اب ایکدن سب نے اتفاق کیا کہ سب لڑ مرین سو صبح سے جو طغان نے حملہ کیا تو دوپہر تک لڑے اور ایک لاکھ آدمی اونکے قتل کیے اور چینیون نے نشہ بھی پیا تھا کہ سب بیہوش اور مست ہو کر لڑتے تھے اور ایک لاکھ غلام ہاتھ لگے اور باقی جو رہے بھاگ گئے جاتے تھے اور بھنے جاتے تھے اور بعد اس فتح کے چند دن بعد طغان خان مر گیا اور اوسکا بھائی ارسلان خان ابو منصور اوسکی جا بجا پادشاہ ہوا اور اوسنے بھی سلطان یمین الدولہ سے بدستور دوستی اور آشتی کر لی اور سلطان نے اپنے فرزند ابو سعید مسعود کی شادی اسکی دختر سے کی تھی اور اسکو بہت معتبر ونکے ساتھ بلخ بھیجا کہ وہانسے بیاہ کر کے لائے اور یہ سنہ ۴۰۸ ہجری مین ہوا۔ مطابق ۱۰۱۷ء

ذکر ابی احمد فرزند سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کا

اسکے اخلاق اور عادات بہت پسندیدہ اور علم و ادب مین خوب فائق ابو نصر فریغونی والی جوزجان کی بیٹی سے اسکا بیاہ ہوا اور اسکو جوزجان کا انتظام دیا اور ابو سعید مسعود کو ہرات کا

انتظام ہونا اور اوسکا پیشکار اور منصرم ابو محمد حسن ابن مہران کو کیا باقی حال ان دونون بھائیون کا جو ہوگا آگے مذکور ہوگا

ذکر ابو العباس مامون خوارزم شاہ اور جو اوسکا انجام ہوا یہانتک کہ سلطان یمین الدولہ اوسکا وارث ہوا

ابو الحسن علی جب اپنے باپ کا وارث ہوا تو اوسنے خوارزم کو جرجان سے شامل کرلیا اور اپنی تقویت کے لیے سلطان کی بہن سے نکاح کیا گویا سب ایک ہو گئے یہانتک کہ ابو الحسن مرگیا اور اوسکا بھائی ابو العباس مامون اسکا جانشین ہوا اور اوسنے بھی سلطان کی بہن سے نکاح کیا کہ وہی تقویت اور دوستی رہی سلطان کے حکم کے موافق اسنے اپنے ملک مین خطبہ سلطان کا شروع کردیا لیکن اوسکی سپاہ اور سرداران سپاہ نے انکار کیا کہ اگر تو ایسی اطاعت سلطان کی کریگا تو ہم تجھ سے پھر جاوینگے اور تجھکو سلطنت سے نکال دینگے یہ سب خبرین قاصد سلطان نے سلطان سے جاکر بیان کی اور یہ بھی کہا کہ ان سب کا سردار اس امر مین نیالتگین بخاری ہے اور یہ سب ابو العباس کے قتل پر آمادہ تھے چنانچہ ایکروز برسم سلام اوسکے پاس گئے اور اوسکو قتل کر ڈالا اور اوسکے ایک بیٹے سے بیعت کرلی ہے اور یہ بھی وہ جانتے ہین کہ سلطان اپنی بہن کے لیے اس ہلاکت کا مدعی ہوگا تو سب نے اتفاق کیا ہے کہ خاص دار الملک کے اندر لڑ مرینگے سلطان کو اپنے بہنوئی کے مارے جانیکا بہت غم ہوا اور بہت غصہ آیا اور چلا کہ اونکے دار الملک کے صحن مین جا پونہچا اور ان لوگون نے ارادہ کیا کہ اسکو چھاپہ مارین اور نیالتگین نے یہ سوچتے ہی رات کو ابو عبد اللہ طائی پر کہ مقدمۃ الجیش تھا حملہ کیا اور لڑائی ہونے لگی اور سلطان بھی یہ سنکر دوڑا اور خوارزمی لوگ صبح سے جبتک کہ خوب گرمی دھوپ کی ہوگئی لڑتے رہے اور جب دوپہر ہولی تو اون کو شکست ہوئی اور بھاگے انھون نے جیحون کی راہ لی اور بہت مارے گئے اور پانچہزار آدمی پکڑے گئے اور آخرکار نیالتگین بخاری بھی گرفتار آیا اور قید ہوا ان سب سے سلطان نے پوچھا کہ تمنے اپنے ولی نعمت کو بے وجہ کیون قتل کیا نیالتگین نے ڈھٹائی سے کہا کہ تمنے قتل کیا اور اورون نے کچھ جواب نہ دیا پھر سلطان نے حکم دیا کہ ابو العباس مامون کی قبر کے پاس انکو لیجاؤ اور کوڑے مارو اور ناک اور کان کاٹو اور پھر سولی دو اور ابو العباس کی قبر پر ایک پتھر یہ لکھ کر لگا دو کہ یہ قبر ابو العباس کی ہے کہ اوسکے نوکرون اور خادمون نے اوسپر بغاوت کی ہے اور اللہ نے سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کو باغیون پر قدرت دی کہ اونکو یہانسے دیکر مارا اور جو قیدی کہ باقی رہے اونکو طوق پہنا کر شہر غزنہ مین تشہیر کے لیے پھرایا گیا اور پھر حکم دیا کہ انکو فوج مین چھوڑ دیا جاوے

کہ یہ جاسوس اور اہل فساد کے نگران ہین اور خوارزم پر حاجب تونتاش کو بھیجا اوس نے سلطنت جاری کر کے خوب انتظام کیا

متھرا اور قنوج کی فتح کا ذکر

سلطان جب خوارزم کو اپنی سلطنت مین ملا چکا تو بست کو روانہ ہوا اور اوسکا بندوبست کر کے غزنہ کو چلا اور یہان بیس ہزار آدمی ماوراء النہر سے اوسکے پاس اور آ گئے اور ارادہ ہوا کہ اب سفر قنوج کرین اور مجوس کی تاریخ مین لکھا ہی کہ سوای گشتاسپ کے جو شہنشاہ اعظم تھا اور کوئی قنوج فتح نکر سکا اور غزنہ تین مہینے کا راستہ ہی اور استخارہ کیا اور چلا اور دریای اٹک اور جہلم اور چندراہ اور ابرایہ اور شتلندر سے بعافیت تمام اوترا آیا اور جس راجہ کی سرحد مین آیا تو اوسکا وکیل بہ نیازمندی اور مستمندی حاضر آیا اور جب کشمیر پر گزر ہوا تو جنگی ابن سمہی والی کشمیر بھی خدمت مین آیا اور رہنمائی اور رہبری کرنے لگا اور آدھی رات سے دوپہر دن تک چلتے تھے اور دسوین رجب سنہ ۴۰۹ ہجری کو جمنا سے اوتر آئے اور جو قلعہ کہ بلند نظر آیا اوسکو فتح کر لیا یہان تک کہ برن کے قلعے پر جو راجہ رای ہردت کے ملک مین واقع ہی گزر ہوا راجہ ہردت نے جو یہ حال دیکھا اور ڈرا تو مناسب یہ جانا کہ اسلام قبول کرے اور دس ہزار آدمی لیکر آیا اور اسلام لایا اب سلطان نے اوسکو بھی اپنے ساتھ لیا اور راجہ گلنچند پر چڑھائی کی اور اپنی فوجکو حکم دیا کہ حملہ کرین سو یہ فوج وہین قلع قمع کرنے لگی جو کرتی آئی ہی اور سلطان کو جو معلوم ہوا کہ ایک رستہ قلعے کے اوپر سے بھی ہی سلطان اپنی فوج لیکر اوسپر جا چڑھا راجہ اور اوسکی فوج نے دیکھا کہ یہ قتل عام ہو رہا ہی اور ہماری تلوار کچھ کام نہین کرتی لاچار یہ مشورہ کیا کہ دریا مین جا پڑین کہ وہ ہمکو بچا لیگا سو بہت تو ڈوب مرے اور بہت مارے گئے اور بہت قید ہوے اور پچاس ہزار آدمی کے قریب قتل و غرق ہوے اور راجہ گلنچند نے اول اپنی جورو کو مارا پھر آپ بھی مرا اور ایکسو پچاسی ہاتھی بادشاہ کو سوای اور مال کے ہاتھ لگے یہانسے فتح کر کے متھرا پر چلے جسکو اہل ہند گمان کرتے ہین کہ یہ شہر آدمیون کا بنایا ہوا نہین ہی جنون کا بسایا ہوا ہی اور اوسکے بیچمین ایک مندر نہایت عمدہ ہی کہ ایسی خوب عمارت اور ایسا عمدہ نقشہ نہ کسی کاتب کے قلم سے بن سکے اور نہ کوئی مصور تصویر اوتار سکے اور سلطان نے جو غزنین خط بھیجا تو اوسمین یہ لکھا کہ یہان ایک مندر کی عمارت ایسی ہی کہ اگر کوئی اوسکے مقابل بنانا چاہے تو شاید بصرف دس کرور دینار دو برس مین اچھے کاریگرون سے بن سکے اور منجملہ ان بتون کے جو یہان تھے پانچ بت سونے کے معلق ہوا مین کھڑے تھے اور اونمین سے ایک کی آنکھون مین دو یاقوت تھے کہ اگر شاید بیچے جاتے تو پچاس ہزار دینار کو بھی ارزان تھے اور دوسرے بت کے

مطابق سنہ ۱۰۱۸ عیسوی

گلے مین ایک ٹکڑا یاقوت کا چارسو پچاس مثقال کا تھا اور آپکے قدم کے نیچے چار ہزار چار سو مثقال سونا تھا اور کل سونا جو ان سب پر تھا اٹھانوے ہزار تین سو مثقال تھا اور چاندی کا وزن اسوقت ممکن نتھا کہ معلوم ہوسکے اب یہ سب فتوح لیکر قنوج کو چلا اور اپنی فوجکو بدین خیال کہ راجہ قنوج رای جیپال کی فوج بہت قلیل ہے حاجت سب فوجکے لیجانے کی نہین ہے یہین چھوڑدیا اور رستے مین مال اور غلام اسقدر ہاتھ لگے کہ حساب نہین ہوسکتا اور آٹھوین شعبان کو قنوج پونہچا اور رای جیپال سنتے ہی بھاگا گنگا سے پار اوترگیا اہل ہند اس دریا کی بہت تعظیم کرتے ہین اور سلطان قنوج کے قلعون مین گیا دریای گنگ کے کنارے پر سات قلعے مال اور دولت سے مالامال ہین اور اس شہر مین دس ہزار مندر ایسے ہین کہ اہل ہند کو یہ گمان ہے کہ یہ مندر دو تین لاکھ برس سے ایسے بنے ہوے ہین سلطان نے فوجکو حکم دیا کہ شہر لوٹ لو اور پھر قلعہ فتح پر کہ برہمنونکا قلعہ کہلاتا ہے گئے اور قتال ہوا آخر سلطان کو فتح ہوئی پھر وہان سے قلعہ آسی پر گئے اور وہانکا راجہ جندال سور تھا جو سب سرداران ہندوستان مین عزت دار تھا اور اوسکا لشکر بھی بہت تھا اب راجہ قنوج نے اوسکو سلطان کے مقابلے مین کیا اور بہت دن تک لڑائی رہی اور جب راجہ جندال کو سلطان کا حملہ معلوم ہوا تو بھاگ گیا اور سلطان نے اوسکا قلعہ مسمار کروادیا یہ فتح کرکے راجہ جندرای پر متوجہ ہوا اور وہ اپنے قلعے سروہ مین تھا اور پہلے تو اوسمین اور راجہ بروجیپال مین دشمنی تھی کہ آپسمین ہمیشہ جنگ وجدال رہتا تھا آخر آپسمین صلح اور دوستی ہوگئی اور راجہ بروجیپال نے اپنے فرزند بھیم پال کی منگنی کا پیغام راجہ جندرای کی بیٹی سے دیا کہ پھر فساد کبھی نہووے اور ہمیشہ دوستی رہے جب بھیم پال بیاہ کرنے گیا تو راجہ جندرای نے اوسکو قید کیا کہ جسقدر میرا نقصان تیرے باپ نے کیا ہے وہ سب ادا کرے جب رہائی ہوگی راجہ جیپال اس فکر ہی مین تھا کہ کیونکر اپنا بیٹا چھڑاوے اور کیونکر اوسکا قلعہ لیوے کہ اتنے مین سلطان جا پونہچا بروجیپال تو راجہ بھوج دیو کے پاس چلا گیا کہ سلطان کے صدمے سے بچے اور جندرای نے سلطان کا مقابلہ کیا لیکن بھیم پال نے اوسکو نصیحت کی کہ محمود ہندو تو نہین ہے اسلیے اوس سے لڑنا نہین چاہیے اور چھپ جانا ضرور ہے کہ اوسکے نام سے بہت فوجین تیری اور میرے باپ کی بھاگتی ہین اوسکو یہ نصیحت پسند آئی اور اسباب اور ہاتھی اور مال ودولت سب لیگئے اور پہاڑون مین جا چھپے اور غرض اوسکی اس نصیحت سے یہ تھی کہ جندرای راجہ کے ساتھ مین گرفتار نہو جاؤن اسکے جلاوطن ہونے سے مین رہا ہونگا پس سلطان نے جو یہ قلعہ فتح کیا تو بہت مال گھانس مین سے نکلا

لیکن سلطان نے ارادہ کیا کہ جندرای کا تعاقب کرے کہ وہ یہانسے پندرہ کوس کے فاصلے پر تھا اور شب کے
وقت چھبیسوین تاریخ شعبان کو وہان جا پونچا اور لڑائی ہوئی تو بہت مارے گئے اور بہت قید ہوے اور
تین دن تک برابر لوٹ رہی اور ہاتھی بہت ہاتھ لگے کہ اونکا نام خدا آورد رکھا اور سونا اور چاندی اور یاقوت
اور موتی جو ہاتھ لگا قریب تیس لاکھ درہم کے تھا اور لونڈی اور غلام اس کثرت سے ہو گئے کہ بڑی قیمت
اونکی دس روپیہ کی تھی ورنہ دو تین روپیہ کو بکتے تھے +

غزنین کی جامع مسجد کا ذکر

جب یہ کچھ مال اور دولت اور یہ ملک ماوراالنہر وغیرہ سلطان کو ہاتھ لگا تو اب اوسنے ارادہ کیا
کہ غزنہ مین ایک مسجد بناوے اور کڑی اور تختہ وغیرہ ہند اور سندھ سے منگائے گئے اور فرش اوسکا
سنگ مرمر کا بنایا اور نہایت تکلف کیا اور بہت سونا اور چاندی دیوار پر لگایا اور اوسکے گرد مدرسہ قائم کیا اور علما کو جمع کیا

ذکر قوم افغانان

یہ قوم راہزن اور غارتگر ہے جب سلطان قنوج کیطرف گیا تھا اوسکے لوگونکو لوٹتے تھے اور مارتے تھے
اب سلطان نے یہان پونچکر چاہا کہ انسے بدلا لیوے اور اونکا استیصال کرے سو اپنی خاص فوج
لیکر اونپر چڑھ گیا اور سوای بچون اور عورتون کے سبکو قتل کیا کوئی باقی نرہا پھر غزنین چلا آیا اور چاہا کہ
کچھ بلخ مین آرام لیوے اور باقی سال غزنہ مین پورا کرے اور پھر ہندوستان پر متوجہ ہووے سو اپنی فوج
لیکر ہندوستان پر چلا اور دریای براب پر پونچا اور راجہ بروجیپال ادھر سے خوب چست و چالاک فوج لیکر
چلا کہ سلطان کو دریا پار نہ آنے دیوے سلطان نے جو اوسکا یہ ارادہ دیکھا تو حکم دیا کہ مشکین باندھکر
دریا کے پار چلے جاوین اور آٹھ غلام توبموجب حکم سلطان یونہین دریا مین کو د پڑے اور اوس کنارے
پر جا پہنچے جب راجہ نے دیکھا کہ پانی انکو لئے چلا آتا ہی تو پانچ ہاتھی اور فوج اوپر متعین کردیے کہ
ادھر انکو اوترنے نہ دیوے تو ان آٹھ غلامون نے تیرونسے ہاتھیون کے پانون اور چہرے زخمی
کردیے اور پار اوتر گئے الغرض کچھ ڈوبے اور باقی سب پار چلے گئے اور سلطان نے اب حملہ کیا اور راجہ کی فوج شراب
پیے ہوے تھی سلطان نے اونکو ایسا مارا کہ سب متفرق ہو گئے اور بہت مارے گئے
اور بہت قید ہوے اور دو سو ستر ہاتھی ہاتھ آئے اور راجہ بھاگ گیا +

ذکر اوس حال کا جو بعد وزیر ابو العباس کے نیشا پور مین

گزرا اور ابو الحسن علی سیاری وہان کا دیوان ہوا

بسبب بربادی رعایا اور کمی پیداوار اور خراج قانونی کے اور بسبب ویران ہونے زمینداران اور بونے جوتنے والونکے جو زر باقی وزیر ابو العباس پر نکلا گیا تھا جب اسکا معاملہ ختم ہو چکا تو سلطان نے ابو الحسن طلبہ ابن عبد الصمد رئیس قونشجی کو بلایا کہ یہ شخص آبادی ملک اور تحصیل پیداوار اور قانون دیہاتی سے خوب واقف ہی اور اوسکو وزیر مقرر کیا اور حکم دیا کہ منجملہ آمدنی قونشج کے پچاس ہزار دینار واسطے آبادی آبادون کے اور بطور تقاوی زمینداروں کو خرچ کرے سو یہ سنہ ہجری مین نشاپور گیا اور زمین قابل زراعت مطابق سنہ ۱۰۱۶ع
مین زراعت کروائی اور ویران کو آباد کیا اور بھاگے ہوئے اسامی کو پھر بسایا اور ظاہر ہی کہ نقصان مدت کا تو مدت ہی مین پورا ہوگا اور سلطان ہر سال یہ چاہتا تھا کہ مقدار تخمینے سے زیادہ کرے اور یہان یہ حال ہی کہ کبھی تو پیداوار کم اور کبھی آبادی کم اور کبھی نرخ کم اور متصدی لوگ اپنا کام کرتے تھے یعنی ہر حال مین اور ہر محال پر اپنا حق لگاتے تھے یہ شخص حیران تھا کہ کیا کرے اور سلطان کیطرف سے ہر وقت مطالبہ اور دھمکی جاری تھی کہ جو باقی ہی وہ وصول کر کے بھیجے اور جو اب پیداوار ہی وہ بھیجے اسنے دیکھا کہ میری ملک جسقدر ہی وہ تو کبھی بمقدار مطالبہ کافی نہوگی اب اسکو فضیحت اور رسوائی کے غم نے ایسا بیمار کر دیا کہ قریب مرگ ہوگیا اور ایسا دبلا ہوگیا کہ گویا مردہ ہی اب سلطان نے ابو الحسن سیاری کو وزیر یا دیوان مقرر کر کے وہان بھیجا کہ نہایت زیرک اور دانا اور حساب دان اور ہوشیار تھا اسنے یہان پہنچکر سب حساب اور تمام کاغذ مرتب کیا اس لیے اگرچہ سلطان کو یہ ضرورت تھی کہ اوسکو اپنے پاس رکھے لیکن خراسان کے بند وبست کے لیے اوسکو بھیجنا ضرور پڑا کہ سب مملکت سے بہت عمدہ اور بہت اچھی مملکت ہی اور خط استوا مین جو بلاد و امصار ہین اونکا یہ ایک ثلث ہی +

ذکر ابو بکر محمد ابن اسحاق ابن محمد شاہ او قاضی ابو علی صاعد ابن محمد اور اونکا انجام کا

یہ دونون صاحب مذہبی آدمی تھے صرف انکی دینداری کا کچھ حال لکھا ہی یہ سب مذہبی ذکر ہی تاریخ سے کچھ علاقہ نہین ہی اس لیے ترک کیا گیا اور اسقدر کفایت ہی +

ذکر سپہ سالار ابو المظفر نصر ابن ناصر الدین سبکتگین کا

جب سلطان نے خراسان کو آل سامان سے خالی کروا لیا اور اسکا مالک ہو گیا تو اوسکو دیتی

اور محبت اپنے بھائی نصر کی متحقق ہوئی اور دوسرے بھائی اسمعیل سے جدائی ہوئی اس لیے اوسنے نصر کو سپہ سالاری خراسان کی دی اور نیشاپور پر بھیجا اور یہ عہدہ ابتدا مین اسی کا تھا اور چونکہ نصر اوس سے بڑا تھا اس لیے اوسکی توقیر اور تعظیم خوب کرتا تھا یہ شخص چند سال نہایت خوبی اور نیکبختی کے ساتھ اس عہدے پر ممتاز رہا اور بہت اچھے اچھے کام اس سے سرزد ہوے خصوصًا ابی ابراہیم منتصر کے فساد مین نہایت ہوشیاری سے کام کیا پھر سلطان نے اوسکو بلوالیا اور اپنے پاس رکھا کہ جدائی گوارا نہ تھی اور ایسا نیک تھا کہ سلطان نے کبھی کوئی لفظ بیہودہ اوس سے نہ سنا اور کسی نے کبھی اوسکی شکایت نہ کی یہانتک کہ آخر کار مرگیا

ترجمہ مترجم تاریخ یمینی

فقیر حقیر سراپا خطا و التقصیر وکیل احمد ابن شیخ قلندر حسین ابن شیخ محمد وسیم ابن شیخ محمد عطار روح اللہ ارواح اسلافہ و افاض علیہ خصائص الطائفہ کو حق تعالی جل شانہ نے اپنے فضل و کرم سے سکندرپور کے خاندان مین پیدا کیا ہمارا سلسلہ النسبی حضرت بندگی شیخ مبارک فاروقی عمدی کو پونہچتا ہے جو مکملین اولیاء اللہ سے تھے انکے وصال کی تاریخ یہ ہے ۵

بزرگے در سکندرپور مشہور	قناعت پیشہ و در فقر مسرور
اگر سال وفاتش را بجوئید	مبارک رفت از دنیا بگوئید ۱۰۱۶

حضرت بندگی کی قبر سکندرپور مین بزار و متبرک ہے دور دور سے لوگ آتے ہین اور اپنے دامن حاجت کو انکے فیض سے بھر پاتے ہین بالین قبر پر یون کندہ ہے ۵

زیارتگاہ مردم ہست این قبر	مبارک بود شیخ باکرامت
پئے سال وفاتش گفت عاجز	مبارک از جہان بگزیدہ رحلت ۱۰۱۶

سلاطین تیموریہ نے مصارف جماعت خانہ حضرت بندگی کے لئے بہت بڑی جاگیر دی تھی قوالون کے نام علحدہ جاگیر تھی یہ بزرگ چشتی تھے سماع سے نہایت ذوق تھا حالت سماع مین اکثر وجد فرماتے تھے مخدوم تاج محمود حضرت بندگی کے صاحبزادے درویش باکمال و صاحب حال و قال تھے انکا مزار بھی بندگی شیخ مبارک کے حظیرے مین ہے لیکن

اوسکا صحیح نشان نہین پایا جاتا تاریخ وفات یہ ہی ؎

تاج محمود انتقال نمود
آفتاب ہدی بہ قعر نہفت
سال تاریخ عاجز خستہ
تاج محمود تاج عالم گفت

ہمارے والد مرحوم کے انتقال کی تاریخ یہ ہی ؎

شیخ من شیخ قلندر حسین
تن بہ قضا داد بحکم قضا
عاجز دل خستہ لبسالش نوشت
خوابگہ او شدہ دار البقا

نوین ذی حجہ شب جمعہ سنہ ہجری کو مین پیدا ہوا سنہ ہجری تک فارسی کی معمولی کتابین پڑھ کے جونپور گیا وہان خانقاہ رشیدیہ حضرت دیوان محمد رشید جونپوری قدس سرہ مین ٹھہرا اور کتب صرف ونحو ومختصرات منطق پڑھ کے تمام کتب درسیہ حسب سلسلہ نظامیہ مولانا محمد عبد الحلیم لکھنوی قدس سرہ کی عالیخدمت مین سماعۃً وقراءۃً پڑھی اور سنہ مین فراغ حاصل کر کے سند علمی حاصل کی جناب مولانای ممدوح کی تاریخ وفات یہ ہی ؎

کان عبد الحلیم ذا علم
رفع اللہ عنہ ما عشرہ
فی الدعار الذی لفید لہ
قلت تاریخ موتہ غفرہ

پھر لکھنو کا عزم کیا کتب طبیہ مولوی حکیم نور کریم لکھنوی سے پڑھین جو مشتہر فی الآفاق حضرت شاہ عبد الرزاق بانسوی قدس سرہ کی اولاد سے تھے مطب مولوی حکیم حاجی محمد یعقوب لکھنوی کے سامنے کیا پھر عرصے تک لکھنو وجونپور وسکندرپور مین درس وعلاج مرضی مین مصروف رہا سنہ ہجری مین شہر فرخندہ بنیاد حیدرآباد نظام دکن مین آیا اور سرکار دولتمدار آصفیہ کی ملازمت اختیار کی باوجود کثرت اشتغال کے مجھے تصانیف کا مشغلہ رہتا ہی جس قدر تصانیف آج تک مدون ہوی ہین اونکی فہرست حسب ذیل ہی ۔ تنبیہ مخالفین بجواب تفضیح مخالفین معیار الصرف ۔ نقل مجلس ۔ تشئید المبانی بنکاح الثانی ۔ مکاتبہ ۔ حد العرفان ۔ معین الطالبین صیانۃ الایمان عن قلب الاطمینان ۔ ارشاد العنود الی طریق ادب عمل المولود ۔ سبحۃ رضیہ ۔ وسیلۂ جلیلہ ۔ نصرۃ المجتہدین برد ہفوات غیر المقلدین ۔ اعتماد بخطای اجتہاد ۔ ہدیہ مجددیہ ۔ ضماد الجرح الصریح عن احکام المحدث الحسن والقبیح ۔ ارشاد المرتاد الی مسلک حجۃ اخبار الآحاد ۔

ع - آ
۲۹۷۱۹۴۲۵

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیاجائے گا۔

۱/۱۱/۵۲

۱۱۵۵۴

کتب خانہ

جامعہ عثمانیہ

حیدرآباد

۱۔ [illegible] کتابیں [illegible]

۲۔ [illegible] کتابیں [illegible] اپنے پاس رکھ سکینگے۔

۳۔ [illegible] کتابیں [illegible] ایک ماہ تک [illegible]

۴۔ [illegible] کتابیں [illegible] اپنے پاس رکھ سکینگے۔

۵۔ [illegible] کتاب [illegible] واپس لیا جائیگا۔

۶۔ [illegible] کتاب کا واپس کرنا لازم ہے۔

۷۔ [illegible] اگر [illegible] گم یا خراب ہو جائیں تو [illegible]

۸۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان سیاہی یا پنسل سے [illegible]

۹۔ قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں جاری نہ کی جاسکینگی۔ فقط